

وائے

افغان جہاد

جنوری ۲۰۱۸ء

جمادی الاول ۱۴۳۹ھ



خليفة الرسول سيدنا ابو بكر صدیق رضی اللہ عنہ کا یمن کے مسلمانوں کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خليفة الرسول کی طرف سے ان یمنی مومنین کے نام جن کو میرا یہ خط سنایا جائے: السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ
میں اس معبود کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر
جہاد لازم کیا ہے اور ان کو حکم دیا ہے کہ جہاد کے لیے جائیں پیادہ ہوں تو، سوار ہوں تو..... اس نے فرمایا ہے: ”جہاد کرو اللہ
کی خاطر اپنے مال اور جان سے“..... اس سے ظاہر ہوا کہ جہاد ایک ضروری فریضہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کا ثواب
بہت ہے۔ یہاں کے مسلمانوں کو ہم نے شام جا کر رومیوں سے جہاد کرنے کی دعوت دی، انہوں نے اس دعوت کو گرم جوشی
سے مانا اور جہاد کے لیے روانہ ہوئے۔ جہاد کے لیے ان کے دل میں سچی لگن تھی، حصولِ ثواب کی آرزوئیں ان کے سینوں
کو گرم رہی تھیں۔

اللہ کے بندو! جس جہاد کے لیے انہوں نے پیش قدمی کی ہے آپ بھی کیجیے۔ ضروری ہے کہ آپ کے دل میں
اس کی سچی لگن ہو، کیونکہ دو نعمتوں میں ایک سے آپ ضرور بہرہ مند ہوں گے: شہادت یا مال غنیمت۔ اللہ تبارک و تعالیٰ
اپنے بندوں سے اس پر راضی نہیں کہ اطاعت کا زبانی اقرار کریں، وہ عملی اطاعت چاہتا ہے۔ وہ اپنے اہل عداوت کو اس
وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک کہ وہ ”دین حق“ کو اختیار نہ کر لیں یا مسلمانوں کے ماتحت بن کر جزیہ ادا کریں۔ اللہ
تعالیٰ آپ کے دین کی حفاظت کرے، آپ کے دلوں کو ہدایت دے اور آپ کے اعمال کو برائیوں سے پاک فرمائے اور
مجاہدین صابرين کا آپ کو اجر عطا فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمة اللہ

(فتوح الشام)

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۱۱، شمارہ نمبر ۱

جنوری ۲۰۱۸ء

جمادی الاول ۱۴۳۸ھ



تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

nawai.afghan@tutanota.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawai-afghan.blogspot.com

Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع، نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات غلط مسلمانون میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سد باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

﴿اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا موقف مخلصین اور مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔﴾

﴿افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔﴾

﴿امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔﴾

اس لیے.....

! سے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجئے

اس شمارے میں

۱۱	اپنے ایمان کا جائزہ لیجیے	اداریہ
۱۳	ایمان کی کسوٹی	تذکیہ و احسان
۱۵	توحید باری تعالیٰ... سلسلہ دروس احادیث	دروس حدیث
۱۸	آدہ کہ بیان مروض بن کر ان کے خلاف لڑیں!	نشریات
۲۳	اے اللہ! صرف تیرے لیے!!!	
۲۵	مع الاسف فاروق	صحبت با اہل دل
۲۹	سرکاری فوج میں بھرتی ہونا یا فوجی ملازمت کرنا حرام ہے	فکرو منہج
۳۰	ایمان اور کفر... قرآن و سنت کی روشنی میں	
۳۲	گمراہ کرنے والے امام کون ہیں؟	
۳۵	اپنے حصے میں بلغم بن یا عورہ باقی رہ گئے ہیں!	
۳۶	اسلامی فتوحات	
۳۷	یہ کس کی فوج ہے	اُذْکَلِیْکَ فِی الْاَذْکَلِیْیْنَ
۳۹	خیالات کا مانتا پیچھے	پاکستان کا مقدر... شریعت اسلامی کا نفاذ
۴۲	کچھ بھی تو دین محمد کا جتنیں پاس نہیں!!!	
۴۸	”ذیل گیر!!!“	
۵۳	یہ تو تم سے کبھی راضی نہ ہوں گے!	
۵۶	لو وہ بھی کہہ رہے ہیں...	
۵۸	یہ زبانی مع خرچ!	
۵۹	آپریشن رد الفساد یا شر الفساد	
۶۰	سوات میں پاکستانی فوج کے مظالم کی ان کہی داستان	
۶۲	بغداد فرض ہوتی جا رہی ہے!	
۶۵	حجروں کی زسریاں	
۶۶	ما تم نہیں انتقام!	
۶۷	ظلم سہنا بھی ظلم ہوتا ہے!	
۶۸	علاج کچھ اس کا بھی اے چارہ گراں! ہے کہ نہیں؟	
۶۹	ریاست مرے گی یا نہیں؟	
۷۳	تم ہم سے آملو!	وادی جنت نظیر
۷۶	امت کے رجال کہاں ہیں؟	چوس الامتہ
۷۸	یہ خاموشی آخر تک؟	
۷۹	عالمی تحریک جہاد کے مختلف محاذ	عالمی جہاد
۸۳	امارت اسلامیہ کی روز افزوں مشیوعلی اور امریکہ کی رسوائیاں	افغان باقی، کبسا باقی
۸۹	۲۰۱۸ء امارت اسلامیہ کی کامیابی کا سال ہے، یا ذن اللہ!	
۹۰	دولت وزیر نے دامنِ کوری اللہ نہ کیوں قرار دیا؟	
۹۱	پھر کامیابی کے ملی؟؟؟	

اس کے علاوہ دیگر مستقل سلسلے

اس نظام بدی سے بغاوت کریں!

۲۰۱۸ء کے آغاز ہی میں معصوم زینب پر پڑنے والے قیامت خیز ظلم نے ثابت کیا ہے کہ یہ نظام بد، ایک سڑی ہوئی اور سڑاندازاتی لاش ہے جسے کندھوں پر اٹھائے چلے جانے کا نتیجہ ہے کہ پورا معاشرہ ہی تعفن زدہ ہو چلا ہے۔ معصوم زینب پر تو جو بیتی ہے اُسے ضبط تحریر میں لانا ہی مشکل ترین مرحلہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں صحرائے عرب کے وحشی بدو بھی اپنی بیٹیوں کو ایسی لرزہ خیز اذیت نہیں دیتے تھے۔ وہ بھی محض بیٹیوں کو زندہ درگور کر دینے پر اکتفا کرتے تھے لیکن اُس وحشت کو بھی قرآن مجید میں جس پیرائے میں بیان کیا ہے وہ رو نگئے کھڑے کر دینے والا ہے۔ قیامت کے ہیبت ناک اور جگر پاش مناظر کا بیان ہو رہا ہے اور اللہ رب العزت نے انہی مواقع میں سے ایک ہولناک موقع کی منظر کشی فرمائی ہے، ارشاد ہوتا ہے:

وَإِذَا النُّفُوسُ سُئِلَتْ يَا أَيُّ الذَّنْبِ قُتِلَتْ

”جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا۔ کہ آخر وہ کس گناہ کی پاداش میں ماری گئی؟“

واللہ! یہ لکھتے ہوئے آنکھیں برس رہی ہیں، ہاتھوں میں لرزہ ہے اور انگلیوں کے پورے یہ لکھتے ہوئے لرز رہے ہیں کہ اس معاشرے اور نظام نے زینب جیسی بیٹیوں کے ساتھ جو کچھ کر ڈالا ہے، اُس متعلق معلوم نہیں خدائے قہار کیسے قہر و غضب ناک سے ہم سے پیش آئیں گے! اللہ جی! کلیجے پھاڑ دینے والے دن ہمارے لیے فرار اختیار کرنے کی کوئی راہ نہ ہوگی کہ کیونکر اس شیطانی نظام کو، اس کی تمام بدیوں سمیت ہم برداشت کرتے اور سہتے رہے۔ بس مولائے کریم! آپ کے سایہ عفو کے سوا اُس دن ہمارے لیے کوئی جائے پناہ نہیں! اے مالک الملک! اپنی رحمت سے توفیق عطا فرمادیجیے کہ اپنے لیے کوئی ایسا سامان مہیا کر لیں کہ جو مَعْدِنًا إِلَى رَبِّكُمْ کے شمار میں آ سکے، آمین!

اور یہ صرف زینب بیٹی کی پتتا نہیں، نہ ہی وہ پہلی بچی تھی، نہ ہی آخری۔ ابھی جس وقت یہ سطور رقم کی جا رہی ہیں، یہ خبر ہے کہ مردان میں چار سالہ اسماء کے ساتھ ایسی ہی درندگی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اس جرم عظیم کا مجرم یقینی طور پر وہ بھی ہے جس نے ان بچیوں کے ساتھ یہ حیوانی سلوک کیا۔ لیکن وہ اکیلا مجرم نہیں ہے! ان بچیوں کا مجرم یہ مفسد اور شیطانی نظام ہے کہ جہاں نبی عن المنکر کی بجائے منکرات کی ترویج، تشہیر اور تنفیذ کا ذمہ ریاست نے لے رکھا ہے۔ جہاں امر بالمعروف کی بجائے معروف کی ہر ہر شکل کو دبانے اور مٹانے کی ذمہ داری ریاست اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہے۔ جہاں گناہوں اور معصیات کی شاعت و قباحت کو سامنے لانے کی بجائے انہیں مزین و خوش نمائند کر پیش کیا جاتا ہے۔ اور جہاں نیکی و بھلائی کو پھیلانے و اپنانے کی ترغیب کی بجائے اُن سے بُعْد و بے زاری کا مزاج پروان چڑھایا جاتا ہے۔ جہاں میڈیا اور ذرائع ابلاغ کو مکمل ریاستی تحفظ حاصل ہے کہ وہ بدکاریوں کی ترتیب کا پورا پروگرام مرتب کریں، گندے ڈراموں، اخلاق باختہ فلموں اور اخلاق سوز اشتہارات کے ذریعے نوجوان نسل کو جنسی ہیجان میں مبتلا کرنے کا تمام سامان ہمہ وقت میسر رہتا ہے۔ جہاں نسل نو کو انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعے پورن فلموں کا رسیا بنایا جا رہا ہے اور کسی میں دم نہیں کہ اپنے بچوں کو جنسی آوارگی میں مبتلا کرنے والے عناصر کے خلاف کچھ عملی قدم اٹھاسکے، کیونکہ اس سب کے پیچھے ایک بڑے مافیا کا ہاتھ ہے، جسے ”ریاست“ کہا جاتا ہے! کچھ عرصہ قبل قصور ہی کے قصبہ حسین خان والا میں بچوں اور نوجوان لڑکے لڑکیوں کے ساتھ جنسی زیادتیاں کرنے اور انہیں فلم بند کر کے انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کرنے کا سکیڈنڈل سامنے آیا۔ یہ معاملہ حسب معمول اخبارات کی زینت بنا، ٹی وی پر چند شوز ہوئے، سوشل میڈیا میں شور ہوا اور رفتہ رفتہ سب کچھ پردہ سکرین سے غائب ہو گیا۔ اس مجرمانہ عمل کے پیچھے ایک منظم گروہ کار فرما تھا، جس کی پشتی بانی مقامی ایم این ایز اور ایم پی ایز کا جتھہ کر رہا تھا۔ اسی لیے چند دن کے شور و غوغا کے بعد یہ معاملہ بھی حسب روایت دبا دیا گیا۔

آپ روزانہ کے اخبارات کو سرسری نظر سے دیکھیں تو ہر روز اخبار میں جنسی زیادتی، بچوں کے اغوا، نوجوان نسل کی رنگین مزا جیوں کا پتہ دیتی لغویات کی خبریں آپ کو جابجا نظر آئیں گی۔ ہمارے معاشرے میں دین کی عمل داری ویسے تو ہمیشہ سے ہی بہت محدود پیمانے پر رہی ہے، ہر طبقہ نے اپنی اپنی خواہشات کے مطابق مذہب کے مختلف پیمانے مقرر کر رکھے ہیں، اور ہر کوئی اپنے مقرر کردہ پیمانے سے ہی دین کو لیتا ہے۔ اس بیماری میں ہر طبقہ شامل ہے اور اس معاشرے میں ”ادخلوا فی السلم كافة“ کی مثالیں بہت ہی شاذ رہی ہیں۔ لیکن اس سب کے باوجود یہ بھی حقیقت ہے کہ دین میں شرم و حیا کا جو مقام اور پہلو ہے وہ معاشرہ میں موجودہ ”زمانہ روشن

خیالی“ سے قبل بہر حال بہت حد تک فعال نظر آتا ہے... طبقہ متر فین میں بے حیائی کا کلچر تو موجود تھا لیکن اس حوالے سے معاشرے میں بھلے لوگوں کی کمی بہر صورت نہ تھی... وضع دار خاندان اپنے خانگی و معاشرتی نظام میں شرم و حیا اور عفت و حرمت کا خاص خیال رکھنا ضروری اوامر میں سمجھتے تھے... لیکن ٹی وی چینلوں کی بھرمار اور ان میں پیش کیے جانے والی بے ہودگی اور واہیات پروگراموں نے تو گزشتہ دس سے پندرہ سال میں معاشرے سے اخلاق کا جنازہ نکال دیا ہے... اب حالت اس قدر پتلی ہے کہ مغربی معاشرے کی طرح یہاں بھی ”سیکس فری سوسائٹی“ کے قیام کے مباحث زور و شور سے جاری نظر آتے ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون...

اس صورت حال میں زینب جیسی بیٹیاں اگر اپنی معصومیت اور فرشتوں جیسی زندگی کے باوجود محفوظ نہیں ہیں تو ان حالات میں یہ کچھ اجنبی کی بات نہیں ہے... اس کا پہاڑ جیسا دکھ اور خون خشک کر دینے جیسا کرب اپنی جگہ لیکن یہ فصل اس معاشرے کے باسیوں نے اپنے ہی ہاتھوں سے بوئی ہے! اس صورت حال سے اپنے بچوں بچیوں کو کیسے بچایا جائے؟ اس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں البتہ برادرِ مکرم معین الدین شامی نے اس ماہ ”خیالات کا ماہنامہ“ میں اس صورت حال کے تدارک اور اس سے بچنے کی تفصیل بہت ہی اچھے اور سہل انداز میں بیان کی ہے، یہ مضمون اس شمارے میں شامل اشاعت ہے، قارئین سے گزارش ہے کہ اس کا بغور مطالعہ کریں اور ان نکات کو خوب اچھی طرح ذہن میں بٹھا کر ان پر فوری عمل کا آغاز کر دیں!

البتہ یہاں اتنا ضرور عرض ہے کہ ایسے قبیح جرائم کو اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتا دیکھ کر اور پھول جیسی بچیوں کے ساتھ یہ ظلم دیکھ کر ہر شخص کا دل زخمی ہے تو وہ خود سے یہ ضرور پوچھے کہ ہم نے نظامِ اسلامی کو اپنی ذاتی، اجتماعی اور معاشرتی زندگیوں سے نکال کر اپنی نسلوں کے ساتھ، اپنی دنیا کے ساتھ اور اپنی آخرت کے ساتھ کیسا بھیانک ظلم کیا ہے... اب یہ حقیقت واضح ہو جانی چاہیے کہ اسلام میں ہی حیات ہے! اسلام کے علاوہ نہ کہیں فلاح ہے، نہ آسودگی ہے اور نہ ہی اطمینان اور پاکیزگی ہے! ہمیں انفرادی زندگیوں میں بھی اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو بغور جاری کرنا ہے اور اجتماعی طور پر بھی بحیثیت قوم یہ عہد کرنا ہے کہ ہم اللہ کی پاکیزہ شریعت سے منہ موڑنے کی سزا کے نہ اس دنیا میں متحمل ہیں نہ ہی آخرت میں... لہذا نظامِ شریعت چاہیے اور بس چاہیے!!!

یہاں جب نظامِ شریعت معطل ہے، شریعت کی مقرر کردہ حدود و تعزیرات کی عدم موجودگی میں مجرمین دندناتے پھرتے ہیں تو اس کی ایک ہی وجہ ہے کہ طاقت ور اور مقتدر طبقات (اس میں سیاسی حکمران، فوجی جرنیل، عدلیہ، بیوروکریسی، پولیس، سرمایہ دار، جاگیر دار سب ہی شامل ہیں) نے نظامِ شریعت کو معطل ہی اس لیے رکھا ہے کہ یہ سب مجرم قبیل سے تعلق رکھتے ہیں... اور شریعت کے قوانین کے نفاذ کی صورت میں ان کی حرام کاریوں، عیاشی اور اوباشیوں، فسق و فجور، بدکاریوں اور بد معاشیوں، زنا کاری اور بد اعمالیوں کا تحفظ جاتا رہے گا اور ان کی شتر بے مہار نفسانی اکساہٹوں اور شیطانی خواہشوں کو روک لگانے کے لیے مضبوط شرعی نظام اور سزائیں موجود ہوں گی! اس لیے محض اپنی حرص و ہوس کی تسکین کی خاطر ان طبقات نے پورے معاشرے کو نظامِ شرعی کی برکات سے محروم کر رکھا ہے! لہذا ضروری ہے کہ ان کے کسی بھی قسم کے جھانسون اور دھوکا بازی کا مزید شکار ہونے کی بجائے شرعی نظام کی تنفیذ کی جدوجہد میں شرعی اصول و طریقہ کے مطابق شامل ہو جائے... اور نظامِ شریعت کا حقیقی قیام صرف اور صرف جہاد فی سبیل اللہ سے ممکن ہے! جمہوری راستوں اور ووٹ کے ڈبوں سے آپ کے سروں پر ”حسین خان والا“ جیسے ایم این ایز اور ان کی جماعتوں بد دیانت سربراہ ہی مسلط ہوں گے... دوسری طرف فوجی آمریتوں کو بھی اس ملک کی عوام نے خوب بھگت لیا ہے اور آج معاشرے میں پھیلی جنسی انارکی اور افراتفری ایک فوجی آمر ملعون جنرل مشرف ہی کے کرتوت کا کڑوا پھل ہے!

اس لیے بہت محتاط رہیے کہ یہ فوجی جرنیل، ایسے مواقع پر سیاسی و جمہوری حکمرانوں کی بے حسی کی آڑ لے کر اپنی دکان چکانے کی کوششیں کرتے ہیں... اسی لیے جنرل باجوہ نے بھی معصوم زینب کے مجرموں کو پکڑنے کی ”خصوصی ہدایت“ کی... ان درندہ صفوں کے شر سے سوات اور آزاد قبائل کی تو کوئی زینب نہیں بچی اور اب یہاں موقع پر ہمدردیاں سمیٹنے اور اپنی کمروہ چہرہ کو دل کش و حسین بنا کر پیش کرنے کے لیے آدھمکے ہیں! انہیں ڈاکٹر شازیہ خالد یاد نہیں کہ جس کی عصمت دری انہی میں موجود ایک درندے کیپٹن حماد نے کی اور اُس ایک کیپٹن کی صفائیاں دینے اور اُسے بری الذمہ قرار دینے کے لیے لعین مشرف نے پورے بلوچستان کو آگ و خون کے دریا میں دھکیل دیا... انہیں اخروٹ آباد میں شیشانی مہاجر مسلمان بہنیں کیوں بھول گئیں کہ جو اللہ وحدہ لا شریک کے واسطے دے دے کر اور اپنی انگلی شہادت کو بلند کر کے ان پر اتمامِ حجت کرتی رہیں لیکن ان بہائم کو ان بہنوں پر ذرا ترس نہ آیا اور انہیں گولیوں سے بھون کر رکھا دیا... یہ جامعہ حفصہ کی اُن ہزار باطلاباں کو کیوں بھول جاتے ہیں جو ان کے تیرہ بخت ہاتھوں سے جلائی گئی اور سفید فاسفورس سے اُن کی لاشیں بھی پگھلا دی گئیں... انہیں ایبٹ آباد میں گرفتار کیے گئے شیخ عمر پاتک فک اللہ اسرہ کی اہلیہ کے ساتھ کیا

گیا گھناؤنا جرم کیوں نہیں رُلاتا کہ ہماری اُس باپردہ بہن کو ان سفاکوں نے مادرِ زاد برہنہ کر کے ایبٹ آباد کی گلیوں میں گھمایا... یہ بنگال کی اُن لاکھوں بہنوں کو کیوں یاد نہیں کرتے کہ جو ان کی جنسی ہوسناکی کی بھینٹ چڑھ گئیں... یہ سوات کی ہماری اُن بہنوں کو کیوں بھلا بیٹھے ہیں جن کی عصمتیں اُن کے شوہروں، بھائیوں اور والدین کے سامنے تار تار کی گئیں اور پھر انہیں برہنہ حالت میں ہیلی کاپٹروں سے سوات کے پہاڑوں پر پھینک دیا گیا!!!

یہ خنزیر نما جرنیل اور فوجی آج ہماری بیٹی زینب کے غم میں نڈھال ہونے کی اداکاری کرتے ہیں، حالانکہ کہ زینب کے سب سے بڑے مجرم یہ خود ہیں!... جی ہاں! اس ملک میں شرعی نظام کے نفاذ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی بدطینت فوج ہے اور شرعی نظام کے نہ ہونے کے سبب ہی ہماری زینب جیسی بیٹیوں پر قیامتیں توڑی جاتی ہیں! اور جہاں شریعت کے نفاذ کی بات آئے اور بات سے بڑھ کر معاملہ عملی اقدام تک جا پہنچے تو ابلیس کی اس سپاہ کو اپنے تمام لاؤ لشکر سمیت اہل ایمان پر ٹوٹ پڑنے کے لیے ”کوڑوں والی جعلی ویڈیو“ کا بہانہ ہی کافی ہوتا ہے! یہ ان کی مظلومین کے ساتھ رچائی جانے والی ڈرامائی ہمدردی کا اصل چہرہ ہے! اے اہل پاکستان! ایسے سانحات سے اگر سبق حاصل کرنا ہے اور آئندہ کے لیے بچنا ہے تو اُس کا راستہ ایک ہی ہے کہ شریعتِ مطہرہ کے دامن میں سب کے سب آجائیں... وگرنہ انگریزی قانون کے پاس ایسے جرائم کے تدارک کا کوئی راستہ ہے، نہ ہی مغربی اور صلیبی این جی اوز کی آڑ میں جنسی آوارگی کے ایجنڈے کی تکمیل کرنے والے ان جرائم کا مستقل خاتمہ اور ایسے مسائل کا پائیدار حل چاہتے ہیں!

پائیدار حل وہی ہے جو سو اچودہ سو سال پہلے دیا جا چکا اور جسے آج کے دور میں بھی محض بانئیں تئیں سال قبل افغانستان کے غیور اہل ایمان نے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی سرکردگی میں اپنایا تھا اور اسی بنیاد پر امارت اسلامیہ افغانستان کی مبارک تشکیل عمل میں آئی تھی... امیر المومنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ کو بھی ایسے ہی ایک سفاکانہ اور شیطانی عمل کی وجہ سے میدان میں نکلنا پڑا تھا... افغانستان کے وار لارڈز میں اخلاقی برائیاں اور جنسی جرائم انتہا درجے کو پہنچ چکے تھے اور ہر ایک وار لارڈ اپنے علاقے کے نو عمر لڑکوں اور لڑکیوں کا ”مالک“ ہوتا تھا، جیسے چاہتا اور جب چاہتا اپنی سفلی خواہشات کو پورا کر کے اُن معصوموں کی زندگیوں میں ہمیشہ کے لیے زہر گھول دیتا... امیر المومنین رحمہ اللہ نے ایسے ہی ایک واقعہ کے بعد مدرسہ کے طلبائے کرام کو اکٹھا کیا اور ایسے وار لارڈز کے خلاف عملی جہاد کا اعلان کیا! اللہ پاک نے آپ رحمہ اللہ اور آپ کے ساتھیوں کے اخلاص کی بدولت اس جہاد میں برکات و نصرتیں اتارنا شروع کیں اور چند ہی مہینوں میں پورے افغانستان میں اللہ کے دین اور شریعتِ اسلامیہ کا رہمتوں والا نظام رائج ہو گیا... یہ بات کہنے کو دو چار سطور میں کہہ دی گئی لیکن اس کے لیے ان اللہ والوں نے جو کثرتِ جہیلے اور جو مشقتیں اٹھائیں، انہیں کماحقہ بیان کرنے سے الفاظ عاجز ہیں... یہی اسلامی امارت تھی جس کی بدولت چھ سال تک قندھار سے کابل اور بدخشاں سے فراہ تک شرعی نظام کے نفاذ کی برکتوں سے خواتین اسلام کی عزت و ناموس محفوظ ہوئی، حدود اللہ کے اجر اسے جرائم کا قلع قمع ہوا، امن و امان کا ایسا مثالی زمانہ آنکھوں کے سامنے گھومنے لگا جو گزشتہ کئی دہائیوں سے افغان مسلمانوں نے خواب میں بھی نہ دیکھا تھا...

اے اہل پاکستان! آج فوجی جرنیل اور نظام ریاست کے سارے کل پُرزے، ایسے قبیح جرائم پر تمہارے سامنے ٹسے بہا رہے ہیں، لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ افغانستان کو شریعت کے بابرکت نظام سے روشناس کروانے اور بہترین امن و امان عطا کرنے والی امارت اسلامیہ افغانستان، کو گرانے کے لیے اسی بد باطن فوج اور نظام نے کفارِ عالم کے سامنے اپنے کندھے پیش کیے؟! یہ اپنے ملک میں کسی مظلوم کے ساتھ ظلم پر کیوں کر حقیقی غم کا شکار ہو سکتے ہیں کہ یہ تو خود بدترین ظالموں اور جابروں کی قبیل سے ہیں، شریعت کے عدل و انصاف کے نظام کو ہر جگہ بزورِ ختم کرنے میں پیش پیش ہیں اور ظلم و جبر کے نظام کو ہر جگہ قوت و استبداد سے نافذ کرنے میں ہر جگہ کفار کے ”فرنٹ لائن اتحادی“ ہیں! یہ کفار کے نوکر اور خادم ہیں! کفارِ عالم ان کے آگے روٹی کے چند ٹکڑے ڈالتے ہیں تو یہ اُس کے بدلے میں اپنا پورے کا پورا گھر پھونک ڈالنے میں بھی ذرا تردد محسوس نہیں کرتے...

کسی کو شک ہو تو ٹرمپ کی ٹوئٹ اور اُس کے بعد ہونے والے رد عمل اور سامنے آنے والے اعداد و شمار کو دیکھ لے... ٹرمپ نے کہا کہ ”پاکستان کو ۵ سالوں میں ۳۳ ارب ڈالر دے کر بے وقوفی کی“... اس کے جواب میں جب اعداد و شمار سامنے آئے تو معلوم ہوا کہ ”دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان ۱۳۴ ارب ڈالر کا معاشی نقصان برداشت کر چکا ہے“... یہ چند ٹکڑوں کے عوض پورا گھر پھونک ڈالنے کے مصداق ہے یا نہیں؟ پھر تماشایہ کہ وہ چند ٹکڑے بھی جرنیلوں کی جیبوں کو بھاری کرنے، اُن کے ملکی و غیر ملکی اکاؤنٹس کے پیٹ بھرنے اور اُن کے دبئی، لندن، آسٹریلیا اور سیکنڈ ہینوین ممالک میں اُن کی جائیدادوں اور وہاں سرمایہ کاریوں میں ہی کھپ گئے! اب کفر کا

سرغنہ ان کو ڈانٹ ڈپٹ کر رہا ہے تو اپنی خدمات ماضی کے حوالے دے دے کر ڈی جی آئی ایس پی آر منت زاری کرتا ہے کہ Pakistan needs US trust not funds کفر کا اعتماد کے لیے مرے جانے والوں کو کوئی بتانے والا نہیں کہ قرآن کا فیصلہ اٹل ہے کہ یہود و نصاریٰ تم سے کبھی بھی راضی نہ ہوں گے یہاں تک کہ تم کی ملت کی پوری پوری پیروی نہ کرنے لگے!

ماہ جنوری کا پہلا عشرہ تو یوں ہی گزرا کہ پاکستانی جرنیلوں، سیاسی حکمرانوں، صحافیوں، دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کی طرف سے بھانت بھانت کی بولیاں تھیں اور ایسی بولیاں کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی... لیکن یہ واضح ہوا کہ کم و بیش ان سب نے اپنے جرائم کا اپنی زبانوں سے اقرار کیا... ڈی جی آئی ایس پی آر نے ”اب کسی کی جنگ نہیں لڑیں گے“ کہہ کر ”یہ ہماری جنگ ہے“ کے غبارے میں ایک نوکیلی سوئی پیوست کی، جس کے نتیجہ میں وہی ہوا جو ایسے موقع پر ہوتا ہے کہ ”ہماری جنگ“ کا غبارہ پھٹ گیا اور پھر وزیر خارجہ، وزیر دفاع، وزیر اطلاعات حتیٰ کی وزیر اعظم تک نے وہ سارے اعترافات کیے اور ان تمام جرائم کو قبول کیا جو آپ قارئین مجملہ نوائے افغان جہاد، اس مجملہ کے صفحات میں گزشتہ دس سالوں سے پڑھتے چلے آ رہے ہیں... اب ان کی خباثتوں کا مزید کیا تذکرہ کیا جائے کہ جنوری کے پہلے دس دنوں کے اخبارات، مختلف رسائل، ٹاک شوز اور اخبارات کے کالم و ادارے ان کے ڈیڑھ دہائی پر مشتمل گناہوں کے اعترافات سے بھرے ہوئے ہیں اور ”یہ ہماری جنگ ہے“ کی اصلیت و وقعت کو پوری طرح آشکار کر رہے ہیں!

لیکن یہ سب بھی چند دنوں کا کھیل تھا اور ہے... امریکی آقاؤں سے ان کے ”پیار و محبت کے رشتے“ اس قدر والہانہ ہیں اور آقا و غلام میں ایسی گاڑھی چھتی ہے کہ نہ آقا اپنے غلاموں کے بغیر کسی قابل ہے اور نہ ہی غلام اپنے آقا کے ”ٹرسٹ“ کے بغیر کھڑے رہنے کا تصور کر سکتے ہیں... اسی لیے آپ دیکھ لیجیے کہ امریکی آقاؤں کی طرف مسلسل دھمکیاں، امداد کی بندش اور ترش رویہ اپنایا گیا اور یہاں سے غلاموں نے چیخ چیخ کر اپنے حلق خشک کر لیے اور اپنی خدمات گنوا گنوا کر نڈھال و بے حال ہو گئے کہ ہم نے یہ کیا، یہ کیا اور یہ کیا... لیکن اس دوران میں ایک لمحے کے لیے بھی افغانستان میں موجود امریکی فوجیوں کے لیے سامانِ رسد کی پاکستان سے گزرنے والی سپلائی میں تعطل نہ آیا... اس لیے امریکی بھی مکمل طور پر مطمئن اور یہ غلام بھی غیرت و حمیت سے یکسر عاری بس اپنے ”نومور“ اور ”مزید نہیں کریں گے“ کے راگ الاپتے رہے!!! حقیقت یہ ہے کہ بس ذرا غبار چھٹنے دیں اور معاملہ ٹھنڈا ہونے دیں، یہ غلام وہ سب کچھ کریں گے جس کا حکم آقائے امریکہ دے گا اور آقائے امریکہ ان کی گردنیں مروڑ کر وہ سب کچھ ان سے کروائے گا جو وہ چاہے گا... امریکہ کے سامنے کھڑا ہونے اور حرف انکار کی جرأت پیدا کرنے کے لیے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ جیسا کامل ایمان اور عظیم توکل و استغنیٰ درکار ہے! جب کہ ان غلاموں کی تاریخ تو کبھی امریکی بیڑے کا انتظار کرتے کرتے آدھا ملک گنوا دینے کی ہے اور کبھی ایک فون کال پر ڈھیر ہونے کی ہے اور اب تو ٹرمپ جیسے خردماغ آقا سے ان غلاموں کا واسطہ پڑا ہے، اس لیے اُس نے فون کرنے کی زحمت بھی نہیں کی بلکہ ایک ٹوئٹ نے ہی ان کی حالت ”ماسی مصیبت“ جیسی کر دی ہے جو مصیبت آنے پر بس گال پیٹتی اور شور مچاتی ہے!

یہ حالات ہیں جن میں اس خطے میں جہاد اور اہل جہاد کے خلاف صفیں دوبارہ سے منظم ہو رہی ہیں... اگرچہ مجاہدین اپنے رب کی نصرت سے ان صفوں کو پچھلے سولہ سال سے توڑتے اور نیست و نابود کرتے چلے آ رہے ہیں لیکن اولیائے شیطان اپنی آخری حد تک کوشش کریں گے کہ اس معرکہ کو سر کر سکیں... اسی لیے پاکستانی فوج کو ٹرمپ کی طرف سے ڈرانے دھمکانے کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے... اب امریکہ کا ہدف ناصر ف افغانستان میں جاری تحریک جہاد ہوگی بلکہ پاکستان میں جاری جہاد کا قلع قمع کرنا بھی ہوگا... اسی طرح پاکستانی فوج کے پیش نظر ناصر ف نظام پاکستان کی ناک میں دم کر دینے والے مجاہدین ہوں گے بلکہ امریکہ کی خوش نودی میں افغانستان کی تحریک جہاد کو بھی اپنے تئیں ختم کرنے کے لیے پورا زور لگایا جائے گا! اس کے لیے ”گراؤنڈ“ تیار کرنے کا کام منظم طور پر شروع ہو چکا ہے اور ۱۶ جنوری کو ایوان صدر اسلام آباد میں ہونے والی ”پیغام پاکستان“ کی صورت میں فتویٰ کی تقریب رونمائی اسی سلسلے کی کڑی ہے!

اے علمائے کرام! اس موضوع پر بات شروع کرنے سے پہلے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ معروف فرمان آپ کے گوش گزار کرنا ضروری ہے جو آپ رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کی فتح کے موقع پر ارشاد فرمایا، کیونکہ عین ممکن ہے کہ ہماری گفتگو آپ کی حقیقی عزت و شان (جو شریعت نے آپ کو عطا کی ہے) سے بہت نچلے درجے کی ہو لیکن معاملہ چونکہ ہمارا ذاتی، تنظیمی یا جماعتی نہیں ہے بلکہ خالصتاً اللہ کے دین کی عزت کا معاملہ ہے اس لیے جہاں جہاں یہ باتیں آپ کو ترش لگیں وہاں وہاں سیدنا عمر

فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ قول ذہن میں رکھیے گا کہ آپ کی عزت، آپ کا وقار، آپ کا احترام، آپ کے سامنے جھکی ہوئی نظریں اور ادب سے خم شانے، کس وجہ سے ہیں؟ اس کی وجہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی بیان فرماتے ہیں کہ

نحن قوم أعزنا الله بالإسلام فإن ابتغينا العزة بغيره أذلنا الله

”ہم وہ ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی بدولت عزت و سرفرازی سے نوازا، پھر اگر ہم اس کے علاوہ کہیں اور عزت تلاش کریں تو اللہ تعالیٰ ہمیں رسوا فرما دیں گے۔“

ہم ان صفحات میں علمائے حق اور علمائے ربانین سے متعلق اپنے جذبات و احساسات متعدد مرتبہ بہت ہی ادب و احترام سے عرض کر چکے ہیں اور اب بھی ہمارے وہی جذبات و احساسات ہیں کہ علمائے حق ہمارے آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، ہمارے دلوں کا سکون ہیں، ہمارے سینوں کی راحت ہیں، ہمارے سروں کے تاج ہیں اور ہمارے ماتھے کا جھومر ہیں۔ قرآن و سنت کے علم کی برکات نے انہیں جیسے بلند مقام پر فائز کیا ہے، ہم جیسے تو ان کے قدموں میں بیٹھنا، بلکہ ان کی دہلیز پر جوتیوں والی جگہ پر بھی تھوڑی سی جگہ پا کر بیٹھ جانے کو سعادت جانتے ہیں۔ پھر ان علمائے دین کا جیسا بلند مقام ہے ویسا ہی بلند ترین، حساس ترین اور اہم ترین ذمہ داری کا بوجھ بھی ان کے کاندھوں پر ہے اور یہ بوجھ تقاضا کرتا ہے کہ وہ حق کی خاطر ہر محاذ پر پوری استقامت سے کھڑے ہوں اور باطل کے ہر چہرے اور روپ کو پوری دلیری سے واضح و بے نقاب کریں۔ ایسا کرنے والے ہی علمائے حق ہیں اور ان علمائے حق و مفتیان شرع متین کا دفاع کرنا ہم اپنے اوپر لازم سمجھتے ہیں، چاہے اس کے لیے ہمیں کتنی ہی جانوں کی قربانی دینا پڑے!

لیکن اگر علمائے اسلام، سرکار و دربار سے وابستہ ہو کر ان قوتوں کے حمایتی و مددگار بن جائیں جو قوتیں دین، شریعت اور قرآن و سنت کی تعلیمات و احکامات کو نافذ کرنے کی بجائے ان کی بیخ کنی کو ہی اپنا مقصد گردانیں، تو ایسے علما سے ہمارا تعلق ہرگز ویسا نہیں ہوگا جیسا علمائے حق و علمائے ربانین سے ہے! کیونکہ یہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مبارک الفاظ میں ”اسلام کے علاوہ کہیں اور علاوہ کہیں اور عزت کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔“

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ادارہ تحقیقات اسلامی کے زیر اہتمام ”پیغام پاکستان“ نامی فتوے کی تقریب رونمائی ۱۶ جنوری ۲۰۱۸ء کو ایوان صدر اسلام آباد میں ہوئی، جس میں صدر پاکستان ممنون حسین کی زیر صدارت یہ فتویٰ ”رونما“ ہوا۔ اس فتوے پر پاکستان بھر کے ۱۸۲۹ علما کے دستخط ہیں، اور اس کا لب لباب یہ ہے کہ ”پاکستان اسلامی ریاست ہے اور اس میں شریعت کی تنفیذ کے لیے مسلح جدوجہد ناجائز ہے اور ایسا کرنے والا باغی کے حکم میں داخل ہے اور ریاست کو ایسے باغیوں کے قلع قمع کا پورا حق حاصل ہے اور ہم اس میں ریاست کے معاون و مددگار ہیں۔“

اے علمائے کرام! سب نے اس فتویٰ پر دستخط کر کے ریاست سے وفاداری کا ثبوت تو دے دیا لیکن آپ کی وفاداریاں سب سے پہلے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کے ساتھ ہیں اور ہونی چاہئیں! اور ان وفاداریوں کا تقاضا تھا کہ آپ اس فتویٰ کو جاری کرنے سے پہلے ان حکمرانوں اور فوجی جرنیلوں کے جرائم پر بھی ایک نظر ہی ڈال لیتے اور ان سے پوچھتے کہ مسلح جدوجہد کے مشروعیت و عدم مشروعیت کا فتویٰ دینے سے قبل یہ بھی ضروری ہے کہ تمہارے افعال و اعمال کو بھی شریعت کی کسوٹی پر پرکھا جائے! آخر آپ میں سے کسی نے کیوں نہیں پوچھا جرنیلوں اور حکمرانوں سے کہ یہ جو انہیں پچھلے دنوں ”ہماری جنگ نہیں“ کا بخار چڑھا تھا، سولہ سال تک تو اسے اپنی جنگ قرار دیا جاتا رہا، تب اسے ”اپنی جنگ“ بنانے کے لیے کیا آپ کے کسی فتوے کا سہارا لیا گیا تھا؟ کیوں نہ آپ نے پوچھا کہ مالاکنڈ ڈویژن اور آزاد قبائل میں جو انسانیت سوز فوجی کارروائیاں ہوئی ہیں، لاتعداد اہل ایمان کو جلا کر کوئلہ کر دیا گیا ہے، بستیوں کی بستیاں اور بھرے پُرے بازار ویران و کھنڈر بنادیے گئے ہیں، ہزار ہا مساجد و مدارس مٹی کے ڈھیروں میں تبدیل کر دیے گئے ہیں، ہزاروں عفت مآب بہنوں بیٹوں کی عصمتوں کو فوجی درندوں نے لوٹا ہے، لال مسجد و جامعہ حفصہ کی پاک باز طالبات کو سفید فاسفورس سے جلا کر بھسم کر دیا گیا، افغانستان میں امریکہ اور نیٹو کی رسد (جس میں اسلحہ، ہر طرح کا سامان حرب، خوراک کی مواد، سوراخ و شراب حتیٰ کہ پیپروں تک کے کنٹینر شامل ہیں) کے لیے ملک کے سمندروں سے فضاؤں تک اور کراچی سے پشاور تک تمام شاہراہیں وقف ہیں، موجودہ صلیبی جنگ کے محض پہلے تین سے چار ماہ میں پاکستانی فضائی اڈوں سے امریکی و صلیبی جنگی جہازوں نے اڑائیں بھر بھر کر افغانستان میں ۵۷ ہزار سے زائد مرتبہ بم باری کی۔ پھر گزشتہ سولہ سال میں ملک بھر میں شہر شہر اور قریہ قریہ دین پسند افراد کے خلاف آپریشن کیے گئے۔ جرائم کی فہرست اتنی طویل ہے کہ کئی ایک دفتر انہیں بیان کرنے کو ناکافی ہیں۔ آپ میں سے

کوئی یہ سوال کرنے کی جرأت اپنے اندر پاتا ہے کہ یہ سب جرائم کیا آپ سے فتویٰ لے کر کیے گئے؟؟؟ یاد رہے کہ آپ کے بقول ان تمام جرائم کے باوجود بھی یہ نظام ”اسلامی“ ہی گردانا جائے گا اور اس کے محافظ و کارندے ہنوز ”مسلمان“ ہی کہلائیں گے... اے اصحابِ افتاء! یہ اب جب کہ ”اسلامی نظام ریاست“ اپنی تمام وحشتیں ڈھا کر بے بس ہو چکا ہے تو اسے آپ کے فتاویٰ کی ضرورت درکار ہے!

سنئے حضرات علما! سنئے! یہ فوجی جرنیل اور حکمران اپنا سارا زور صرف کرچکے ہیں اور اپنی ساری طاقت آزمایچکے ہیں، یہ جو کچھ کر سکتے تھے اور جتنے اور جیسے ہتھیار، آہن و بارود اور میزائل و توپ خانے استعمال کر سکتے تھے، یہ کرچکے! لیکن انہیں بھی معلوم ہے کہ یہ جنگ ان کے ہاتھوں سے نکلتی جا رہی ہے... اس لیے اب آپ کو آگے کیا گیا ہے... سو اپنا کردار متعین کیجیے کہ آپ کہاں کھڑے ہیں! یہ سب یونہی ہوئی باتیں نہیں ہیں! پاکستانی فوج کے ترجمان نے کچھ دن پہلے پریس کانفرنس کی اور بانگِ دہل اعلان کیا کہ ”جنگ ختم ہو چکی اور دہشت گردوں کو شکست دی جا چکی“... اب آپ بتائیں کہ جب بازی جیت لی ہے تو پھر ایسے وقت میں اس بڑے پیمانے پر فتاویٰ کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی؟ بھی! جنگ تو تم جیت چکے نا... ضرب عضب کامیاب ہو چکا، رد الفساد میں فتوحات کے جھنڈے گاڑے جا رہے، تو اب کیوں فتویٰ کی بیساکھیوں کا سہارا لینے آئے ہو؟؟؟

لہذا دوبارہ اور سہ بارہ سنئے! امریکہ کو بھی خوب معلوم ہے کہ وہ افغانستان میں تاریخ کی بدترین ہزیمت سے دوچار ہو چکا ہے اور پاکستانی فوج کو بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ اس جنگ میں کہاں کھڑی ہے... اسی لیے امریکہ، پاکستان پر الزام لگا رہا ہے اور پاکستان امریکہ پر... اب یہ ”الزامی جنگ“ بھی دھیرے دھیرے تھمتی جا رہی ہے اور شیطان اپنے چھوٹے بڑے تمام چیلوں کو پھر سے شیر و شکر کر کے ”ایک پیچ“ پر لا رہا ہے... اسی لیے اب اس پورے خطے میں (افغانستان پاکستان سمیت) ان شیطانی قوتوں کو یکجا کر کے مجاہدین کے خلاف اتارنے کی منصوبہ بندی ہو چکی ہے۔ آج ریاست پاکستان کے خلاف مسلح جدوجہد کے خلاف فتویٰ کی ”رو نمائی“ ہو رہی ہے تو لکھ رکھیے کہ آنے والے کل کو آپ مجبور کیسے جائیں گے کہ امارت اسلامیہ افغانستان اور اس کی اٹھائی گئی صلیبی امریکہ و نیٹو کے مقابل جہادی تحریک کے خلاف بھی فتویٰ صادر کریں... یہ تو جب ہو گا سو ہو گا، اُس سے پہلے ذرا ایک اور طرح سے معاملہ کو دیکھیں... تصور کیجیے کہ امریکہ افغانستان میں اپنی من پسند کٹھ پتلی حکومت کو پائیدار بنیادوں پر کھڑا کر چکا ہے اور افغان فوج کو بھی پوری طرح مضبوط و منظم کر چکا ہے، اس کے بعد افغانستان میں قائم نظام ریاست امریکہ کو کھلی چھوٹ دیتا ہے، اپنے ہوائی اڈے اور زمینی راستے سارے کے سارے امریکہ کے لیے وقف کر دیتا ہے، جہاں سے امریکی جنگی جہاز اڑائیں بھرتے ہیں اور پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں کارپٹ بم باریاں، کر کے تباہی و بربادی کی ان مٹ داستائیں رقم کرتے ہیں... ایسے میں افغانستان اور اس میں قائم نظام ریاست کے بارے میں آپ کا کیا فتویٰ ہو گا؟ کیا تب آپ کی طرف سے پاکستانی مسلمانوں کے لیے نفیر عام کا اعلان نہیں کیا جائے گا؟ اور کیا آپ اپنے فتاویٰ میں افغانستان کے نظام سے برسرِ پیکار عسکریت پسندوں کو ”فرض عین کے تقاضے پورے کرنے والا“ نہیں بتلائیں گے؟!

یہ کوئی مفروضہ نہیں ہے حضور! یہ حقیقت ہے! بس اس میں ممالک کے نام ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دیجیے! اور پھر دیکھئے کہ نظام پاکستان نے گزشتہ سولہ سال میں صلیبی و صیہونی لشکروں کی صف اول کا کردار ادا کر کے امت محمدیہ علی صاحبہا السلام پر ظلم و وحشت کی کیسی تاریک رات مسلط کی ہے! آپ بتائیے کہ امریکہ کا ”نان نیٹو اتحادی“ ہونے کا جرم نظام پاکستان نے کیا تو اس میں کیا یہاں کے مجاہدین کا قصور تھا؟ صلیبی جنگ کی فرنٹ لائن اسٹیٹ کا کردار مجاہدین نے اس ریاست کو نہیں سونپا بلکہ آپ کی مدوح ”اسلامی ریاست“ نے اس طوقِ کفر کو گلے میں پہنا اور اب بھی اس صریح کفر کے تمنغے کو سینے پر سجائے پوری دنیا میں فخریہ طور پر خود کو پیش کرتے ہیں! اور پھر اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امت محمدیہ علی صاحبہا السلام سے ایسی صریح غداری کرنے والوں کے حق میں آپ ایسے اصحابِ علم کی جانب سے ہر کچھ عرصہ بعد سرکاری سرپرستی میں فتاویٰ آئیں تو اسے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کی پشتی بانی کے علاوہ اور کیا نام دیا جاسکتا ہے؟! ویسے یہ موقع تو سب سے مناسب بھی تھا اور موافق بھی کہ ممنون حسین کی ایک چھوٹی سی خواہش بھی لگے ہاتھوں پوری کر ہی دیتے! اگر فوجی ڈنڈے کا اتنا اثر ہے کہ اٹھارہ سو کا کٹھ ایک مسئلہ پر متفق ہو گیا ہے تو اُس مسکین و ممنون کا اتنا حق تو بنتا ہے کہ اُس نے سود پر جو گنجائش مانگی تھی، وہ بھی عطا فرما آتے... جب اتنی خاک پھانک ہی لی ہے تو پھر اس میں مزید بڑھوتری میں بھلا کیا حرج تھا؟

جو فتویٰ فقیہوں کے سروں کو بچا گیا

وہ موت بن گیا ہے فقیہوں کی خودی کا

تین سال قبل ”نیشنل ایکشن پلان“ کے تحت آپ نے اپنے ہاتھ کاٹ کر جرنیلوں کے ہاتھ میں پکڑا دیے اور اس کے بعد گزشتہ تین سالوں میں مدارس کے طلبہ، علما اور اہل سنت نوجوانوں کو جس بے دردی سے کراچی، لاہور، شیخوپورہ، بہاولپور وغیرہ میں جعلی پولیس مقابلوں میں ہتھ کڑیاں لگا لگا کر شہید کیا گیا ہے، اُس پر آپ میں سے کسی ایک کی طرف سے کوئی ایک ہلکا سا ”احتجاجی بیان“ ہی سامنے آیا ہو تو بتائیں؟! آخر کیوں کوئی اس پر اپنے لب کھولتا کہ خفیہ ایجنسیوں، سی ٹی ڈی اور پولیس کے درندوں کو آپ ہی نے ہلہ شیری دے کر اہل سنت پر چھوڑا تھا! جس دن ”پیغام پاکستان“ نامی فتویٰ کی تقریب رونمائی ہوئی، اسی دن کراچی میں اہل سنت نوجوانوں کے قتل عام کو جاری و ساری رکھنے کا اہتمام کیا گیا لیکن مجال ہے کہ اس پر اٹھارہ سو تو ایک طرف رہے، اٹھارہ علما نے بھی اپنے لبوں کو ایک لمحے کے لیے بھی جنبش دی ہو! بلکہ ان تمام اسلام پسند نوجوانوں کے خون پر آپ علما کے دستخط ثبت ہو چکے ہیں! ان مظلومین کی ششوائی یہاں کسی عدالت میں بھی نہیں ہوگی کہ یہ تو ٹھہرے ”اسلامی ریاست کے باغی“... لیکن آپ کا کیا خیال ہے کہ رب کائنات بھول جائے گا؟! ہر گز نہیں!!! واللہ ہر گز نہیں!!! وہ غیور رب اپنے ان بے بس و بے کس بندوں کے ہر ہر مجرم کو ایک ہی صف میں اٹھا کر کھڑا کرے گا! چاہے وہ مجرم اُن پر گولیاں برسائے والا ہو، چاہے ”فائر“ کہہ کر انہیں بھونسنے کے آرڈر جاری کرنے والا ہو، چاہے گوگلی بہری ”عدلیہ“ میں بیٹھا کوئی منصف ہو، چاہے نیشنل ایکشن پلان کو بنانے اور پاس کرنے والے ہوں یا ”پیغام پاکستان“ جاری کر کے ان مظلومین کے قاتلوں کو ”لائسنس ٹوکل“ جاری کرنے والے ہوں!!!

اسی طرح ”پیغام پاکستان“ کی تقریب رونمائی والے دن ہی ”اسلامی ریاست“ کی عدالت عالیہ، یعنی سپریم کورٹ آف پاکستان نے ”سوات میں لڑکی کو کوڑنے مارنے“ کی ویڈیو کو ۸ سال بعد جعلی قرار دے کر کیس نمٹا دیا۔ یاد رہے کہ یہی وہ ویڈیو تھی جسے بنیاد بنا کر پاکستانی فوج سوات پر چڑھ دوڑی تھی اور وہاں سربریت کی تاریخی داستانیں رقم کی تھیں... اس پر بھی ”اٹھارہ سو قبیلہ“ منہ میں گھونگے ڈال کر بیٹھا رہا کہ یہاں منہ کھولنے کا مطلب جان کا سودا کرنے کے مترادف ہے... اور اب کہنے دیجیے کہ فی زمانہ فتنوں کا چلن عام ہے اور اس پر فتن دور میں حکمرانوں کی قربت حاصل کرنے اور اُن سے فوائد و ثمرات سمیٹنے کے لیے ایمان کے سودے تو بڑھ چڑھ کر کیے جاتے ہیں لیکن جانوں کے سودے کرنے والے اہل حق علما، سرکار و دربار کی جی حضوری میں پیش پیش نہیں ہیں، نہ ہی حکومتی ایوانوں میں حاضریاں لگواتے پھرتے ہیں اور نہ ہی اسٹیبلشمنٹ کے آگے مکمل طور پر سپر ڈال دینے والے ہیں بلکہ وہ اب کال کو ٹھہریوں میں ہیں یا عالمی کفر کے خلاف گرم کیے گئے میدانوں میں ہیں!

اس عالمی کفر اور ربانی ہدایت کے مابین آج دنیا بھر میں معرکہ خیر و شر اور معرکہ حق و باطل برپا ہے! جو منظر ارض و وطن میں ہے، وہی منظر ہر جگہ بالکل اسی طرح موجود ہے۔ علمائے ربانین محاذوں پر ہیں، عرب و عجم کے قید خانوں میں بدترین تشدد و تعذیب کے مراحل سے گزر رہے ہیں اور شہادتوں و سعادتوں کو پا کر جنت مکیں ہو رہے ہیں! جب کہ علما کے نام پر سرکاری اور درباری ٹولے کے احوال بھی ہر جگہ یکساں ہیں! پاکستان سے تعلق رکھنے والے یہ علما، افواج پاکستان اور نظام پاکستان کے خلاف برسر پیکار مجاہدین کو ”باغی“ کہہ کر فتاویٰ جھاڑ رہے ہیں... افغانستان کے درباری علما، امارت اسلامیہ افغانستان کے مجاہدین کے خلاف فتوے صادر کر رہے ہیں... شام کا سرکاری مفتی اعظم احمد حسون، بشار قصابی کے حمایت میں اہل السنہ کو تہہ تیغ کرنے کا فتویٰ جاری کر رہا ہے... ہندوستان کے ”سیکولر علما“ مجاہدین کشمیر کی مذمت و مرمت کرتے ہوئے مشرکین ہند کے شانہ بشانہ ہیں... عراق کا مفتی اعظم مہدی الصمدائی، روافض نواز عراقی وزیر اعظم العبادی کی پیٹھ ٹھونکتا ہے کہ موصل سمیت پورے عراق میں اہل السنہ کو کچلنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں! الا زہر کا مفتی اعظم احمد الطیب، سیسی جیسے درندے کا دفاع کرتے کرتے مصر کے مجاہدین اور اسلام پسندوں کے قتل عام کو باعثِ ثواب قرار دیتا ہے... سعودیہ کا مفتی اعظم عبدالعزیز آل سعود کی ہر غیر شرعی اور دین دشمن پالیسی کے دفاع کی ذمہ داری نبھاتے ہوئے مجاہدین کو ”خوارج“ قرار دیتا ہے... اور تو اور برطانیہ کے ”مسلم علما“ نے وہاں ہونے والے فدائی عملیات میں شامل استشہادی مجاہدین کے جنازے پڑھانے سے انکار کیا کہ ”وہ اس سفاکیت کے خلاف ہیں اور اپنے ملک میں اس بربریت پر بے حد غمزدہ ہیں“... یہ ہیں وہ سرکاری، درباری اور ریاستی علما جنہوں نے دین اور شریعت کو حکمرانوں کی قربت حاصل کرنے، اُن کے جبر و قہر سے محفوظ رہنے اور اُن سے مراعات، تحائف اور نوازشات کے حصول کا ذریعہ بنا رکھا ہے...

حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطان جائز کے سامنے کلمہ حق بلند کرنے کو بہترین جہاد قرار دیا ہے... لیکن آج دنیائے اسلام میں ”کلمہ گو“ حکمرانوں نے دین مبین کا شاذ ہی کوئی عالم چھوڑا ہو جو اُن کے سامنے بلا خوف و خطر انداز میں کلمہ حق بلند کر سکے... ان حکمرانوں کو تو خوشامدی اور جی حضوری کرنے والے مفتیان درکار ہوتے

ہیں... کہ آج مادہ پرستی کے دور میں جن کے ٹھٹھ کے ٹھٹ لگے ہوئے ہیں! حالانکہ اسلام کی تاریخ میں ایسے اولوالعزم، جری اور بہر صورت اپنے ایمان پر قائم رہنے والے علمائے دین متین کی مثالوں سے بھری ہوئی ہے، جو ظالم حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اظہارِ حق کا فریضہ سرانجام دیتے رہے! ان میں سے بہت سوں نے گردنیں کٹوانا گوارا کیا، کئی ایسے تھے جو دہائیوں تک پس زنداں دھکیل دیے گئے، ایسے بھی تھے جنہیں بدترین جورو تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور ایسے بھی تھے کہ جن کے جنازے ہی قید خانوں سے اُٹھے... لیکن ان میں سے کسی نے ظالم حاکم کی ہاں میں ہاں ملانے اور اُس کی مرضی و منشا کے مطابق فتویٰ دینے سے قطعی انکار کیا اور اس انکار کی ہر قیمت بخوشی ادا بھی کی... سیدنا حسین بن علیؑ، سیدنا عبداللہ بن زبیرؑ، سعید بن جبیرؑ، امام ابو حنیفہؑ، امام مالکؑ، امام احمد بن حنبلؑ، امام ابن تیمیہؑ، امام سرخسیؑ، عزالدین بن عبدالسلامؑ، مجدد الف ثانیؑ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؑ جیسے علمائے ربانین نے ظالم حکمرانوں کے سامنے دفاعِ دین کا فریضہ کماحقہ سرانجام دیا اور اس راہ میں صبر و عزیمت، ثبات و استقامت اور پامردی و استقلال کی لازوال مثالیں پیش فرمائی ہیں... اب تو دربار و سرکار سے وابستہ اور ہمہ وقت پیوستہ صاحبانِ جبہ و دستار کو دیکھیں تو اقبال مرحوم کی یاد آتی ہے، جو فرما گئے کہ

یہی شیخِ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بوڑو دِلِ او پس و چادرِ زہراؑ

الحمد للہ یہ رب کائنات کا احسان ہے کہ اُس نے دین سے جڑے رہنے اور قرآن و سنت کو ہر حال میں دانتوں سے تھام کر رکھنے والے علمائے دین متین سے امتِ مسلمہ کو بالکل محروم نہیں فرمایا... اگر ایک طرف سرکاری علاقہ اندر قطار نظر آتے ہیں تو دوسری جانب علمائے حقہ بھی موجود ہیں لیکن اُن کی زیارت اور فیض پانے کے لیے ”اجنبیوں کی بستیاں“ میں اتنا پڑتا ہے... یہ اجنبیوں کی بستیاں بھی عجیب ہی دنیا ہے، جہاں کی کچی دیواروں کو بھی کفار کے بم بار طیارے اور میزائل بردار ڈرون نہیں چھوڑتے، کیونکہ ان کچے درو دیوار میں عجیب، مضبوط اور پکے ایمان والے اہل علم و عمل بستے ہیں... اسی لیے مجاہدین کے خلاف فتاویٰ جاری کرنے والے یہاں کے صاحبانِ علم سے بھی ہم عرض کرتے ہیں کہ حکمرانوں کی قربتیں اور صحبتیں تو ساری عمر ہی دیکھی اور حاصل کی ہیں... کبھی اپنے رب سے دعا کیجیے گا کہ چند ایام اُن بندگانِ خدا مست کی معیت میں گزارنے کا موقع ملے کہ جنہوں نے فرامینِ زمانہ کی جانب سے امتِ مسلمہ کی طرف آنے والے تمام کے تمام تیر اپنے سینوں پر روکے ہیں اور محض اپنے رب پر ایمان و توکل کی بنیاد پر ان فرامین کے سارے منصوبوں کو خاک میں ملایا ہے... انہیں قریب سے دیکھیں تو سہی، آپ کا دل یہ گواہی دینے پر مجبور ہو گا کہ یہ قرونِ اولیٰ کے قافلے کے چمچڑے ہوئے مسافر ہیں کہ جو آج کے دور میں کہیں سے آنکے ہیں اور ایمان باللہ، توکل علی اللہ، قناعت و جہاد فی سبیل اللہ کی چلتی پھرتی تصویریں ہیں!

پھر اُن علمائے جہاد، مجاہدین اور قیادتِ جہاد کے بارے میں پروپیگنڈے کی دنیا سے نکل کر بتائیں، کیونکہ پروپیگنڈے تو گزشتہ ڈیڑھ دہائی سے بہت ہو چکے کہ یہ مال و منال کے حریص ہیں... بھارتی راء امریکی سی آئی اے اور اسرائیلی موساد کے ’پے رول‘ پر ہیں... حقیقت کی دنیا میں بتائیے کہ انہوں نے اپنے لیے اس دنیا میں کیا کمایا اور کیا جمع کیا؟ انہوں نے آخر اپنے لیے یہاں کیا بنایا؟ کتنی دنیا سیمٹی؟ دنیا کی کس راحت و آسائش کا اپنے واسطے مطالبہ بھی کیا؟ اُن کی جہد کا مطمع نظر تو فقط یہی ہے کہ اس سرزمین کے بایسوں کے سروں پر مسلط کفر کے غلاموں کو ہٹا کر شریعتِ مطہرہ کے نظام کو رائج و نافذ کریں اور اس جہد میں انہوں نے زبانی کلامی دعوے نہیں کیے بلکہ اپنی آلِ اولاد، جان و مال، قبیلہ و خاندان، جائیداد و وسائل سب کچھ گنوا یا ہے... یہ کمزور و بے بس ہیں، لاچار و ضعیف ہیں لیکن یہی ہیں جو اسلامی تاریخ کے اس نازک ترین دور میں دین کے دفاع کی خاطر صلیبیوں اور اُن کے حواریوں کے خلاف محاذِ سبجانے اور مورچے مضبوط کرنے والے ابطالِ امت ہیں... آپ ان میں سے کسی ایک کے حوالے سے مالی بد عنوانی کا کوئی ایک واقعہ بتادیں... کفر سے امداد لے کر اپنی عیاشیوں کا سامان کرنے کی کوئی ایک مثال بتادیجیے! آپ کو یہاں شہداء ملیں گے، مہاجرین سبیل اللہ دکھائی دیں گے، کئی کئی سال تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں اذیتوں بھرے شب و روز گزارنے والے دکھائی دیں گے، اپنی نسلوں اور اولاد کو دین کی حرمت پر قربان کرنے والے نظر آئیں گے... لیکن ان کی تمام تر کمزوریوں کے باوجود آپ کو ان میں کوئی خائن نہیں ملے گا، امت سے دغا بازی کرنے اور کفر کی صفوں کو مضبوط کرنے والا نہیں ملے گا... پھر اس پر آپ افسوس کیوں نہیں کرتے کہ اس سب کے باوجود آپ کے فتاویٰ کے سارے ہی نشتر ان بندگانِ خدا کی طرف ہیں؟!

جب کہ جن کے دفاع اور معاونت کے لیے آپ کے فتاویٰ وقف ہو چکے ہیں، اُن کے احوال بھی کیا آپ سے پوشیدہ ہیں؟ اس امت کے ساتھ اُن کی خیانتیں اور بدعنوانیاں بھی اب آپ کو بتانا پڑیں گی؟... اربوں ڈالر سے اپنے بنک کھاتوں کو بھر کر مسلمانوں کو کفار کے ہاتھ بیچ دینے والوں کا بھی آپ کو پتہ بتانا پڑے گا؟ مسلمانوں کے وسائل کو لوٹ لوٹ کر پانامہ، سرے محل اور سوئٹزرلینڈ کے بنکوں میں بھرنے والوں کی بابت بھی آپ کو آگہی دینا ہوگی؟ ٹرمپ کے مشیر ساجد تارڑ کے بقول ”جو ڈالر ملے اُن سے دینی اور لندن میں جائیدادیں اور پلازے بنائے گئے“، یہ اُس نے کن کے متعلق کہا؟ یہ بھی آپ ہم ہی سے سننا چاہیں گے؟ جرنیلوں اور سیاست دانوں کی صورت میں اخلاقی و مالی کرپشن میں سر تاپا تھڑے کردار بھی ہم ہی آپ کو دکھائیں گے؟ آپ نے عبادت جہاد کی ادائیگی کی بنا پر ہمیں ’باغی‘ قرار دیا ہے تو یہ ’باغی‘ آپ سے اتنا پوچھنے کا بہر حال حق رکھتے ہیں کہ جن مکروہ و سفیہ کرداروں کی بد اعمالیوں اور جرائم کو آپ کی طرف سے سند جواز فراہم ہو رہی ہے، اُن کی اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کھلی دشمنی وعداوت پر کبھی ایک نظر ڈالنے کا ”جرم“ آپ بھی کیجیے... پھر دیکھئے کہ حضرت مولانا عبد اللہ، حضرت مفتی شامزئی، حضرت مولانا ولی اللہ کابلگرمی، حضرت نصیب خان اور حضرت مولانا غازی عبدالرشیدیؒ کی طرح آپ بھی باغی قرار پائیں گے اور پھر ایسی سعادتوں بھری بغاوت کا صلہ تو میرے رب کے ہاں جنات النعیم کے علاوہ کچھ بھی نہیں! سو مجاہدین اور اہل جہاد بھی ایسے ہی باغیوں میں شمار ہوتے ہیں اور آج امت کے دورِ ادبار میں اس بغاوت ہی کو وہ دنیا و آخرت کی فلاح ذریعہ سمجھتے ہوئے اَدْلَہٗ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعْمَلُ عَلَی الْکَافِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَاحِیْمٍ کا کردار نبھاتے رہیں گے باذن اللہ! اور اسی کو تو اللہ پاک نے فرمایا: ذَلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَن یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

اے صاحبانِ علم! آپ قرآن و حدیث کے تفقہ میں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں... ہم جیسے آپ کے علم اور آپ کے تفقہ کے سامنے کسی ذرہ بے مایہ کی سی حیثیت بھی نہیں رکھتے... علم دین کے سبب آپ کا درجہ اور مقام ہم الیموں سے کہیں زیادہ ہے... لیکن بات وہی ہے حضرات علمائے دین! (معذرت کے ساتھ، بہت ہی معذرت کے ساتھ) کہ آپ نے استقامت و عزیمت (جو علمائے اسلاف اور اکابرین کا طرہ امتیاز تھا) کی بجائے رخصت و مداہنت کا راستہ اختیار کیا ہے... ہمیں اس پر افسوس ہے اور ہم آپ کے لیے بھی دنیا و آخرت میں اُسی مقام کی چاہت رکھتے ہیں، جن کی طلب و دعا ہم اپنے رب سے اپنے لیے کرتے ہیں... لہذا ہم اس فضل (دعوت جہاد و قتال اور نفاذ شریعت) کی طرف آپ کو بھی بلاتے رہیں گے، دہائیاں دیتے رہیں گے، آپ کو پکار لگاتے رہیں گے، کیونکہ یہ معاملہ صرف دنیا کا نہیں ہے... دنیا کی تو یہ دو نہیں تو چار دن کی زندگی ہے... کلمہ حق کہنے کی پاداش میں قید و بند سہتے ہوئے، زبور سے ناخن کھنچواتے ہوئے، ہڈیوں میں ڈرل مشینوں سے سوراخ کرواتے ہوئے، جسم کی کھالیں اُدھڑواتے ہوئے اور بدن پر ہر طرح کے زخم کھاتے ہوئے بھی گزر جائیں گے اور ستمانِ حق کے نتیجے میں سرکاری ہدایہ وصول کرتے ہوئے، حکمرانوں کی منشا کے مطابق فتاویٰ جاری کر کے راحت و سکون کے سامان مہیا کرتے ہوئے، فوجی و سیاسی حکام سے قربتیں بڑھا کر مدارس کے نام پر اپنی فنانشل اسٹیٹس کو دن دو گنی رات چو گنی ترقیاں دیتے ہوئے بھی گزر جائیں گے...

لیکن حضراتِ علما! اصل معاملہ آخرت کا ہے، رب کے حضور کھڑے ہونے کا معاملہ ہے! سطوت و جبروت اور کبریائی کے واحد مالک کے دربار میں پیش ہونے کا معاملہ ہے! ایسے سنگین، سخت، ثقیل اور بھاری دن کا معاملہ ہے کہ اللہ ذوالجلال والا کرام کے نازل کردہ الفاظ ہی میں اُس کی شدت بیان ہو سکتی ہے، ارشاد فرمایا:

وَالْأَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَالسَّبَآءُ مَطْوِیَّاتٌ بِّیْمِیْنِهِ سُبْحَٰنَہٗ

سو ہم نے آپ ہی سے سنا ہے، آپ ہی کے دروس و ارشادات سے جانا ہے، آپ ہی کے مواعظ و بیانات سے سمجھا ہے کہ وہ ایسا دن کہ جب ہر ایک کو محض اپنی جان کے لالے پڑے ہوں گے اور واسطہ کسی دنیا کے بودے اور بے وقعت حکمران سے نہ ہو گا بلکہ دربار اُس کا ہو گا جس کے ایک ہاتھ میں زمین سمٹی پڑی ہوگی اور دوسرے ہاتھ میں سارے آسمان سائے پڑے ہوں گے! ایسے عظیم، جبار و قہار رب کے حضور آپ کے اور ہمارے ایک ایک عمل کا ذرہ ذرہ لا رکھا جائے گا! پس دنیاوی جاہ جلال اور مال و متاع تو غارت ہو کر ہبَاءَ مَّنْثُورٍ اہوں گے... وہاں یہ ”پیغام پاکستان“ کے نام پر جہاد دشمنی کے فتاویٰ بہت ہی بھاری پڑیں گے! ایک ایک لفظ نامہ اعمال میں تولہ جائے گا اور رائی برابر بھی کوئی قول و عمل چھوڑا نہ جائے گا! یہاں کی سختیوں کے عوض اگر وہاں کی سختیاں آسانیوں میں بدل جائیں تو کیا یہ نفع کا سودا نہیں؟ اور یہاں کی آسانیوں اور حکام پروری کے بدلے وہاں کی پکڑ اور الہی گرفت گردنوں میں آپڑے تو اس سے بڑھ کر کوئی خسارہ ہو گا؟

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی نور اللہ مرقدہ

مخلوط تعلیم (Co-Education) کا وبال:

اسلام نے پردے اور حجاب کے اندر عورت کو عصمت و عفت کا بڑا اونچا مقام عطا فرمایا ہے لیکن تہذیبِ حاضر نے مخلوط تعلیم کے ذریعے سے فطری شرم و حیا سے بے گانہ عورت کے بے محابات اور بے باکانہ بے پردہ ہو جانے سے آئندہ نسلوں کی شرافتِ خاندانی اور وقارِ نسوانی سخت خطرے میں ڈال دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی محفوظ رکھے۔

مگر اس وقت بھی اس قدر وبال مسلط ہے وہ قیامت سے کم نہیں۔ لڑکے لڑکیاں، ماں باپ سے بغاوت کر رہے ہیں۔ بیوی اور شوہر میں ہر وقت تلخی و تشری کا معاملہ ہے۔ یہ آئندہ نسلیں جو مغربی و مشرقی انداز میں مخلوط تعلیم کے زہر آلودہ ماحول میں اپنی ذہنی پرورش کر رہی ہیں، خدا جانے آئندہ کیا ہوگا۔ ہم پر یہ واجب ہے کہ اولاد کو صحیح تعلیم و تربیت دے کر ان کی بنیاد ایمانی و اسلامی تقاضوں پر رکھیں، یہ ضروری اور واجب ہے۔ اگر اس میں والدین کوتاہی کریں گے تو یقیناً دنیا میں بھی سخت خمیازہ بھگتیں گے۔ اولاد نافرمان ہوگی، دینی و اسلامی تقاضوں سے ناواقف ہوگی، خود بھی دوزخ میں جائے گی اور ماں باپ کی آخرت کو بھی خراب کرے گی۔

پڑوسیوں کو تکلیف دینے پر وعیدیں:

حقوق کا معاملہ یہیں ختم نہیں ہو جاتا۔ پڑوسی اور ہمسایہ کے حقوق کی ادائیگی پر بھی اسلامی شریعت نے بڑا زور دیا ہے۔ آج اسلامیات سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے معاشرہ کی حالت یہ ہے کہ اکثر کو تو یہ معلوم بھی نہیں ہے ہمارا پڑوسی کون ہے اور کس حال میں ہے اور بعض تو اس سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں کہ پڑوسی کو ایذا و تکلیف دہی کا باعث بن گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی اہمیت کے ساتھ پڑوسی کے حقوق کی وضاحت فرمائی ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم! مومن نہیں، خدا کی قسم! مومن نہیں، خدا کی قسم! مومن نہیں۔ کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون شخص مومن نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا پڑوسی اس کی مصیبتوں سے مامون نہ ہو۔ (صحیح بخاری)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جنت میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جس کا پڑوسی اس کی مصیبتوں سے مامون نہ ہو۔ (صحیح مسلم)

ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت کا حال بیان کیا گیا کہ وہ روزہ بھی کثرت سے رکھتی تھی، تہجد بھی پڑھتی تھی لیکن اپنے پڑوسیوں کو ستاتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جہنم میں داخل ہوگی۔ (شعب الایمان بیہقی)

چاہے سزا بھگت کر نکل آئے لیکن یہ سزا اور وعید پڑوسیوں کو ستانے اور ایذا پہنچانے پر ہے۔

پڑوسیوں کے کیا حق ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جانے ہو کہ پڑوسیوں کا کیا حق ہے؟ سنو اگر وہ تجھ سے مدد چاہے تو اس کی مدد کرو، اگر قرض مانگے تو اس کو قرض دے دو۔ اگر محتاج ہو تو اس کی اعانت کرو۔ اگر بیمار ہے تو عیادت کرو۔ اگر مرجائیں تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔ اگر خوشی حاصل ہو تو مبارک باد دو۔ اگر مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو۔ بغیر اس کے اجازت کے اس کے مکان کے پاس اپنا مکان اونچا نہ کرے کہ جس سے اس کی ہواڑک جائے۔ اگر کوئی پھل خریدے تو اس کو بھی ہدیہ دے دو اگر یہ نہ ہو سکے تو پھل کو ایسے طرز سے گھر میں رکھے کہ وہ نہ دیکھے اور اس کو تیری اولاد باہر نہ نکالے تاکہ پڑوسی کے بچے اس کو دیکھ کر رنجیدہ نہ ہوں۔ اپنے گھر کے دھوئیں سے اس کو تکلیف نہ پہنچے مگر اس صورت میں پکائے کہ اس میں بھی حصہ نکالے۔ (شعب الایمان بیہقی)

سارے دین کا انحصار حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے میں ہے:

پھر شریعت اسلامیہ نے عام مسلمانوں کے بھی کچھ حقوق رکھے ہیں۔ عام مسلمانوں کے ہی نہیں بلکہ انسانوں کے، گو مسلمان نہ بھی ہو اور انسان ہی نہیں ہماری شریعت ایسی باکمال ہے کہ جانوروں تک کے حقوق ہم پر لازم کیے۔ اس لیے خواہ وہ حقوق والدین ہوں یا زوجین کے حقوق ہوں یا اقربا یا مسلمانوں اور انسانوں کے حقوق ہوں، ان کے ادا کرنے میں آپ کو مجاہدہ کرنا پڑے گا اور صبر و ضبط تحمل و بردباری کو بھی اختیار کرنا پڑے گا۔ ایثار اور قربانی سے بھی کام لینا ہوگا۔ سینے کو کینہ و حسد سے بھی پاک کرنا ہوگا۔ انتقامی

جذبات کو بھی روکنا ہو گا۔ یہی عدم تعلقات و معاملات ہی تو نفس و شیطان کا اصل اکھاڑہ ہے۔

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ دیگر عبادات کا سرمایہ سب تعلقات و معاملات ہی میں کام دیتا ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی صحیح طور پر ہو جائے۔ ہمارے اسلاف نے اس معاملہ میں اپنی جانیں تک قربان کر دی اور شہادتیں حاصل کر لی۔ یہ مجاہدہ تو آپ کو کرنا ہی پڑے گا۔ اس میں دین کی سلامتی ہے، یہ انسانیت کی شرافت ہے۔ آپ دوسروں کو نہ دیکھیں کہ وہ آپ کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرتا ہے، آپ اپنے آپ کو دیکھیں کہ آپ کے لیے دین کا کیا مطالبہ ہے؟ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کن امور و حقوق کا پابند بنایا ہے۔ سارے دین کا انحصار اسی میں ہے کہ وہ بدی کرے تو تم نیکی کرو۔ مردانہ وار ہمت یہی ہے۔ اور اس کے لیے خیال رکھو ورنہ یاد رکھو یہاں بھی زندگی دوزخ ہے، آخرت میں بھی دوزخ ہے۔ گو عارضی ہی سہی دائمی نہ سہی۔ تو میں نے تمام ایمان کے مطالبات آپ کے سامنے اس بارے میں پیش کر دیے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ان پر ثابت قدم رکھے۔ آمین۔

ذرا اپنے ارد گرد کے ایمانی ماحول کا جائزہ لیجیے:

ان ایمانی مطالبات کے بعد ذرا اپنے گرد و پیش کے ایمانی ماحول کا بھی جائزہ لے لیجیے جو بے دینی کی باتیں معاشرے کے اندر دین کے پیرائے میں پیدا ہو گئی ہیں، مثلاً جہاں کوئی دشواری اور پریشانی روزگار میں یا دوسرے معاملہ میں پیش آئی تو تعویذ گنڈے عملیات کے لیے دوڑ ہو رہی ہے۔ یہ سفلی عمل ہے یا جادو ہے یا کسی نے سحر کر دیا۔ روزگار جاتا رہا اور نقصان ہوتا جا رہا ہے۔ یا کہتا ہے کہ لڑکیاں بیٹھی ہیں رشتے نہیں آتے جو رشتہ آتا ہے چھوٹ جاتا ہے۔ کسی نے دشمنی میں کچھ کروا دیا ہے۔ گانے بجانے، ریڈیو چل رہے ہیں، تفریحات بھی ہو رہی ہیں، محرم نامحرم میں کوئی سوال ہی نہیں، شرعی پردہ اور غیرت وحیا چھوڑ رکھے ہیں۔ دنیا بھر کی بے ایمانیاں اور خلاف شرع باتیں کیا کرتے ہیں، مکان تصویروں سے سجے ہوتے ہیں، کھانے پینے، رہنے سہنے، وضع قطع، لباس پوشاک، شکل و صورت سب غیر شرعی مگر دیکھنے میں دل فریب اور دل کش اور لذیر مگر حقیقت میں سب گندے، سب ناپاک، اسلام کے خلاف اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف اور اس پر سہارا ڈھونڈتے ہیں تعویذ گنڈوں کا، عملیات کا، وظیفوں کا۔ نہ گناہوں

کے چھوڑ دینے کا خیال، نہ توبہ و استغفار کی فکر، نہ رجوع الی اللہ، نہ اپنے اعمال پر ندامت و شرمندگی، نہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا خیال۔ یہ سب عقیدے کی خرابی ہے اور ایمان کی کمزوری ہے۔

ہم نے اللہ کے کلام کو دنیا کے کام نکالنے کا مشغلہ بنادیا:

تعویذ گنڈوں کو اور وظیفوں کو موثر سمجھ لیا گیا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ سے کچھ مطلب نہیں۔ تعویذ گنڈوں سے کام بناتے ہیں۔ کسی نے دینی رنگ اختیار کیا تو آیت کریمہ کا ختم کروا دیا، قرآن خوانی ہو گئی۔ یاد رکھئے! کہ اللہ کے کلام کی بے حرمتی، بے ادبی اور بے موقع استعمال کرنا ادب و احترام کے خلاف ہے بلکہ گناہ ہے۔ یہ رسم بھی ہو گئی کہ کوئی بھی جائز و ناجائز کام شروع کیا جائے تو قرآن شریف کی تلاوت بروقت کرنا بڑا ثواب کا کام سمجھا جاتا ہے۔ کسی نے ہوٹل کھولا تو قرآن خوانی ہو رہی ہے، کسی نے دکان کھولی تو قرآن خوانی ہو رہی ہے، کسی کا مقدمہ چل رہا ہے تو آیت کریمہ کا ختم کیا جا رہا ہے، کسی نے مکان بنایا چاہے رشوت اور ناجائز کمائی کا پیسہ لگایا ہو قرآن خوانی کی جا رہی ہے کہ بلائیں دور ہو جائیں گی اور چین و سکون مل جائے گا۔ اب تو یہاں تک بے باکی اور گستاخی ہونے لگی کہ سنبھا والے قرآنی آیت و للہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً یاد دلا کر فلم خانہ خدا سنبھا گھر میں لے گئے۔ ثقافتی جلسوں میں تلاوت قرآن سے آغاز کیا جاتا ہے اور بعد میں گانے بجانے ناچنے بھی لگتے ہیں۔

خدا کے لیے ڈرو اور خوف کھاؤ! یہ اللہ کے کلام کے ساتھ انتہائی بد تمیزی اور انتہائی گستاخی ہے اور خدائی قہر و غضب کو دعوت دینا ہے! خدا جانے اس پر کیا کیا سزا ملے گی! خوف ہے کہ کہیں ایمان سے ہی الگ نہ ہو جائے۔ ہم نے اللہ کے کلام کو دنیا کے کام نکالنے کا مشغلہ بنادیا۔ کیا کلام اللہ کا یہ مصرف ہے؟ یاد رکھو کہ جو اللہ تعالیٰ کی عظمت ہے وہی ان کے کلام کی بھی عظمت ہے۔ کلام اللہ کے ساتھ غیر شرعی مصرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ گستاخی ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔ اس کی سزا جہنم کے سوا اور کچھ نہیں! العیاذ باللہ۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

فقیر العصر حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی نور اللہ مرقدہ

اور نفس کے تقاضے کو پورا نہیں کرتے تو یہ اسکی دلیل ہے کہ محبت اور ایمان کا دعویٰ صحیح ہے۔

مسلمان کی باغیانہ صورت:

نفس کے تقاضے تین قسم کے ہیں:

پہلی قسم ظاہری گناہوں کے تقاضے، مثلاً شراب، جوا، بدکاری، بد نظری، سوری لین دین، ناجائز ملازمت، بنک اور بیمہ وغیرہ کی ملازمتیں، رشوت، ناجائز کاروبار، گانا بجانا، رقص و سرور، مجسمہ سازی، فوٹو گرافی، تصویریں رکھنا، جھوٹ، غیبت، الزام، بہتان، مکاری، عیاری، عورتوں میں بے پردگی اور عریانی وغیرہ ان ظاہری گناہوں میں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ شکل و صورت ہی باغیوں جیسی بنالے یعنی ڈاڑھی منڈائے یا کٹائے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر جن بد اعمالیوں کی وجہ سے عذاب آیا اور ان کو نیست و نابود کر دیا گیا۔ ان بد اعمالیوں کی فہرست میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی کٹنا، مردوں کا ٹخنے ڈھانکنا اور گانا بجانا بھی شمار فرمایا ہے۔

یہ حدیث تفسیر در منثور میں مذکور ہے۔ عام لوگ ڈاڑھی رکھنا صرف سنت سمجھتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی بڑھانے کا وجوہاً حکم فرمایا ہے۔ چھوٹی ڈاڑھی کافی نہیں، بڑھانے کا حکم فرمایا ہے اس لیے ڈاڑھی بڑھانے کے وجوب پر چاروں مذاہب کا اجماع ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس پر مستقل رسالہ (ڈاڑھی کی شرعی اہمیت) ہے جس میں حدیث اور چاروں آئمہ کی فقہ سے ڈاڑھی بڑھانے کا وجوب (واجب ہونا) ثابت کیا ہے۔

ڈاڑھی ایک مٹھی سے کم کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور دوسرے سب گناہوں سے بدترین گناہ ہے۔ اس کی کئی وجوہ ہیں:

۱۔ یہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلانیہ بغاوت ہے کسی حکومت میں خواہ کوئی کتنا بڑا مجرم ہو اس کو معاف کیا جاسکتا ہے مگر باغی کو کبھی معاف نہیں کیا جاتا اور اس کی سزا

صرف موت ہی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

کل امتی معافی الا المجاہدین (بخاری و مسلم)

”میری پوری امت کو معافی مل سکتی ہے مگر علانیہ گناہ کرنے والے کو

نہیں۔“

إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَرَحِمَ رَبِّي (یوسف: ۵۳)

”بے شک نفس برائی کا بہت بڑا حاکم ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے (وہی اس کے شر سے بچ سکتا ہے)۔“

یا اللہ! تیرے برگزیدہ بندے حضرت یوسف علیہ السلام کے اس قول اور اس وقت ان کے قلب میں جو کیفیت تھی اس کے صدقے سے تو ہماری حالت پر رحم فرما اور نفس کے شر سے ہماری حفاظت فرما۔

ان حالات میں اگر آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں تو ان کے ساتھ محبت اور ان پر ایمان کا دعویٰ قابل قبول ہو گا ورنہ نہیں، بیوی، اولاد، والدین، عزیز و اقارب، اپنا پورا کنبہ اور حکام بلکہ پوری دنیا راضی ہے یا ناراض کچھ بھی ہو جائے ہر حال میں دل کا تقاضا یہ رہے، طلب یہ رہے، تڑب یہ رہے اور فکر اس بات کی رہے کہ کہیں محبوب حقیقی ناراض نہ ہو جائے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا پر دنیا بھر کی رضا کو قربان کر دے اور کسی کی ناراضی کی کوئی پرواہ نہ کرے۔

سارا جہاں ناراض ہو پرواہ نہ چاہیئے

مد نظر تو مرضی جاناناں چاہیئے

بس اس نظر سے دیکھ کر تو کریہ فیصلہ

کیا کیا تو کرنا چاہیئے کیا کیا نہ چاہیئے

اسی طرح دل میں جو گناہوں کے تقاضے پیدا ہوتے ہیں ان کا بھی یہی حال ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ایک طرف اور اس کے مقابلہ میں نفس کا حکم دوسری طرف، نفس یہ مطالبہ کرتا ہے کہ فلاں گناہ کرو، فلاں گناہ کرو، فلاں گناہ کرو۔ مگر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یہ ہے کہ کبھی ان گناہوں کے قریب بھی نہ جاؤ، ایک جانب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ہیں اور دوسری جانب نفس کے تقاضے ہیں۔

اس موقع پر اگر آپ نفس کا تقاضا پورا نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں گناہ کا تقاضا پورا نہ کرنے میں خواہ نفس کو کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو آپ محبوب حقیقی کی رضا کی خاطر اور اس کی ناراضی سے بچنے کے لیے اس تکلیف اور مشقت کو برداشت کرتے ہیں، محبوب کو راضی رکھنے کے لیے مجاہدہ کرتے ہیں

اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو اس کے لیے موت کی سزا نہیں، مگر رمضان میں اعلانیہ کھائے پئے تو حکومت پر فرض ہے کہ اس کو قتل کرے کہ یہ علانیہ شریعت کی بغاوت اور اسلام کی توہین کر رہا ہے۔

۲۔ دوسرے سب گناہ وقتی طور پر وجود میں آتے ہیں مگر ڈاڑھی منڈانے اور کٹانے کا گناہ چوبیس گھنٹے چہرے پر پیوست رہتا ہے، گھر ہو یا باہر، مسجد میں ہو یا بازار میں، سوتا ہو یا جاگتا، حتیٰ کہ نماز، روزہ وغیرہ کی عبادات کی حالت میں بھی یہ گناہ چہرے پر نظر آتا ہے۔ غور کیجئے کہ جس گناہ سے سونے کی حالت میں اور نماز کی حالت میں بھی پیچھا نہ چھوٹے، وہ کتنا خطرناک ہے اور عاقبت کو برباد کرنے والا ہے۔

۳۔ اس گناہ کو ہلکا سمجھا جانے لگا ہے بلکہ بہت سے تو اس کو گناہ ہی نہیں سمجھتے اور گناہ کو گناہ نہ سمجھنا یا ہلکا سمجھنا کفر ہے۔

۴۔ جس گناہ کو گناہ نہ سمجھا جائے یا ہلکا سمجھا جائے اس سے توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔
۵۔ مردانہ صورت کو کاٹ چھانٹ کر زنانہ صورت بنانا درحقیقت مرد پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اعراض اور اس پر ناراضی کا اظہار ہے۔

۶۔ مردی کی علامت اڑا کر زنانہ صورت بنانے سے نفسانی طور پر قوت باہ اور شجاعت قلب اور عقل وغیرہ جیسی صفات جس میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے ان سب پر اثر پڑنا لازم ہے۔ نفسیاتی فلسفہ پوری دنیا کا مسلم اور مشاہد ہے، اللہ تعالیٰ کی عطا فرمودہ نعمتوں اور کمالات کو ضائع کرنا سخت گناہ اور بہت بڑی ناشکری ہے۔

ان لوگوں کی جرأت پر تعجب ہے کہ یہی باغیانہ صورت لے کر حرمین شریفین بھی پہنچ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے گھر میں اور محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضری اور صورت دشمنوں کی۔ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے نہیں ڈرتے عرفات میں بھی یہی صورت لے کر جاتے ہیں۔ باغیانہ صورت اور پھر امید رحمت؟؟ کتنے بڑے دھوکے میں ہیں قرآن کریم میں اس کو غرور فرمایا گیا ہے۔ عربی میں غرور دھوکے کو کہتے ہیں یہی حال عورتوں کی بے پردگی کا ہے وہاں جا کر بھی پردہ نہیں کرتی بلکہ اور زیادہ بے پردہ ہو جاتی ہیں۔ عورتوں کی بے پردگی، گانا بجانا اور تصویر یہ ایسے گناہ ہیں کہ تمام گناہوں اور معاشرے کی تمام خرابیوں کی بنیاد ہیں ہر قسم کی بے حیائی، بدکاری اور فحاشی کی جڑ ہیں اور دنیا و آخرت دونوں کی تباہی کا سامان ہیں۔ دنیا کے عقلا کا فیصلہ ہے کہ گانا زنا کا منتر ہے اور شیطان کا پھندا ہے جس کے ذریعے وہ زنا میں مبتلا کرتا ہے۔

نفس کے ایسے تقاضوں کے وقت یہ سوچا جائے کہ اگر ہم اپنے نفس کی بات مان لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانتے بلکہ ان کے احکام کے

مقابلہ میں اپنے نفس کی اطاعت کر رہے ہیں تو ثابت ہوا کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا دعویٰ غلط ہے

دل کے گناہ زیادہ خطرناک ہیں:

دوسری قسم باطنی گناہوں کے تقاضے، یہ پہلی قسم کی نسبت زیادہ خطرناک ہے۔ اس لئے کہ ظاہری گناہوں میں مبتلا شخص خود کو گناہ گار سمجھتا ہے اور دیکھنے والے بھی اس کو برا سمجھتے ہیں شاید دوسروں کی ملامت کے خوف سے اور اپنی عزت بچانے کی خاطر باز آجائے یا کسی حد تک بریک لگ جائے، اس کے برعکس باطنی گناہ یعنی حب مال، حب جاہ، عجب، کبر، حسد، ریا وغیرہ رذائل میں مبتلا خود کو گناہ گار نہیں سمجھتا۔

یہ رذائل اس لیے بھی خطرناک ہیں کہ یہ دل کے گناہ ہیں اور پورے جسم کی صلاح و فساد قلب کی صلاح و فساد پر موقوف ہے، علاوہ ازیں ان کے زیادہ خطرناک ہونے کی تیسری وجہ یہ بھی ہے کہ ان کی اصلاح بہت مشکل ہے میں نے ایک بار زرا نظر اٹھائی تھی اور بدوں نام لئے گن کے بتا دیا تھا اس مجلس میں کتنے لوگ فلاں باطنی مرض میں مبتلا ہیں، اس روز تو تشخیص کے لیے قصداً نظر ڈالی تھی اور آج تو بلا قصد ہی نظر آرہے ہیں بہت سے لوگ ایسے نظر آرہے ہیں جو عجب و کبر میں مبتلا ہونے کی وجہ سے غصہ بہت کرتے ہیں غصہ عجب و کبر کی علامت ہے۔

میرے بڑے بیٹے کو بچپن میں تنفس کا مرض تھا ایک ڈاکٹر کا علاج چل رہا تھا کچھ وقت کے بعد ڈاکٹر نے کہا کہ بچہ مجھے دکھائیں، میں لے گیا۔ ڈاکٹر بلا دیکھے نسخہ لکھنے لگا میں سمجھا کہ بھول گئے، اس لئے میں نے یاد دلادیا کہ آپ نے بچہ دیکھنے کو کہا تھا ڈاکٹر نے کہا کہ میں نے دیکھ لیا ہے صرف چہرے پر سرسری نظر ڈال کر مرض کی کیفیت معلوم کر لی۔

جس طرح قالب یعنی جسم کا ڈاکٹر چہرے سے مرض کا کھوج لگا لیتا ہے اسی طرح قلب کا ڈاکٹر یعنی باطنی گناہوں کا معالج صرف چہرہ دیکھ کر اس کے امراض قلب کی کیفیت معلوم کر لیتا ہے بلکہ ہزاروں میل دور کسی کی تحریر دیکھ کر اس کے امراض قلب کی نشان دہی کر دیتا ہے۔

ماشاء اللہ! آج کی مجلس میں عجب و کبر اور غضب کے مریض بہت نظر آرہے ہیں، میں مرض پر ماشاء اللہ نہیں کہہ رہا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ماشاء اللہ! سب نے ہسپتال میں داخلہ لے رکھا ہے اللہ تعالیٰ اجتماع قلوب کی برکت سے اس مرض سے نجات عطا فرمائیں، بہت ہی مہلت مرض ہے۔ یا اللہ! تیری خاطر جمع ہونے والے ان دلوں کی برکت سے اس مہلک مرض سے نجات عطا فرما، حفاظت فرما، دستگیری فرما۔

(بقیہ صفحہ ۵۵ پر)

شہید عالم ربانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين محمد وعلى آله وصحبه وذريته اجمعين، اما بعد:

بخاری و مسلم میں حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ:

ایک چاندنی رات میں میں باہر نکلا تو دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا چلے جا رہے ہیں تو میں بھی سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے ہی چلنا پسند فرما رہے ہیں۔ نہیں چاہتے کہ کوئی اور آپ کے ساتھ ہو۔ لہذا میں چاند کے سائے سائے میں کچھ فاصلے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلنا شروع ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آہٹ سنی تو پوچھا ”من هذا“ یہ کون ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان، میں ابو ذر ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قریب بلا لیا اور ساتھ چلنے لگے۔ پھر چلتے چلتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إن المكثرين هم المقلون يوم القيامة

”دنیا میں کثیر مال رکھنے والے آخرت میں اجر کے اعتبار سے کم ہوں گے۔ یا آخرت میں خسارے میں ہوں گے

إلا من أعطاه الله خيرا

سوائے اس شخص کے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا۔

فنفق فيه يمينه وشماله وبين يديه ووراءه

اور اس نے اس مال کو آگے پیچھے، دائیں بائیں خرچ کیا، خیر کے کاموں میں،

بھلائی کے کاموں میں

وعمل فيه خيرا

اور اس مال کو نیک عمل کے اندر خیر کے کاموں کے اندر صرف کیا۔“

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے چلتے رہے یہاں تک ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں ہموار زمین تھی اور اس کے گرد پتھر پڑے ہوئے تھے۔ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ یہیں بیٹھ جاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے چل پڑے اور چلتے گئے حرہ کی طرف، کالے پتھروں والی زمین کی طرف حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر کے بعد واپس لوٹے اور اس حال میں واپس لوٹے کہ فرما رہے تھے کہ

وإن سرق وإن زنى

”چاہے وہ چوری کرے چاہے وہ زنا کرے۔“

تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریب آئے تو مجھ سے رہا نہیں گیا میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کیا فرماتے ہوئے آرہے تھے؟ اور دوسری طرف سے کوئی جواب بھی نہیں آرہا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس سے گفتگو فرما رہے تھے؟ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جبریلؑ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جبریلؑ سے ملاقات کر رہا تھا اور جبریلؑ نے مجھ سے کہا کہ

بشر أمتك

اپنی امت کو بشارت دے دیں

أنه من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة

جو اس حال میں مرا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر رہا ہو وہ جنت میں داخل کر دیا گیا، وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

تو رسول اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جبریلؑ سے پوچھا کہ

وإن سرق وإن زنى

کہ جبریلؑ اگر وہ چوری کرے یا زنا کرے تب بھی یعنی صرف شرک سے پاک ہونے کی وجہ سے جنت پہنچ جائے گا۔

تو جبریلؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ نعم۔ ہاں۔

میں نے پھر پوچھا: وإن سرق وإن زنى تو پھر جبریلؑ نے فرمایا نعم ہاں۔ میں نے پھر پوچھا کہ وإن سرق وإن زنى کہ وہ چوری کرے اور زنا کرے تب بھی۔ تو تیسری مرتبہ جبریلؑ نے فرمایا نعم وإن شرب الخمر چاہے وہ شراب پئے۔

بخاری و مسلم کی یہ روایت ہے۔ اس روایت میں جو اصل مقصود ہے جو ہے وہ سلسلہ حدیث چل رہا ہے ہمارا، اس سے متعلق تو آخری حصہ ہے لیکن ابتدائی حصے میں جو بات آئی ہے مختصر اس کو ہم دیکھ لیتے ہیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”دنیا میں کثرت سے مال والے آخرت کے دن نیکیوں کے اعتبار سے کم ہوں گے“

اصل اصول یہ بیان فرمایا پھر اس میں سے استثنیٰ دی کہ ہاں سوائے اس شخص کے، جس نے اپنے مال کو کھلے ہاتھ سے آگے پیچھے، دائیں بائیں خرچ کیا، خیر کے کاموں کے اندر اس مال کو لگایا تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ لیکن اصل اصول یہ بھی بتایا کہ جس کے پاس دنیا میں مال کثرت سے ہو گا وہ آخرت میں گھائے میں ہو گا۔ گھائے میں اس لیے ہو گا کہ اس کا حساب ثقیل ہو گا۔ بھاری حساب ہے جو اس کو دینا پڑے گا۔ دوسرا اس لیے گھائے میں ہو گا کہ بالعموم مال کی فطرت یہ ہے کہ وہ انسان کی دل میں دنیا کی محبت پیدا کرتی ہے۔ اور

مال انسان کو اللہ تعالیٰ سے غافل کرتا ہے۔ اس لیے بھی بیش تر لوگ جو کثرت سے مال رکھتے ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ سے غفلت میں مبتلا ہوں گے۔ وہ مال اُن کو اللہ تعالیٰ سے دور کرنے کا ذریعہ بنے گا۔

اس لیے ہم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں میں دیکھتے ہیں کہ ان کے گھروں میں کوئی مال آکر دیتا تو وہ ”انا للہ“ پڑھتے۔ اور مال سے بھاگنے اور فرار کی سی کیفیت ہوتی۔ اور جب مال مل جاتا تو اس وقت ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ ان میں جو حضرات تجارت کرتے یا جن کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی، اُن کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ حدیث کے دوسرے ٹکڑے کے اندر بیان کیا کہ وہ مال کے متلاشی اور دیوانے نہ ہوتے لیکن جب مل جاتا تو

نفق فیہ یمینہ وشمالہ و بین یدیه ووراءہ

”آگے پیچھے دائیں بائیں لٹاتے اُس مال کو“

جیسے حضرت عثمان بن عفانؓ کے بارے میں احادیث کے اندر آتا ہے کہ ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے موقع پر کھڑے ہو کے تخریض دلاتے ہیں تو آپؐ ایک دفعہ کھڑے ہوتے ہیں اور اونٹوں کا پورا قافلہ سامان سے لد اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتے ہیں۔ دوسری دفعہ تخریض دلائی جاتی ہے اور جنت کی بشارت دی جاتی ہے پھر کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر تیسری دفعہ پھر کھڑے ہوتے ہیں اس طرح اور کتنے مواقع پر آپؐ نے مسلمانوں کے لیے کنوین کھدوائے، مسلمانوں کی خوراک کی ضروریات خط کے موقع پر پوری کیں۔ اپنے مال کو امت کی خدمت کے لیے اور اللہ کے دین کی خدمت کے لیے مسخر کیے رکھا۔ اس سے مومن کے مال کی طرف نگاہ بھی متعین کی ہوتی ہے۔

حدیث میں جو الفاظ ہیں کہ *إلا من أعطاه الله خيرا*، سوائے اس شخص کے جس کو اللہ تعالیٰ نے خیر دی۔ مال کے لیے بھی جو قرآن نے بار بار لفظ استعمال کیا وہ ”خیر“ کا لفظ ہے، بھلائی کا لفظ ہے۔ اس لیے مومن مال کو پیسوں کی نگاہ سے نہیں دیکھ رہا ہوتا۔ اُس کے لیے مال برائے مال مقصود نہیں ہوتا بلکہ وہ مال کو بھلائی کا ذریعہ سمجھ رہا ہوتا ہے۔ اول تو وہ مال کے فتنے سے گھبراتا ہے۔ اگر مال آئے تو اس کو اس نگاہ سے دیکھتا ہے کہ یہ نیکی کمانے کا ذریعہ ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکالنے میں حریص ہوتا ہے، اللہ کے رستے میں خرچ کرنے کے لیے حریص ہوتا ہے۔ اس لیے کہ جو مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگ گیا وہ محفوظ ہو گیا۔ وہ ابدی ثواب کی صورت میں ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ کے ہی ہاں سٹور کر دیا گیا۔

لیکن جو مال آپؐ نے کھا لیا یا کسی نیک صالح نیت کے بغیر اور لایعنی کاموں پر خرچ کر دیا۔ محض اپنی خواہش پر خرچ کر لیا۔ تو ایسا مال خرچ ہو گیا ختم ہو گیا باقی نہیں رہا۔ تو مومن کی نگاہ یہی ہوتی ہے کہ وہ مال کو خیر اور بھلائی سمجھتا ہے۔ ایک دفعہ پھر ایک مومن اور ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے اور ایک مغرب کے عقیدے پر ایمان رکھنے والے

اور سرمایہ دارانہ عقیدے پر ایمان رکھنے والے کے درمیان بنیادی فرق ہے۔ اُس کے لیے مال زندگی کا محور و مقصد ہے، مال بذات خود مال بطور مقصود ہے۔ مال میں اضافہ اور بڑھوتری، اس فرد کا بھی، اس معاشرے کا بھی اور اس نظام کا بھی بنیادی محور ہے۔

ہمارے نزدیک مال بذات خود کوئی مقصود نہیں بلکہ اس سے ڈرانے والی بہت سی احادیث موجود ہیں۔ اور دوسری طرف اگر مال آئے تو وہ مال خیر کا ذریعہ ہے، بھلائی کا ذریعہ ہے اس طور پر بھی اس مال کو دیکھا جاتا ہے ایک مومن اور مسلم معاشرے کے اندر۔ تو یہ حدیث کا پہلا حصہ ہے۔ حدیث کے آخری ٹکڑے کے اندر یہ بات آتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرائیلؑ فرماتے ہیں کہ اپنی امت کو بشارت دیجیے:

”جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملا، اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے

ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔“

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے ہیں کہ دریافت فرماتے ہیں کہ اگر وہ چوری کرے اور زنا کرے۔ تو تب بھی یہی جواب ملتا ہے کہ ”ہاں، اگر چوری کرے اور زنا کرے تب بھی جب تک وہ شرک نہیں کر رہا۔ تب تک وہ جنت میں داخلے کا مستحق ہے۔“ اور یہ مدارِ نجات ہے متعین کر دیا گیا کہ شرک سے اپنے آپ کو بچانا اور اللہ کے ساتھ توحید کا جو عہد باندھا ہے اس پر قائم رہنا۔ یہ بنیادی مدار ہے جنت میں داخلے کا۔ یہ بنیادی ٹکٹ ہو گا ہاتھ میں تو آپؐ وہاں تک پہنچ سکتے ہیں۔ نہیں ہو گا تو آپؐ اعمال کا ڈھیر جمع کر لیں، اُن اعمال کو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت نہیں ملے گی۔ یہ بنیاد ہے جس سے توحید کی اہمیت بھی سمجھ آتی ہے اور شرک بدعات سے اپنے آپ کو پاک رکھنے کی اہمیت بھی سمجھ آتی ہے۔ ایک شخص اپنے آپ کو کتنی ہی مشقتوں میں ڈالتا ہو۔ کیسے کیسے عیسائی ہیں، ان کے راہب بڑی بڑی ریاضتیں کرتے ہیں ساری ساری زندگی شادی نہیں کرتے ہیں۔ ہندوؤں کے جوگی ہیں وہ بھی بہت کچھ اپنے آپ کو تھکاتے ہیں اور شادی کے بغیر بھی رہتے ہیں اور کھائے پینے بغیر بھی گزارہ کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسی ایسی چیزیں جو عقل سے بھی بالا ہوں وہ کرنے پر قادر ہو جاتے ہیں۔ اس کو نیکی سمجھ رہے ہوتے ہیں لیکن وہ سب کچھ رد ہے۔ اس لیے رد ہے کیوں کہ جو بنیادی اساس ہے کسی عمل کو قبول کرنے کی وہ موجود نہیں ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے۔ تو جب وہ نہیں ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی شرک ہو گا تو اس کے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

لَيَخْبَطَنَّ عَمَلُكَ

اللہ تعالیٰ سارے اعمال کو ختم فرمادیں گے ضائع فرمادیں گے۔ اس سے ایک مسلمان کو توحید کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ سمجھ میں آتا ہے کہ یہ وہ سرخ لائن ہے جو بہر حال کسی صورت بھی پار نہیں ہونی چاہیے! انسان پھسل سکتا ہے اور چیزوں کے اندر، اور پھسلنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ سے معافی کی امید موجود ہے۔ لیکن جس دن یہ لائن پار ہو

جائے پھر اتنا خطرناک معاملہ ہے کہ انسان دوبارہ ایمان لائے بغیر دنیا سے چلا جائے تو اس کے بعد پھر معافی کی گنجائش نہیں ہے۔ جیسا قرآن مجید میں آتا ہے

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ

”اللہ تعالیٰ یہ نہیں معاف فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے، باقی جتنے گناہ اس سے کم تر ہیں، اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں جس کے لیے اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں۔“

اور اس حدیث میں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کبیرہ گناہ کرنے والا، اس حدیث کا مقصود یہ نہیں ہے کہ اہل ایمان کو نعوذ باللہ شراب پینے سے، بدکاری کرنے سے، چوری کرنے پر تحریم دلائی جائے یا اوپر ابھارا جائے۔ ظاہری بات ہے یہ وہ افعال ہیں کہ جن کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا مذمت کی۔ اُن کی شاعت، اُن کی سختی بیان کی۔ قیامت کے دن یہ افعال کرنے والوں، چوری کرنے والوں، بدکاری کرنے والوں کے لیے جو عذاب ہے وہ بار بار سنایا اور سمجھایا۔ یہ سب کچھ اس لیے بتلایا تاکہ امت ان گندگیوں سے اپنے آپ کو بچائے اور ایسے اعمال کرے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے ہوں۔ لیکن ان سب اعمال کے ساتھ ساتھ یہ بیان کیا گیا کہ انسان اگر توبہ کر لے تو کبائر سے معافی مل جاتی ہے۔ توبہ نہ کرے تو جہنم میں اس کی سزا کاٹا ہے لیکن کاٹنے کے بعد بھی اگر وہ ایک شرابی لیکن ایمان والا ہو، اگر وہ ایک بدکار لیکن ایمان والا ہو، اگر وہ ایک چور لیکن توحید پر قائم ہو تو جہنم میں اپنے اعمال کی سزا کاٹ کر پھر اُس کو بھی جنت میں داخلہ مل جاوے گا۔ اس کے برعکس ایک شخص ساری زندگی کسی کو اذیت نہیں پہنچائی، کسی کو اس سے ذرہ برابر تکلیف نہیں پہنچتی، اُس نے مدرٹریا کی طرح ساری انسانیت کی خدمت کی، وہ دنیا کے دور دراز علاقوں تک پہنچ کر وہ بھوکے اور نادار بچوں کے کام آیا۔ ان میں سے کوئی عمل نہیں ہے جو اس کو نفع دے گا، جب تک وہ ایمان لانے والا نہ ہو اور جب تک وہ اساس موجود نہ ہو جس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے ہاں بخشش ہوتی ہے۔ یہ بات جو کہ حدیث میں فرمائی گئی کہ جب کوئی شخص چور، بدکار، اور کوئی شخص برے اعمال میں حتیٰ کہ کبائر میں مبتلا ہو اس کے باوجود وہ شرک نہ کرتا ہو وہ جنت میں جائے گا۔

اس سے مراد یہی ہے کہ ایک صورت یہی ہے کہ وہ دنیا میں ہی ان کبائر سے توبہ کرے اور اس کی توبہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ قبول کریں۔ اس کی توبہ قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اس کو سیدھا جنت میں داخل فرمادیں، اس کی توحید کی وجہ سے اور اس کے ایمان پر قائم ہونے کی وجہ سے۔ جیسا کہ حدیث کے اندر آتا ہے کہ:

جب رجم کیا جا رہا تھا تو صحابہؓ میں سے کسی کے منہ سے، غالباً حضرت خالد بن ولیدؓ سے سخت الفاظ نکلے۔ رجم کیے جانے والے یا زنا کرنے والے صحابی کے حق میں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور فرمایا کہ اگر اس کی توبہ پورے مدینے والوں پر بھی تقسیم کی

جائے تو وہ ان کو بخشوانے کے لیے کافی ہو۔ تو گناہ کبیرہ ہے لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ اُسے معاف فرمادیتے ہیں اگر سچی توبہ ہو اور توبہ کی شرائط پوری ہوں اور انسان شرک نہ کرتا ہو، اس صورت میں جنت میں داخل ہو گا۔ دوسری صورت اس کی یہ ہے کہ انسان توبہ کیے بغیر لیکن شرک سے بچتے بچتے اس دنیا سے وہ چلا جاتا ہے تو اس صورت میں وہ گناہوں کی سزا کاٹے گا اور اس کے بعد وہ جنت میں داخل کیا جائے گا!

تو پیارے بھائیو! ہم نے پہلے بھی جو احادیث دیکھی اس کے اندر بھی بنیادی بات ہمارے سامنے یہی رہی کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جو دین ہمیں عطا کیا ہے اور کائنات کے لیے جو نظام بنایا ہے اس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے غضب پر غالب ہے اور بہت سی چیزوں کے اندر اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا، رحمت کا، عفو و درگزر کا معاملہ کرتے ہیں۔ لیکن جب کوئی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے، اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی کو شریک ٹھہراتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان میں عملاً براہ راست گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے تو یہاں پر پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا منتقم ہوتا ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا قہار ہونا اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے غصے اور سختی والی صفات جو ہیں وہ جوش میں آتی ہیں تو پھر انسان نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

تو ہر دم ہر مومن اس بات کی حفاظت کرنے کی کوشش کرے کہ اس سے کبھی کوئی قول، کوئی غلطی، کوئی فعل، کبھی کوئی حرکت ایسی سرزد نہ ہو جائے جو اس بنیادی عہد کو، جو اس اللہ تعالیٰ سے قائم ہے، جو ایک بندہ مومن کو رب سے جوڑتا ہے، جس وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور توجہ کا مستحق ہوتا ہے، وہ اس بنیادی عہد کو توڑ ڈالے۔ کوئی حرکت اس سے سرزد نہ ہو اور وہ زندگی بھر اپنے آپ کو شریکیات، بدعات سے بچاتے بچاتے زندگی کا سفر طے کرتا جائے۔ جب تک یہ بنیاد موجود ہے، ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حسن و ظن رکھنے کی وجوہات بھی موجود ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہوئے دل مطمئن بھی ہونا چاہیے کہ ان شاء اللہ ہماری زندگیوں میں یہ بنیادی گندگی موجود نہیں ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو ایسا ناراض کرتی ہے کہ پھر دعائیں بھی رد ہو جاتی ہیں، پھر اعمال بھی رد ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ایمان کی اہمیت سمجھنے کی توفیق دے۔ ایمان کی محبت اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی محبت ہمارے سینوں میں یوں جمادیں کہ اسی کے اوپر ہمیں موت آئے۔ آمین

سبحانک اللہم وبحمدک نشہد ان لا اله الا انت نستغفرک و نتوب الیک

وصلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ برحمتک یا رحم الراحمین

☆☆☆☆☆

آؤ کہ بنیانِ مرصوص بن کر ان کے خلاف لڑیں!

ڈاکٹر شیخ ایمین الظواہری حفظہ اللہ، امیر جماعت قاعدۃ الجہاد

بسم اللہ والحمد للہ والصلاة والسلام علی رسول اللہ وآلہ وصحبہ ومن
والاہ

دنیا بھر میں بسنے والے میرے مسلمان بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اما بعد!

گزشتہ سال شام میں مجاہدین القاعدہ کے حالات میں خصوصاً اور دیگر مجاہدین کے حالات میں عموماً بہت سی تبدیلیاں دیکھنے میں آئی ہیں۔ مجاہدین کے اندرونی حالات میں بیرونی مداخلت کی وجہ سے اختلافات پیدا ہوئے، جن کے سبب تقسیم، افر تفری، مزاحمت اور باہمی جدل تک نوبت آگئی۔

اس واقعے اور مسئلے کو (جسے وہ ”تعلق توڑنے“ سے موسوم کرتے ہیں) تقریباً ایک سال سے زائد ہو گیا ہے لیکن میں نے اس متعلق خاموشی اختیار کیے رکھی کیونکہ حلب کے (سقوط) کے بعد کے حالات اس کی اجازت نہیں دے رہے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہرگز نہیں تھی کہ مجھے یا قیادت عامہ میں موجود دیگر بھائیوں کو دن بدن بدلتی صورتحال کا علم نہ تھا۔ بلکہ ہم چاہتے تھے کہ اس مسئلے کو ذرائع ابلاغ سے دور رکھ کر خاموشی سے ہی نمٹالیا جائے۔

ہمارے بھائیوں نے ہمیں بتا دیا کہ (نقض عہد کرنے والوں نے) کیا کیا ہے۔ انہوں نے بیعت توڑی لیکن اس کے باوجود انہیں وہ اتحاد نصیب نہ ہو سکا جس کا وہ سوچ رہے تھے۔ حقیقت میں تو (بیعت سے نکلنے کا یہ عمل) امر کی دباؤ کے سامنے پسپائی ہی تھی۔ اس کی وجہ سے ہم باریوں سے بچنے اور دہشت گرد قرار دیے جانے سے محفوظ رہنے کو بتایا گیا لیکن اس کی بھی کوئی امید نظر نہیں آئی۔

اگر یہ نقض بیعت کے نتیجے میں مجاہدین کے مابین باہمی اتحاد کی فضا قائم ہوتی تو یقیناً سب سے پہلے ہم ہی ان کے اس اقدام کی حمایت کرتے اور ان کو اپنی جماعت سے آزاد کر دیتے لیکن انہوں نے جو کچھ کیا وہ صرف ایک نئی تنظیم کھڑی کرنے کے لیے کیا، جس کی وجہ سے صورت حال مزید گھمبیر ہی ہو گئی۔ اور آج اس وجہ سے مجاہدین کے آپس میں لڑائی جھگڑے، الزامات، فتوؤں اور جوابی فتوؤں تک نوبت آگئی ہے جب کہ دوسری طرف دشمن دن بدن آگے بڑھتا جا رہا ہے، دشمن کی تیاری جاری ہے۔ اور ترکی کے حملے کا خطرہ بھی سروں پر منڈلا رہا ہے۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ شام میں امریکی منصوبہ پروان چڑھ رہا ہے اور ایران اور حزب اللہ ہر دن شام کے مختلف خطوں کو ہڑپ کرتے جا رہے ہیں۔

مجھے اور میرے دیگر بھائیوں کو کئی اطراف سے اس معاملے کو خاموشی سے دانشمندی کے ساتھ سلجھانے کا کہا گیا اور یہی وہ طریقہ ہے جو ہم نے اس دوران اختیار کیے رکھا، جس کا ہمیں بہترین لوگوں کی جانب سے مشورہ دیا گیا۔ ہم نے بارہا مواقع فراہم کیے اور گزشتہ ایک سال کے دوران میں دی گئی ڈیڈ لائن میں کئی مرتبہ اضافہ بھی کیا لیکن ہم نے دیکھا کہ معاملات مزید بگڑتے جا رہے ہیں اور تنازعات، نفرت، انتقامی جذبات اور حقوق اور عزت و حرمت پر دست درازیاں ہونے لگی اور اہل شام و مجاہدین تذبذب کا شکار ہو گئے کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔

اس لیے میں نے فیصلہ کیا کہ ان معاملات سے متعلق حقائق کو تفصیل سے بیان کروں تاکہ طبعیتوں میں پائی جانے والی بے چینی دور ہو، دلوں میں سکون پیدا ہو، اتحاد و یگانگت کی فضا قائم ہو اور ہمارے دل ایک دوسرے سے قریب آسکیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ وہ اس نصیحت کو مجاہدین اور مسلمانوں کے دلوں میں قبولیت عام بخشنے گا۔ یقیناً میں اور میرے بھائی سب سے پہلے اس نصیحت کے مستحق ہیں اور ہم خود کو غلطیوں سے مبرا نہیں سمجھتے۔

سب سے پہلے میں اس ثابت شدہ حقیقت کا ذکر کروں گا کہ شام کا جہاد ایک دفاعی جہاد ہے اور فقہاء کے مطابق اس کے لیے کسی قسم کی شرائط کی ضرورت نہیں ہوتی تمام اہل ایمان میں سے ہر ایک (نیک و بد) کو مل کر جہاد میں حصہ لینا چاہیے۔

دوسرا معاملہ: یقیناً شام کا جہاد پوری امت مسلمہ کا جہاد ہے۔ یہ صرف شام کے لوگوں کی لڑائی اور ان کا جہاد نہیں ہے اور نہ ہی یہ ادب، درعا، دمشق کے لوگوں کی جنگ ہے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دنیا بھر سے جہاد کے غرض سے آنے والے مہاجرین کو کہے کہ ”تم یہاں سے نکل جاؤ کہ یہی ہمارے مفاد میں ہے ورنہ ہم تم کو گرفتار کر لیں گے۔“ یہ صورت حال (اگر پیدا ہو تو) تمام فقہاء کے منہج کے خلاف ہے۔ جو بھی اسلام کی کسی سرزمین میں ہے تو وہ اپنے ہی علاقے میں ہے کہ پوری دنیا کے مسلمان ایک امت کی مانند ہیں جو ایک دوسرے کو پناہ دیتے ہیں اور ایک دوسرے کے لیے مددگار ہاتھوں کی مانند ہیں۔

شام کے لوگ اپنے درمیان اس باطل عمل کو کیونکر برداشت کر سکتے ہیں حالانکہ ان کی تاریخ مسلمانوں کے دفاع کے کارناموں سے مزین ہے شیخ عبدالدین بن عبدالسلام کون تھے؟ کیا وہ دمشق کے باسی نہ تھے؟ وہ وہاں سے مصر چلے گئے اور تاتاریوں کے خلاف

لڑائیوں کا آغاز کیا تو اللہ تعالیٰ نے عین جالوت میں ان کو فتح سے نوازا۔ سلیمان الحبیبؑ کوں تھے؟ کیا وہ جنرل کلیر کے خلاف قاہرہ میں نہیں لڑے تھے؟ اور عز الدین القسامؑ کوں تھے؟ کیا ان کا تعلق لتاکیہ سے نہ تھا، پھر وہ فلسطین کی جانب گئے۔ ابو معصب وابو خالد السوریؑ کوں تھے؟ کیا انہوں نے افغانستان کی جانب ہجرت نہ کی تھی؟ کیا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ شام کی طرف نہیں گئے تھے؟ یا پھر نور الدین زنگی رحمہ اللہ، صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ، قطز القوازیؒ، اسامہ بن لادن یمنیؒ..... کیا آپ ان کو یہ کہو گے کہ شام سے نکل جاؤ کیونکہ تم شامی نہیں ہو، تمہاری وجہ سے ہم پر بم باری ہوتی ہے، ہمیں دہشت گرد قرار دیا جاتا ہے اور ہماری امداد بن کی جاتی ہے؟

تو پھر اختلاف کس بات پر ہے؟ کیا یہ سب ہمارے لیے ”غیر ملکی عناصر“ نہیں تھے؟ کیا ہوتا اگر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو شام کے لوگ کہتے ہیں کہ یہاں سے نکل جاؤ کیونکہ تم ”غیر ملکی عناصر“ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ”آدمی“ ہو۔

تیسرا معاملہ جس کے بارے میں میں بات کرنا چاہوں گا وہ بڑے اہم معاملات میں سے ہے یعنی شرعی بیعت... جس کے ساتھ کھیلنے کی بجائے اس کو شرعی طور پر نبھانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ (المائدة: ۱)

”اے ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو۔“

اسی طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِي نَقَضَتْ غَزَاهُمْ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ (النحل: ۹۱، ۹۲)

”اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں قول و قرار کرو اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد مت توڑو، حالانکہ تم اللہ تعالیٰ کو اپنا ضامن ٹھہرا چکے ہو، تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کو بخوبی جان رہا ہے۔ اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنا سوت مضبوط کاٹنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا کہ تم اپنی قسموں کو آپس کے مکر کا باعث ٹھہراؤ۔“

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمُ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ وَلَا تَتَّبِعُوا فِي الْقِيَامِ مَثَلًا قَلِيلًا لِّأَنبَاءِ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (النحل: ۹۳، ۹۵)

”اور تم اپنی قسموں کو آپس کی دغا بازی کا بہانہ نہ بناؤ۔ پھر تمہارے قدم اپنی مضبوطی کے بعد ڈگدگائیں گے اور تمہیں سخت سزا برداشت کرنا پڑے گی کیونکہ تم نے اللہ کی راہ سے روک دیا اور تمہیں سخت عذاب ہو گا۔ تم اللہ کے عہد کو تھوڑے مول کے بدلے نہ بیچ دیا کرو۔ یاد رکھو اللہ کے پاس کی چیز ہی تمہارے لئے بہتر ہے بشرطیکہ تم میں علم ہو۔“

میں یہاں پر اس بات کی پوری طرح واضح کر دوں کہ ہم نے کسی کو بھی اپنی بیعت سے آزادی نہیں دی ہے ہم نے صرف ابراہیم البدری اور اس کے پیروکاروں کو اپنی جماعت سے نکالا ہے۔ ان کے علاوہ کوئی بھی ایسا نہیں کہ جسے بیعت سے خلاصی دی گئی ہو، چاہے وہ جہہ النصرہ ہو یا پھر کوئی اور گروہ۔ ہم نے جہہ النصرہ کی جانب سے بیعت کو خفیہ رکھنے کو ہرگز تسلیم نہیں کیا کیونکہ ہم اس کو ایک سنگین غلطی سمجھتے ہیں۔ جنہوں نے ہمیں بیعت دی ہے ان کے اور ہمارے مابین بیعت قائم ہے جس کو بغیر کسی شرعی عذر کے توڑا نہیں جاسکتا اور اس کو پورا کرنا لازم ہے۔

مجھے شیخ ابو خالد السوری رحمہ اللہ کی بات یاد ہے جو انہوں نے ابراہیم البدری کے گروہ کو مخاطب کر کے اس وقت کہی تھی جب انہیں القاعدہ کی جانب سے جہہ النصرہ اور دولہ کی درمیان جدائی کے فیصلہ کو منطبق کرنے کے لیے منتخب کیا گیا تھا، اُس وقت شیخ ابو خالد السوری رحمہ اللہ نے فرمایا تھا:

”جو کچھ میرے علم میں لایا گیا ہے میں آپ سے ہرگز نہیں چھپاؤں گا: یہ جھگڑا، فجور و بہتان طرازی کی وجہ سے پیدا ہوا، اور جب آپ نے شریعت کو ان کے مابین قاضی اور ایاس بن معاویہ کو حکم بنا کر بھیجا، تو انہیں قبول نہیں کیا گیا۔ وہ جو کچھ کرتے ہیں اپنی مرضی سے کرتے ہیں اور القاعدہ صرف نام کی حد تک استعمال ہوتی ہے تاکہ ایک جماعت کی حیثیت سے کہ جس کو وہ مانتے ہوں۔ وہ صرف اسی وقت (القاعدہ کی) مانتے ہیں جب ان کی پسند کے مطابق بات ہو اور جب نہ ہو تو پھر نہ تو سماع رہ جاتی ہے اور نہ اطاعت“

پس میں اپنے ان محبوب بھائیوں سے کہوں گا جنہوں نے جماعت قاعدہ الجہاد کو اپنی بیعت دی ہوئی ہے:

اے میرے محبوب بھائی! یقیناً میرے لیے اور تنظیم القاعدہ کے لیے آپ کی بیعت ایک سعادت ہے اور ہم اس پر فخر کرتے ہیں، یہ ہمارے لیے مثل تاج ہے۔ اور ہم اللہ سے خود کو اس کے قابل بننے کی دعا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم کو آپ کی سوچ سے زیادہ اچھا بنائے اور ہمیں ان امور میں معاف فرمادے کہ جن کی آپ کو خبر نہیں ہے۔

پس اے اللہ کے بندو! اپنے وعدوں اور بیعتوں پر مضبوطی سے جچے رہو اور معمولی معمولی پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر کسی تذبذب کا شکار نہ ہونا اور بڑی وعدہ خلافی کرنے سے محتاط رہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

إذا جمع الله الأولين والآخرين يوم القيامة يرفع لكل غادر لواءً قليل هذه غدره فلان بن فلان (صحیح مسلم)

”اللہ تعالیٰ بروزِ حشر اولین و آخرین کو جمع فرمائیں گے پھر ہر غداری کرنے والے کے لیے، (اُس کے نام کا) جھنڈا بلند کیا جائے گا، (اور) کہا جائے گا کہ یہ فلان بن فلان کے بیٹے کی غداری (کا جھنڈا) ہے۔“

یقیناً یہ بیعت ہمارے لیے باعثِ نصیحت، کارِ ہدایت اور خبردار رہنے کے لیے اور آپ پر سب و اطاعت کے لحاظ سے فرض ہے۔ آئیے کہ ہم یک جان ہو کر اللہ تعالیٰ کے انصار بن جائیں، اس کے دشمنوں پر جنگ مسلط کریں اور تمام دنیا میں مسلمانوں اور مظلوموں کی نصرت کریں۔ اور ہم اللہ تعالیٰ ہی سے نصرت اور خیر طلب کرتے ہیں۔

میں شام میں موجود القاعدہ کے تمام مجاہدین سے کہوں گا کہ وہ تمام دیگر مخلص مجاہدین سے تعاون کریں تاکہ اتفاق و اتحاد پیدا ہو، ناچاقی کا خاتمہ ہو، اللہ کی طرف لپکنے والے بن جائیں، شہادت کے متوالے بن جائیں، صفوں کو آگے بڑھائیں، مہاجرین و مجاہدین اور کمزوروں کی مدد کریں۔ مسلمانوں کے درمیان جو دو سخاوت میں اور مسلمانوں اور مجاہدین کے مابین تعلق قائم کرنے میں سبقت کرنے والے بنیں اور فساد یوں اور تنازعہ کھڑا کرنے والوں کے درمیان دیوار بن جائیں۔

یہ آپ کے لیے میرا صاف حکم ہے کہ بعثیوں، رافضیوں، صفویوں، صلیبیوں اور خوارج کے ساتھ لڑائی میں اپنے تمام مجاہدین بھائیوں کے ساتھ تعاون کریں چاہے وہ آپ سے متفق ہوں یا نہ ہوں۔ ساتھ ہی میں انہیں خبردار کروں گا اور کسی بھی ناانصاف، جارج اور ضال کے ساتھ کسی بھی طرح کا تعاون کرنے سے مکمل باز رہنے کا حکم کرتا ہوں کہ جو مسلمانوں کے خلاف ایسے اقدامات کی جرات کرے جو شریعت کی رو سے صرف کفار کے خلاف جائز ہیں۔ میں تاکید کرتا ہوں کہ حرام خون نہ بہائیں، محفوظ دولت پر قبضہ نہ جمائیں اور مسلمانوں کی عزت و وقار پر ہاتھ ڈالنے کی جرات نہ کریں اور کسی کافر کو بھی

ایسے معاملے میں نقصان نہ پہنچائیں جہاں شریعت اس کے حق کی حفاظت کرتی ہو۔ اگر مذکورہ بالا افعال میں سے کوئی بھی فعل سرزد ہوا تو میں اور میرے بھائی اس سے بری الذمہ ہیں! اے اللہ میں نے پیغام پہنچا دیا ہے، سو آپ اس پر گواہ رہیے!

میں شام میں موجود جماعۃ قاعدۃ الجہاد کے بھائیوں سے کہوں گا کہ وہ اپنی قیادت کے ساتھ رابطے میں رہیں کہ جو کہ اللہ کی مدد سے، اُن کی خدمت کے لیے ہر وقت موجود ہیں۔

چوتھا معاملہ: یقیناً ہم شام میں اور شام سے باہر بھی اتحاد کے طالب ہیں اور شام کے ہمارے بھائی بخوبی آگاہ ہیں کہ جہاد شام کی شروعات سے ہی اس سلسلے میں ہماری کئی مرتبہ آواز بلند کی گئی اور صدا لگائی گئی۔ ان کو اچھی طرح یاد ہے کہ جب جبہ الاسلامیہ کا قیام ہوا اور میں نے شیخ ابو خالد السوری رحمہ اللہ اور شیخ جولانی وفقہ اللہ کو لکھ بھیجا:

”آپ کیوں جبہ النصرۃ کا اس جماعت سے اتحاد نہیں کر دیتے؟“ میں نے ایسا کرنے کی درخواست کی اور کہا کہ اس سے متعلق اگر کوئی معاہدہ ہوتا ہے تو سب سے پہلے وہ ہماری طرف بھیجیں تاکہ ہم اس پر غور کر سکیں۔

میں نے کئی مرتبہ اپنے بھائیوں کو یقین دہانی کروائی کہ ہم شام میں جبہ النصرۃ کو تنظیمی طور پر صرف اسی وقت آزاد کریں گے جب دو مقاصد حاصل ہونے کا کامل یقین ہو:

پہلا: اگر اس سے شام میں تمام مجاہدین کے مابین اتحاد ہوتا ہو۔
دوسرا: اگر شام میں ایک اسلامی حکومت کا قیام ہو جائے اور شام کے لوگ اپنا ایک امام (امیر) مقرر کر دیں۔

تب، صرف اور صرف تب ہی ہم جبہ النصرۃ سے اپنے تنظیمی تعلق کو ختم کریں گے، اس سے پہلے ہر گز نہیں۔ اگر یہ دونوں صورتیں پوری ہو جاتی ہیں تو ہم شام میں موجود اپنے بھائیوں کو ان مقاصد کے حصول پر مبارک باد دیں گے اور ہمارے درمیان اسلام اور جہاد کا بھائی چارہ باقی رہے گا۔

لیکن اتحاد کے بغیر ایسی نئی جماعتیں کھڑی کرنے کا تعلق ہے جس سے نئے مسائل جنم لیں تو ہم اس سے قطعاً بری ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ جماعۃ قاعدۃ الجہاد، مجاہدین کے باہمی اتحاد کے لیے سب سے پہلے آواز بلند کرنے والی ہے اور میرے علم میں اس کے علاوہ فی زمانہ اور کسی تنظیم یا جماعت نے ایسا نہیں کیا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ جماعت کو اپنے وجہِ کریم کی رضا کے لیے خالص فرمالے۔

مختصر الفاظ میں میں یہ کہوں گا کہ میں نے دو پیغامات بھیجے، ان میں سے پہلا شام میں ہمارے لوگوں کے نام تھا جس میں میں نے ان سے کہا کہ امریکہ کی اس فریب میں ہر گز

مت آئیے کہ شام کے سائنات کی ذمہ دار القاعدہ ہے اور القاعدہ کو منظر نامے سے ہٹانے کے بعد تمام مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔

کیا انہوں (یعنی امریکیوں نے) نے نہیں کہا تھا کہ القاعدہ سے دور رہو تاکہ بم باریوں سے بچ سکو! تو کیا اب بم باریاں رُک گئیں؟

کیا انہوں (یعنی امریکیوں نے) نے نہیں کہا تھا کہ القاعدہ سے قطع تعلق کر لو تاکہ کہیں تم دہشت گرد نہ قرار دیے جاؤ! کیا اس کے بعد تمہیں دہشت گرد نہ سمجھا گیا؟

کیا انہوں (یعنی امریکیوں نے) نے نہیں کہا تھا کہ القاعدہ سے دور رہو تاکہ اتحاد کا قیام ہو سکے! تو کیا اب اتحاد قائم ہو چکا؟

شام میں موجود میرے مسلمان بھائیو! القاعدہ کا ان تنازعات، جھگڑوں اور اتحاد کے بارے میں ہونے والے مسائل سے کوئی تعلق نہیں ہے اور جو کوئی اتحاد نہیں چاہتا ان کو آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ ان پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ تیار ہیں کیونکہ وہ اتحاد جیسے معاملے کے بارے میں سالوں سے بحث کرتے چلے آ رہے ہیں جو کہ چند لمحوں کی بات ہے تو یہاں پر القاعدہ کہاں سے آگئی؟

القاعدہ تو ان (تمام مجموعات) سے کہہ رہی ہے کہ متحد ہو جاؤ تاکہ شام کے لوگ اپنے لیے ایک امام (امیر) کا انتخاب کر لیں تو ہم اس کے سب سے پہلے حمایتی ہوں گے تو پھر وہ متحد کیوں نہیں ہوتے؟

میرا دوسرا پیغام اپنے سروں کے تاج شام میں موجود مجاہدین کے لیے تھا میں ان کو اللہ رب العزت کا یہ فرمان یاد دلاتا ہوں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلَحُونَ O وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَتَآخَوْا فَيَنْفَضُّوا وَتَذْهَبَ رِجْلُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (الانفال: ۴۶، ۴۵)

”اے ایمان والو! جب تم کسی مخالف فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور بکثرت اللہ کی یاد کرو تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔ اور اللہ کی اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتے رہو، آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر و سہار رکھو یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

تو کیا عہد تو توڑنا اور وعدوں کی خلاف ورزی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابع داری کرنا ہے؟ اور کیا یہ تنازعہ فتح کی جانب لے جائے گا یا ناکامی کی جانب؟

ہمارے سننے میں تو بہت عجیب و غریب چیزیں آرہی ہیں۔ ایک بھائی نے کہا کہ: شیخ ابو فلاں نے کہا کہ ہم نے فتویٰ دیا کہ جو القاعدہ کا نام لے اُسے گرفتار کر لو!

اے شیخ ابو فلاں! تم اس وقت کہاں تھے جب تم لوگ القاعدہ کو شام میں مدد کے لیے پکار رہے تھے اور اس میں آنے کے لیے اپنی بیعت دے رہے تھے۔

کیا اللہ تعالیٰ نے القاعدہ کو شام میں ابراہیم البدری کے گروہ اور اس کے دجل و فریب کو شکست دینے کا ایک بڑا سبب نہ بنایا؟ کیا یہ القاعدہ ہی نہیں تھی جس نے واضح کیا کہ شیخ ابو خالد السوری رحمہ اللہ کے قاتل تکفیری ہیں؟ کیا یہ القاعدہ ہی نہیں تھی جس نے ابراہیم البدری اور اس کے گروہ کو جماعت سے خارج کیا؟ کیا یہ القاعدہ ہی نہیں تھی جس نے ان کے پروپیگنڈے کو بین ثبوتوں اور واضح دستاویزات سے رد کیا؟ کیا یہ القاعدہ ہی نہیں تھی جس نے اس کی نام نہاد خلافت کو چیلنج کیا؟

اور اللہ کے فضل سے القاعدہ نے ابراہیم البدری کو سمجھ لیا تھا اور اس سے راہیں جدا کر لیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا اور تو البدری، جبہ النصرہ کو مصروف ہی رکھتا اور جب جبہ النصرہ، اہل الشام کے ساتھ کھڑی ہو گئی تو اس کے گلے میں کاٹنا بن گئی اور اس کی قانونی حیثیت کو چیلنج کر دیا، یہ القاعدہ ہی تھی کہ ان جس کے سبب داعش کا دجل و کذب اسی پر پلٹ گیا۔ جب القاعدہ کی قیادت نے دولہ اور نصرہ کی تنازعے کے درمیان فیصلہ کیا تو سرزمین شام خوشی سے جھوم اٹھی اور شیخ جولانی و فتنہ اللہ نے ہمیں لکھ بھیجا کہ ”یہ ایک تاریخی فیصلہ ہے اور آج جو ہوا ہے اس سے ایک نئی تاریخ رقم ہوئی ہے۔“

جب ابراہیم البدری اور اس کے پیروکاروں نے اپنے جھوٹے پروپیگنڈے اور اصطلاحات کے ذریعے سے شام میں موجود مجاہدین کو متحد ہونے کا کہہ رہے تھے، اُس وقت القاعدہ کو بیعتیں دی گئیں اور مختلف جماعتوں کے پیغامات پڑھے گئے: کہ انہوں نے شام کو بچا لیا۔ اور جب ابراہیم البدری کا خطرہ ٹل گیا تو نئی اور بناوٹی اصطلاحات گھڑی گئیں جیسے ”تعلقات کا خاتمہ“، ”الجبھے ہوئے تعلقات“ اور ”بھلائے گئے تعلقات“ وغیرہ۔ جب کہ ہمارے عزیز بھائی عبد الرحمان عطون (ابو عبد اللہ الشامی) نے شیخ طرطوسی حفظہ اللہ کے جواب میں ایک مجملہ کے انٹرویو میں ”جہادی حوصلہ افزائی“ کے عنوان سے بتایا کہ ان کے اور القاعدہ کے درمیان کسی ’تعلق‘ پر نہیں بلکہ ’بیعت‘ پر اتفاق ہوا تھا!

پھر مبہم اصطلاحات اور دلائل کی مشین چلنا شروع ہو گئی کہ شام کے لوگوں کا مفاد، بم باریوں کا رکنا، دہشت گرد قرار دیے جانے سے بچنا، شام میں مجاہدین کا اتحاد، اہل سنت کے لیے ایک پراجیکٹ، اہل سنت کے درمیان تنازعہ کا حل اور اتحاد کا پراجیکٹ... وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان رابطہ ایک سال سے زائد عرصے تک بحال رہا اور ہم نے بار بار کہا کہ اے عزیز بھائیو! یا تو شام میں مجاہدین کو متحد کرو یا پھر اپنی جماعت کی طرف واپس آؤ۔ لیکن جواباً ہمیں محض صفائیوں، وقت گزاری کے حیلوں اور ایسے بہانوں کے علاوہ کچھ سننے کو نہیں ملا کہ کیا تم اہل شام پر بم باریاں کروانا چاہتے ہو؟ کیا تم اتحاد ہونے دینا نہیں چاہتے؟

اے بھائیو! آپ تو اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے، اس ”اتحاد“ سے کہیں بڑے اور عظیم اتحاد حصہ ہیں۔ بحمد اللہ و کرمہ، آپ جماعت قاعدہ الجہاد کا حصہ ہیں جو کہ وسیع تر جہادی ترتیب، امارت اسلامیہ سے وفادار ہے۔

اس کے جواب میں کہا گیا: نہیں، القاعدہ کا دور ختم ہو گیا ہے، اور وقت نے اس کو کھاپی لیا ہے، اب ہم امت کے جہاد کے دور میں رہ رہے ہیں، جماعتوں کے جہاد کا دور چلا گیا، یہ ہمیں جماعتی اختلافات کی جانب بڑھا رہے ہیں، القاعدہ ہمارے لیے مشکلات میں اضافہ کر دے گی اور اہل شام کا مفاد کہاں چلا گیا؟

اے بھائیو! ہم نہ تو آپ سے نفرت کرتے ہیں، نہ ہی آپ کی گردنوں پر سوار ہونا چاہتے ہیں اور نہ ہی ہم آپ کو تیز دھار والے خنجر یا گولی سے دھمکائیں گے۔

اگر ہماری یہ صورت حال ہے کہ ہمیں تھوڑی سی قوت ملی ہے وہ بھی اس حال میں کہ خوف کی شدت ہمارے سروں پر قائم ہے، اور اس پر بھی ہم نقص عہد کرنے کے بہانے ڈھونڈ رہے ہیں تو سوچئے کہ اگر ہمیں مکمل اختیار و قوت اور تمکین حاصل ہو جائے جائے تو ہم کیا کچھ کریں گے؟

بھائیو! ہم کسی سے بھی تمغہ یا شکر یہ نہیں مانگ رہے، لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ہی بھائی ہمارے ساتھ نا انصافی کر رہے ہیں۔

[شعر، ترجمہ]

رشتہ داروں کی جانب سے زیادتی کرنا روح کو زیادہ تکلیف دیتا ہے نسبت کسی تیز دھار تلوار کے وار سے۔

اور اے شیخ فلاں! کیا نعمت پر شکر کا یہی طریقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو ابراہیم بدری کی سفاکیت اور ظلم کو تم سے ہٹالیا۔ اب کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اپنی یہ نعمت واپس چھین لے اور ہمیں کسی دوسرے سفاک اور ظالم کے سپرد کر دے؟

اے شیخ ابو فلاں! تم القاعدہ کا نام لینے والوں کو گرفتاری کی دھمکیاں دیتے ہو، حالانکہ یہ القاعدہ ہی تھی جس کے متعلق شیخ ابو خالد السوری رحمہ اللہ نے جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ میں مجھے اپنے دستخطوں سے مزین خط بھیجا اور فرمایا:

”میرے محبوب شیخ! میں ہر گز اس منہج اور مقصد سے منحرف نہیں ہوا جو ہمارے درمیان طے پایا تھا اور ہمارے درمیان یہ دوستی مزید بڑھ گئی ہے اور میں آپ کو پسند کرتا ہوں کہ آپ میرے لیے ایک نصیحت کرنے والے، خیال رکھنے والے اور محبت کرنے والے ہیں۔“

پھر انہوں نے فرمایا:

”آخر میں میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کو اسلام کے ذریعے معزز فرمائے اور اسلام کو آپ کے ذریعے عزت دے اور آپ کو مسلمانوں کے لیے ایک قیمتی اثاثہ بنادیں۔ دعا ہے کہ ہماری ملاقات احکامات الہی کی پیروی کرتے ہوئے دمشق کے دروازوں پر ہو۔“

اللہ انہیں اپنی رحمتوں سے ڈھانپ لے، آمین۔

انہوں نے مجھے یہ نہیں کہا کہ اگر تم شام میں ہماری حکومت میں داخل ہوئے تو ہم تمہیں گرفتار کر دیں گے۔ نہ ہی انہوں نے مجھے یہ کہا کہ ہم تمہیں کوئی نئی تنظیم بنانے ہر گز نہیں دیں گے۔ سبحان اللہ! کیا القاعدہ شام میں ایک نئی جماعت بن گئی ہے؟

پھر کیا وجہ ہے کہ آج ہمارے درمیان یہ محبت مفقود ہو گئی ہے اور اس کی جگہ درشتی، تنازعہ، اور دلوں کی تنگی نے لے لی ہے جس سے بیعتوں کو توڑا جا رہا ہے، بھائیوں سے جدائی اختیار کی جا رہی ہے ان کو گرفتار کیا جا رہا ہے اور ان کو نکالنے کے لیے کام کیا جا رہا ہے۔ کیا یہ فتنی علامات ہیں یا پھر شکست کی تیاری ہے؟

شام میں القاعدہ کو نکالنے سے دشمن کا مقصد آخری شامی مجاہد تک کو شام سے نکالنا ہے۔ میں اپنی بات دہراتا ہوں، لہذا کان لگا کر سنو کہ دشمن کا منصوبہ یہی ہے کہ القاعدہ کو شام کے میدان سے نکالے اور پھر آخر کار تمام ہی مجاہدین کو شام سے نکال باہر کرے!

یہی کچھ محمد مرسی کے ساتھ ہوا اور اس میں سبق حاصل کرنے والوں کے لیے سبق ہے! یہ دربدریوں کا ایک طویل سلسلہ ہو گا۔

تو اے مفتی صاحب! کیا تم مجھے بھی گرفتار کرو گے اور اسی طرح کیا شیخ ابو خالد السوری رحمہ اللہ کے ساتھ بھی تم یہی کرتے؟ کیونکہ وہ فکری و عملی طور پر القاعدہ کے منہج و عقیدے پر ہی کار بند تھے!

اے ابو خالد! آپ پر اللہ کی رحمتیں ہوں، آج ہمیں آپ کی یاد بے طرح آتی ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

اے اللہ! صرف تیرے لیے!!!

شیخ حمزہ بن اسامہ بن لادن حفظہ اللہ

محسن امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کے پوتے اور شیخ حمزہ بن اسامہ بن لادن حفظہ اللہ کے فرزند ارجمند اسامہ بن حمزہ بن اسامہ رحمہ اللہ افغانستان میں امریکی بم باری میں شہید ہو گئے۔ شیخ حمزہ بن اسامہ حفظہ اللہ نے اپنے بیٹے کی شہادت پر اپنے اہل خانہ اور خصوصی طور پر اپنی والدہ محترمہ کو مخاطب کر کے یہ خط لکھا... صلیبی صیہونی فساد کے خلاف امت مسلمہ کی مدافعت کرنے والی عالمی تحریک جہاد کی قیادت نے خود بھی اس راہ میں خون دے کر اللہ سے کیے گئے عہد کو (اُسی باری تعالیٰ کی توفیق سے) پوری طرح وفا کیا ہے اور اپنی نسلوں کو بھی کفار عالم کے خلاف جہاد و قتال کے میدانوں میں شہید کروا کر اپنی قول و عمل سے امت کے لیے بہترین نمونہ پیش کیا ہے! شیخ حمزہ بن اسامہ حفظہ اللہ کے الفاظ پڑھیے اور اس جہادی قیادت کی بے لوثی، خدا ترسی، اللہ تعالیٰ کے لیے اپنا سب کچھ پیش کر دینے، درود امت اور تحریک جہاد و قتال سے اخلاص کے عملی مظاہر ملاحظہ کیجیے۔ [ادارہ]

ہمارے دل تو یقیناً غم زدہ ہیں اور آنکھیں آنسوؤں سے تر ہیں، مگر ہم زبان سے وہی کہیں گے جس سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ راضی ہوں۔ اے اسامہ! تمہارے فراق نے ہمیں بہت غمگین کیا ہے! انا للہ وانا الیہ راجعون
والحمد للہ! اللہ نے ہمارے لیے دنیا و آخرت میں جو پسند فرمایا، ہم اُس پر پوری طرح راضی ہیں۔

والحمد للہ ہم پر جو بھی حالات گزرے، ہم اس پر مطمئن ہیں۔ ہم اسے اپنے لیے سعادت اور فخر سمجھتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمارے بیٹے کو اپنی راہ میں شہادت کے لیے چنا۔ یہ بظاہر تو غم و حزن کی بات معلوم ہوتی ہے مگر حقیقت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نعمت ہے۔ ہم اس پر دنیا و آخرت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تعریف اور پاکی ہی بیان کریں گے۔

میرے عزیز اہل خانہ! ہمارے سروں کے تاج! خوب جان رکھیے کہ اس راستے میں یہ جو مصائب اور تنگیوں ہمیں پہنچ رہی ہیں چاہیے کہ یہ ہمیں مزید ثابت قدم اور مضبوط کریں۔ ہم صبر کریں، اور فتح تک چلتے رہیں اور ان حوادث کا خود کو عادی بنالیں۔
ہمارا راستہ انبیاء علیہم السلام والا راستہ ہے، صالحین کا راستہ ہے، ان لوگوں کا راستہ ہے جنہوں نے خود کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے پیش کیا اور اس کی رضا کی خاطر خود کو سستے داموں اس کی راہ میں بیچ دیا۔ امت کی اصلاح کی خاطر اور اس کا مرتبہ واپس دلانے کے لیے۔

میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ہمیں انہی کے راستے پر چلائیں اور ہمیں سچائی پر ثابت قدم رکھے جب تک ہم آپ سے نہیں ملتے اس حال میں کہ آپ ہم سے راضی ہوں۔ اور جب تک ہم اس کی راہ میں شہید نہیں ہو جاتے اس وقت تک ہمارا حال یہ ہو کہ ہم اس راہ میں ہم سبقت لے جانے والوں میں شمار ہوں نہ کہ ناکہ پیچھے ہٹ رہنے والوں میں!۔

میری شفیق، محبوب اور انمول والدہ محترمہ کے نام

میرے پیارے اور محبوب بھائیوں کے نام

میری عزیز اور محترم بہنوں کے نام

اللہ تعالیٰ آپ کا محافظ اور نگہبان ہو اور (دنیا کے بعد) آپ کو جنت الفردوس عطا فرمائیں
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ آپ میرا یہ خط اس حال میں وصول کریں کہ آپ سمیت ہمارا تمام معزز خاندان بخیر و عافیت، تندرست، بحفاظت، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا، ثابت قدم اور اللہ تعالیٰ سے بخشش کے طلب گار ہو۔ اللہم آمین
ہم الحمد للہ ٹھیک ٹھاک ہیں اور صبح شام اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بہرہ مند ہو رہے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان نعمتوں پر اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ وہی ان سب کا مالک ہے اور وہ اس پر قادر ہے۔

میں پوری طمانیت قلب سے اُس تقدیر پر راضی ہوں کہ جو تقدیر اللہ تعالیٰ نے لکھی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس بندے کے لیے جو پسند کیا وہی اس کی دنیا و آخرت کے لیے بہتر ہو گا۔ میں خود سے بھی اور آپ سے بھی اپنے شیروں جیسے بہادر بیٹے کی شہادت پر تعزیت کرتا ہوں... ایک شہید کا پوتا... میرا بیٹا اسامہ رحمہ اللہ رحمتہ واسعۃ اللہ تعالیٰ اسے جنت الفردوس الا علی میں انبیاء، شہداء، صالحین، صدیقین کا ساتھ نصیب فرمائیں کہ یہی سب سے بہترین ساتھی ہیں۔ اگرچہ وہ کم عمر تھا لیکن اُسے وہ شہادت مل گئی جس کی تمنا وہ اپنی کم عمری کے باوجود کافی عرصہ سے رکھے ہوئے تھا۔ وہ ہمیشہ سے شہادت کا متمنی تھا اور مجھ سے اکثر کہتا کہ میں فدائی بنوں گا۔ اپنی شہادت سے قبل آخری ایام میں جب وہ اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہوتا تو اکثر شہید ہونے کی ایکٹنگ کیا کرتا، زمین پر لیٹ جاتا، اپنی آنکھیں بند کرتا اور چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ لے آتا... مطلب کہ وہ اس طرح شہید ہو گا۔ رحمہ اللہ رحمتہ واسعۃ

پیاری امی جان! آپ کو اسامہ سے بہت امیدیں تھیں۔ آپ اکثر مجھے کہتیں کہ آپ کو اس میں عظیم صلاحیتیں نظر آتی ہیں۔ بیٹے دنوں اور سالوں میں میں نے خود بھی آپ کی اس بات کی سچائی اور حقیقت کا عملی طور پر اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس پر رحم فرمائیں۔

اس کے پاس بھی عجیب دل تھا، ایک زندہ دل جو امت کے درد اور مظلوموں کے حالات پر تڑپتا تھا۔ میں اکثر اسے روتا ہوا پاتا جب وہ کوئی ایسی ویڈیو یا اس قسم کی کوئی چیز دیکھ لیتا۔ مجھے یاد ہے والد محترم (شیخ اسامہ بن لادن) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ کی شہادت کے بعد جب اس نے خبر سنی تو وہ اس قدر شدید غمگین تھا جس کی ہمیں توقع نہیں تھی۔ ہمارا خیال تھا کہ یہ شاید ایسے ہی جذبات ہیں جیسا عام طور پر ہوتا ہے۔ لیکن ہفتوں اور مہینوں بعد بھی وقفے وقفے سے کئی بار اسے گھر کے کونوں میں روتے دیکھتا، جب وجہ پوچھتا تو بتانے سے انکار کر دیتا اور اپنی والدہ سے کہتا کہ میں ابا جان کے غم میں اضافہ نہیں کرنا چاہتا۔ مگر جب میں نے اصرار کیا تو کہنے لگا کہ مجھے دادا جان (شیخ اسامہ بن لادن) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ کی یاد آتی ہے پھر میں روتا ہوں۔ اب شہادت کے بعد وہ اپنے دادا، خالہ، پھوپھو، چاچو کے پاس خوش ہو گا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائیں اور ان کو جنت الفردوس الاعلیٰ عطا فرمائیں۔

ہماری خواہش تو یہ تھی کہ وہ جوان ہوتا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دشمنوں کے خلاف لڑتا، اسلامی خطوں کا دفاع کرتا اور اور مظلوم امت کی نصرت کرتا۔

لہذا اے میری امی جان! صابر رہیے اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کا تصور کیجیے۔ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی کی ملکیت تھا جسے اُس نے واپس لے لیا، اور ہر چیز کی ایک مدت مقرر ہے۔ آپ کے لیے یہی بات قابل فخر ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کے پوتے کو بطور شہید واپس لیا۔

پیارے بھائیو! شفیق بہنو! اداس مت ہونا! آپ کے بھتیجے کی شہادت ایک اعزاز ہے اور میرے لیے اعزاز ہونے سے پہلے آپ کے لیے فخر کی بات ہے اور اس کی دادی کے لیے فخر اور اعزاز کی بات ہے۔ اور ہمارے پورے قبیلے کے لیے فخر کی بات ہے۔

یہ ہے خاندان بن لادن! جو افغانستان و خراسان کی سرزمین پر مظلوم امت کی خاطر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی راہ میں اپنی پانچویں قربانی پیش کر رہا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس پر رحم فرمائیں کہ ان شہداء میں سے کوئی (بروزِ محشر) شمالی وزیرستان سے اٹھایا جائے گا، خدیجہ رحمہا اللہ جنوبی وزیرستان سے، اور شیخ اسامہ رحمہ اللہ اور خالد رحمہ اللہ وہاں سے اٹھائے جائیں گے جس کا علم نہیں... یہ سب مہاجرین تھے۔

جب ان سے پوچھا جائے گا تم کہاں قتل ہوئے؟

اور اپنی زمینوں سے اتنی دور کیوں دفنائے گئے؟

وہ جواب دیں گے یا رب تیرے لیے! یا رب تیرے دین کی خاطر! یا رب آپ کے مقدسات کے دفاع اور مظلوموں کی نصرت کی خاطر! ان میں سے ہر ایک ستر لوگوں کی سفارش کرے گا۔ مبارک ہو ہم سب کو اس عظیم عزت پر۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ ہمیں ان کے راستے پر ثابت قدم رکھیں اور ہمیں بھی ان سے ملادیں۔ اللہم آمین

☆☆☆☆

”ظلم، فساد اور فتنوں کی جو سیاہ رات آج ہر طرف چھائی ہوئی ہے، اس کا خاتمہ اللہ رب العالمین نے جہاد فی سبیل اللہ میں رکھا ہے۔ یہ جہاد اہم ترین فرض بھی ہے اور عصر حاضر کی پکار بھی۔ پھر یہ بھی ایک واضح امر ہے کہ جہاد کا ایک ہدف کفر کا زور توڑنا اور شریعت کا نفاذ ہے تو ساتھ ہی دوسرا اہم مقصد مسلمانوں کی ہدایت، حفاظت اور ان کی خیر خواہی ہے۔ یہ دونوں مقاصد شریعت کی نظر میں ضروری بھی ہیں اور لازم و ملزوم بھی، کسی ایک میں بھی کوتاہی پر دوسرے ہدف کی سمت پیش رفت ناممکن ہو جاتی ہے۔ موجودہ حالات کے پیش نظر آج اس خطے میں پہلے سے کہیں زیادہ ایسی جہادی تحریک کی ضرورت ہے جو مذکورہ دونوں اہداف کو برابر اہمیت کے ساتھ نگاہوں میں رکھ کر آگے بڑھے۔ ایسی تحریک بلاشبہ مسلمانانِ بر صغیر کے لیے رحمت و برکت کا باعث ہوگی اور ظلم و فساد کی اس سیاہ رات کو شریعت کی پر نور صبح میں تبدیل کرنے کا بھی ذریعہ بنے گی، ان شاء اللہ۔ پس ہر مجاہد اور جہادی جماعت کا شرعی فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی تمام تر جہادی سرگرمیوں کا محور مذکورہ بالا مقاصد کو رکھے۔ یہ مقاصد حاصل کرنے کے لیے جہاد کا عملی طریقہ کار کیا ہونا چاہیے؟ جماعتِ قاعدۃ الجہاد بر صغیر کا یہ ’لائحہ عمل‘ اس طریقہ کار کو واضح کرنے کی ایک کوشش ہے۔ ہم یہاں یہ بتانا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ جہاد اجتماعی عبادت ہے اور اس میں ایک فرد یا جماعت کے افعال خاص اُس فرد یا جماعت تک محدود نہیں رہتے ہیں بلکہ وہ میدان میں برسرِ پیکار تمام مجاہدین اور پوری امت کو متاثر کرتے ہیں، اس لیے ہم جہاں اپنی جماعت سے منسلک مجاہدین کو پیش کردہ لائحے کا مکمل پابند بناتے ہیں وہاں دیگر برادر جماعتوں سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ آئیے سب مل کر مقاصدِ جہاد کی تکمیل کے لیے اپنی شرعی ذمہ داریاں ادا کریں، اس مبارک عمل میں ایک دوسرے کے معاون بنیں اور ایسے تمام امور کا سدِ باب بھی ہم مل کر کریں جو اس پورے خطے کی جہادی تحریک کو نقصان دینے والے ہوں۔ اگر ہم نے صدقِ دل کے ساتھ یہ اجتماعی ذمہ داری نبھائی تو بلاشبہ ہمارا یہ جہادی سفر اللہ کی رضا کا موجب بھی ہو گا اور اس خطے میں امتِ مظلومہ کی نصرت، مسلمانوں کی ہدایت اور نظامِ کفر کے خاتمہ پر بھی منتج ہو گا، ان شاء اللہ۔“

[جماعتِ قاعدۃ الجہاد کے ’لائحہ عمل‘ سے اقتباس]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں، بلاشبہ اللہ ہی کے لیے ہیں۔ وہ اللہ جو ہمارا رب ہے، ہمارا ہے، ہمارا اللہ ہے۔ اسی نے ہمیں پیدا کیا اور وہی ہمیں موت دیتا ہے اور بلاشبہ اس نے موت و حیات کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ دیکھے کہ ہم میں سے کون ہے جو بہترین عمل کرتا ہے؟

مع الاستاذ فاروق، استاذ احمد فاروق کے ساتھ چند ملاقاتیں، ان کی چند یادیں، ان کی قیمتی باتیں، ان کی بعض ایسی باتیں جو مجھے خاص طور پر اچھی لگیں۔ میں استاذ کا محبوب ترین ان کی حیات میں تو شاید نہ تھا لیکن اللہ سے امید ہے کہ ان کی شہادت کے بعد ان شاء اللہ ان کے محبوب ترین لوگوں میں ضرور شامل ہو گیا ہوں گا۔ ہاں ان کی حیات میں ان کے محبوب تر لوگوں میں بہر حال شامل رہا۔ استاذ کی محبت کا حوالہ اس لیے اہم ہے کہ وہ ان شاء اللہ، ہمارے اللہ کے محبوب لوگوں میں سے ایک تھے۔ وہ میرے محبوب تھے اور میں ان کا، اور یہ محبت کی سنہری زنجیر ہے جو ہمارا اللہ کے دربار میں ذکر کا ان شاء اللہ ایک سبب ہے کہ ان شاء اللہ استاذ ہمیں بھولے نہیں ہیں۔

حضرت استاذ سے آج تک جتنی ملاقاتیں رہیں، سب کا احوال اور سب کی سب تو یاد نہیں، لیکن جتنی ذہن میں تازہ ہیں سب ہی لکھنے کا ارادہ ہے کہ یہ ان شاء اللہ توشہ آخرت ہوں گی، مجھ سمیت حضرت استاذ کے محبتین کے لیے دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ صحیح بات، صحیح نیت اور صحیح طریقے سے کہنے والوں میں شامل فرمائے۔

نوٹ: ان سلسلہ ہائے مضامین میں جہاں بھی 'استاذ' کا لفظ آئے گا تو اس سے مراد شہید عالم ربانی استاذ احمد فاروق رحمہ اللہ ہوں گے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خوشبوؤں، راحتوں والے استاذ...

مختلف تشکیلات گزارتا، میں استاذ ہی کے امر پر ایک بار پھر سہیل بھائی کے مرکز میں تھا۔ ڈرون سے احتیاطی تدبیر کے طور پر ہم یہاں ایک خندق میں رہ رہے تھے۔ خندق ایک کنویں میں تھی۔ اس کا ٹیکنیکل ڈیزائن سہیل بھائی کا تھا۔ یہ کافی اچھا منصوبہ تھا۔ وہاں مرکز میں موجود سب بھائیوں کی ذمہ داری لگائی گئی تھی کہ وہ اس کی کھدائی میں اپنا حصہ ڈالیں۔ انہی بھائیوں میں ایک حافظ محمد عسکری بھی تھا۔

وہ کلام پاک کا حافظ تھا۔ اس سے میری دوستی سی ہو گئی تھی۔ بہت اچھا بھائی تھا۔ وہ ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء کی چھوٹی عید کے دن محمود کے علاقے سپین قمر میں پاکستانی و امریکی مشترکہ جاسوسی نظام کے ڈرون حملے میں شہید ہوا۔ اس کے ساتھ مجھے قریباً ایک ماہ گزارنے کی سعادت سہیل بھائی ہی کے مرکز میں حاصل ہوئی۔ محمد عسکری کا تعلق جنوبی پنجاب سے تھا۔ وہ شعبہ بارود کا ایک اہم کارکن تھا۔ اس کی ایک صفت مجھے کبھی نہیں بھولتی۔ ہم جب بھی کھانا کھاتے تو کوشش کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت پر عمل کریں کہ کھانا کھا کر برتن کو چاٹ کر صاف کر لیں۔ لیکن محمد صرف چائے پر اکتفا نہ کرتا۔ وہ چاٹ لینے کے بعد، جس کا سے یا تھا میں کھانا کھایا ہوتا، اس میں تھوڑا سا پانی ڈالتا انگلی سے سارے برتن میں کھانے کے جو جو ذرات چائے کے باوجود لگے رہ جاتے ان کو پانی سے گھولتا اور پی جاتا۔

ایسا کرتے میں نے آج تک کسی اور بشر کو نہیں دیکھا۔ جب بھی محمد کا یہ عمل ذہن میں آتا ہے تو بس خیال آتا ہے کہ گویا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برتن چاٹ لینے کے حکم کو ایسا سینے سے لگایا کہ کوئی اس سے مسابقت نہ کر پایا اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ

وسلم کے مطابق کھانے کی ایسی برکتیں حاصل کرنا چاہیں جو کوئی اور کم ہی کر پائے۔ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ:

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگلیاں چاٹنے اور پیالہ صاف کرنے کا حکم فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نہیں جانتے کہ برکت کس حصے میں ہے۔“

اسی مرکز میں تھے کہ رمضان شروع ہو گیا۔ یوں سہیل بھائی اور ان کے شاگرد خصوصاً نماز تہجد کا اہتمام کرتے اور رات میں محمد عسکری ہمیں تراویح پڑھاتا۔ قریباً نصف رمضان گزر رہا ہو گا کہ ایک روز راقم کا بلاوا آگیا۔

مجھے محترم امیر علاقہ نے ایک ساتھی کے ساتھ میرا ان شاہ کے لیے روانہ کر دیا۔ یہاں پہنچ کر ایک آدھ روز میں مصعب بھائی رحمہ اللہ آئے اور مجھے پہلی بار کی طرح کہا کہ ایک بھائی نے آپ کو بلایا ہے، پھر ایک گاڑی کے پاس لے گئے۔ میں گاڑی کی پیچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ استاذ موجود تھے۔ ہر وقت غم امت میں اور جہاد فی سبیل اللہ کی تھکا کر چور کر دینے والی مصروفیت کے باوجود، استاذ کے کھلتے، مسکراتے، بشاش چہرے نے استقبال کیا۔ میری ماضی کے تین ماہ، حال اور آئندہ کے کچھ عرصے کی تھکاوٹ استاذ کو دیکھ کر دور ہو گئی۔ استاذ نے سینے سے لگایا، پیار کیا۔ حال پوچھا۔ نمازوں کا حال دریافت کیا۔ روزوں کی خبر لی۔ تلاوت و اذکار کا پوچھا۔ اہتمام تراویح کا معلوم کیا۔ رمضان میں خوب عبادت کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

پھر پوچھا کہ آپ کوئی بھی بات ہو تو وہ کس کس کو بتاتے ہیں (مراد تھی کہ کوئی صیغہ راز کی بات)؟

میں نے کہا کسی کو نہیں بس اپنے کسی قریبی ساتھی کو... اس پر استاذ نے فرمایا کہ آپ کا ایک قریبی ہوتا ہے، آپ اس کو بتاتے ہیں، پھر اس کا ایک قریبی ہوتا ہے وہ اس کو اور سلسلہ چلتا جاتا ہے اور راز، راز نہیں رہتا۔ میں حضرت کی یہ بات سن کر کھسیانا سا ہوا۔ انہوں نے پیار کیا اور کہا کہ راز کو بس اپنے تک رکھنا ہوتا ہے، کسی کو نہیں بتانا ہوتا۔ بس سادے سے الفاظ میں انہوں نے امنیت کی اہمیت پر توجہ دلائی جو جہادی عمل کی بنیاد ہے۔ اس ملاقات سے کوئی چھ ماہ پرانی بات ہے۔ ہمارے ایک بھائی جن کا نام سنگریا تھا، کے مخبرے پر کسی نے آواز دی اور ملنے کا کہا۔ سنگریا بھائی کے ہمراہ میں بھی ان صاحب آواز سے ملنے گیا۔ جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ صاحب آواز شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے ایک ساتھی کمان دان حسن گل (احمد خان جازی) ہیں۔ ہم تو اتنا جانتے نہ تھے بہر کیف جناب حسن گل ہمارے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئے۔ انہوں نے بہت پیار کیا، بہت محبت سے پیش آئے۔ پھر انہوں نے کچھ نصیحتیں فرمائیں جن میں سے ایک امنیت سے متعلق تھی۔ وہیں موجود ایک اور بھائی نے کہا کہ استاذ فرماتے ہیں کہ ”جو بھائی امنیت کا خیال نہیں رکھتا وہ پھر مجھ سے آکر یہ شکوہ نہ کرے کہ اسے کام کیوں نہیں دیے جاتے... کہ امنیت عمل جہاد کی اساس ہیں۔“ اسی پر حسن گل رحمہ اللہ نے کہا کہ استاذ کی یہ بات بالکل درست ہے۔

یوں بھی ہم جب نیک لوگوں کی سیرتوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ان کی زندگی کا ایک لازمی جزو ’امنیت‘ رہا ہے۔ اصحاب کھف ہوں یا موسیٰ علیہ السلام کی ہمیشہ سب نے ہی اس طریق رازداری کو اپنایا۔ خصوصاً جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور اس میں بھی خصوصیت سے ہجرت و جہاد کے ابواب دیکھتے ہیں تو اس عمل کی ضرورت، اہمیت، فضیلت اور اس کے مثبت نتائج سامنے آتے ہیں۔ اس حوالے سے ملاحظہ ہو استاذ کا مضمون ”امنیت“، مطبوعہ مجلہ حظین شمارہ نمبر ایک (محرم - صفر ۱۴۲۸ھ) اور ”کیا امنیت توکل کے منافی ہے؟“، مطبوعہ مجلہ حظین شمارہ نمبر دو (رجب - شعبان ۱۴۲۸ھ)۔ مطبوعات حظین میں استاذ کے مضامین ’قاری عبد الہادی‘ کے قلمی نام سے تلاش کیے جا سکتے ہیں۔ نیز جو حضرات، اہل جہاد کے اس عمل کو ’خفیہ تحریکوں‘ کے عمل سے تشبیہ دیتے ہیں وہ بھی استاذ رحمہ اللہ کے ان مضامین سے شافی جواب حاصل کر پائیں گے۔ معترضین، اہل جہاد کی اس امنیت پر اعتراض تو کرتے ہیں لیکن افسوس ناک بات یہ ہے کہ خود اپنے ذاتی کاروباری معاملات کو بھی وضاحت سے اس لیے بیان نہیں کرتے کہ لوگ انگلیاں اٹھائیں گے، گو کہ ہم سمجھتے ہیں کہ شرعاً کاروباری راز بھی بے وجہ عام نہیں کرنے چاہئیں۔ اللہ پاک مجاہدین اور جمیع امت کی حق کی جانب رہ نمائی فرمائیں، آمین۔ اللہ پاک راقم اور جمیع مجاہدین کو امنیت کا فہم اور اس پر عمل کی دولت عطا فرمائیں، آمین۔

ایک بھائی ’جواب خود صلیبی لشکر کے فرنٹ لائن اتحادیوں کی قید میں ہیں‘ نے مجھے نصیحت کی کہ خدا نخواستہ اسیری کی صورت میں دو ہی چیزیں کام آتی ہیں۔ ایک آدمی کا تقویٰ اور

دوسری امنیت۔ خصوصاً جب ہم آج کی آئی ایس آئی، سعودی انٹیلی جنس، مصری انٹیلی جنس، شامی انٹیلی جنس اور اردنی انٹیلی جنس کے مظالم کا سنتے ہیں جو سی آئی اے، ایم آئی ایکس، را اور موساد کو بھی مات دیتے ہیں۔ اخوان المسلمون کی عظیم و عزیم، خاتون رہنما محترمہ زینب الغزالی رحمہا اللہ کی ’رودادِ قفس‘ پڑھنے کے لائق ہے۔ اس میں بیان کردہ مظالم اور تعذیب کے شیطانی ہتھکنڈوں کو دس سے ضرب دیں تو وہ مظالم ہیں جو پاک فوج، لا الہ الا اللہ پڑھنے والوں پر آج روا رکھے ہوئے ہے۔ آفرین ہے، سلام عقیدت ہے، خراج تحسین ہے زکریا و یحییٰ بن زکریا علیہما السلام، سمیہ و یاسر اور بلال حبشی و خباب بن ارت رضی اللہ عنہم کے بیٹوں کو کہ جو آج کے ان فرعونوں کے سامنے، اپنے دین و جہاد اور اہل دین و جہاد کی حفاظت کی خاطر زبانوں کو گونگا کر لیتے ہیں، بس زبانوں سے کچھ نکلتا ہے تو عشق و مستی کے عالم میں اُحد اُحد! اسی اُحد اُحد کہنے اور اہل ایمان کے راز فاش نہ کرنے کا نتیجہ ہے کہ ان کے جسموں کو غازی برتھا، تربیلا، چشمہ، قادر آباد اور بلوکی کے بیراجوں کے گیسٹوں میں ڈال دیا جاتا ہے اور پھر نہروں اور دریاؤں میں ان کے بازو، ٹانگیں اور سر تیرتے ملتے ہیں۔ اسی رازداری کے جرم میں ان کو شدید تعذیب کا نشانہ بنا کر مولانا حافظ عثمان، شیخ حافظ طیب نواز، میجر ڈاکٹر مجاہد عظیم طارق، قاری محمد عرفان، حافظ محمد شہزاد اور عبدالنواب بھٹی رحمہم اللہ کی صورت جعلی مقابلوں میں مار کر شناخت کے لیے چہروں پر ۵، ۴، ۳، ۲، ۱ کے ہندسے لکھ کر ملتان، مظفر گڑھ، راجن پور، شیخوپورہ، مناواں اور گڈاپ میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اور سلام ہے ان جاں نثاروں کو بھی جو یہ کٹے پھٹے جسم اٹھا رہے ہیں، یہ لاشیں اٹھا رہے ہیں لیکن اصحاب اُحد رضی اللہ عنہم اجمعین کی مانند... کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ پھیل گئی... تو انہی اصحاب کا عزم لے کر اس راستے میں مزید ڈٹ گئے ہیں کہ اُور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جس کی خاطر قربان ہوئے ہم بھی ہو جائیں۔ صحابہؓ کے بیٹو! سلام تم پر!

امنیت کی بات کرنے کے بعد استاذ نے کہا کہ ہم آپ کو ظہیر بھائی^۱ کے سپرد کر رہے ہیں۔ آپ نے ان کی خدمت کرنی ہے۔ ان کے کپڑے دھونے ہیں۔ ان کے ساتھ رہنا ہے، جو کام وہ کہیں تو وہ کرنا ہے۔

یہ کہہ کر استاذ نے مجھے جانے اور مصعب بھائی کو بھیجنے کا کہا۔ اس سے پہلے کہ میں گاڑی سے نکلتا مجھے ایک اہم سوال یاد آیا جو استاذ سے کرنا تھا۔ کچھ بھائیوں کی تشکیل ایک مشتبہ جاسوس سے تفتیش پر کی گئی تھی۔ ان میں سے ایک بھائی نے مجھ سے یہ سوال استاذ سے پوچھنے کا کہا تھا اور یہ میں نے دریافت کیا۔ ایک شخص کو اٹھایا گیا تھا جس پر ڈرون حملوں میں معاونت کے لیے، جاسوسی کا الزام تھا۔ پھر اس کو ایک مرکز میں رکھا گیا۔ نیز اس کو

^۱ ہمارے مرشد قاری اسامہ ابراہیم غوری رحمہ اللہ

جسمانی سزا دی گئی۔ بعد میں تفتیش و تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ شخص جاسوس نہیں تھا۔ اب یہاں دو سوالات تھے۔ اولاً اس شخص کو اٹھایا تو کن بنیادوں پر؟ ثانیاً اس شخص کو جسمانی سزا دینے والے بھائی اب کیا کریں، کیا انہیں بدلہ لینے کے لیے پیش ہونا چاہیے؟ اسی کی ذیل میں یہ نکتہ بھی واضح رہے جیسا کہ ہم نے علماء سے سنا ہے کہ شریعت اسلامیہ میں بس کسی مسلمان کو جاسوسی کے شبہ میں نہیں اٹھایا جاتا اور نہ ہی کسی مسلمان کے بارے میں یہ بدگمانی کی جاتی ہے کہ یہ شخص جاسوس ہو گا، کہ مسلمانوں میں سے کفار کے لیے جاسوسی کرنے والا شخص تو غدار ہو گا اور مومن کے بارے میں یہ گمان تو بہت بری بات ہے۔ سو اس بات کا جواب آئندہ سطور میں ان شاء اللہ موجود ہے۔

استاذ رحمہ اللہ نے یہ سوال سنا اور میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے پر ایک مخصوص تعجب اور فکر تھی، جو آئندہ کے مہ و سال میں کئی بار دیکھی، لیکن یہ پہلی بار تھا۔ استاذ نے کچھ پریشانی، کچھ جھنجھلاہٹ، کچھ عجیب سی کیفیت کا اظہار اپنے چہرے اور جسم کے تاثرات سے کیا۔ پھر اپنی ڈائری نکالی اور کچھ لکھنے لگے۔ پھر نہایت متفکر لہجے میں مگر دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا کہ میں پوچھ کر بتاؤں گا۔

ابھی آگے استاذ کی بات جاری ہے لیکن یہاں رک کر کچھ تبصرہ کرنے کی ضرورت ہے۔ استاذ ایک بہترین عالم دین تھے اور اس بات کو میرے جیسے کی گواہی نہیں چاہیے۔ استاذ کا عمل، خصوصاً جہادی اعمال اور قتالی کارروائیاں، ان کی تصانیف اور اہل علم کی ملاقاتوں کے بعد ان کے بارے میں گواہیاں اور ان کے متعلق تاثرات، علوم و تفتہ استاذ پر کافی دلیل ہیں۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کئی لوگوں نے ان کو کبھی عالم تسلیم نہیں کیا۔ وہ اکثر ان کی پیٹھ پیچھے ان کے عالم نہ ہونے کی طعنہ زنی کرتے رہے۔ مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی، مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں کہ ہمارے علما و نسبتوں سے ہیں یا تو انہوں نے باقاعدہ کسی مدرسے میں علم و تعلم کا سفر طے کیا ہو تا ہے یا پھر وہ کسی استاذ کے پاس بیٹھ کر علم دین حاصل کرتے ہیں۔

ہم یہ بات وقت کے جید حنفی و سلفی علما سے بارہا سن چکے ہیں کہ استاذ کا علم و تفتہ بتاتا ہے کہ وہ ایک بہترین عالم دین تھے۔ اسی طرح حنفی و سلفی ہر دو طرف کے علماء اس بات کو جانتے ہیں کہ استاذ نے وقت کے بڑے بڑے مشائخ سے علم دین حاصل کیا۔ ان مشائخ میں حکیم الامہ شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ²، شیخ مصطفیٰ ابویزید، شیخ سعید، شیخ عطیہ اللہ الملبی، شیخ

² بندہ اس بات کا گواہ ہے کہ ایک بار ہمارے مرشد قاری اسامہ ابراہیم غوری رحمہ اللہ، مسئول ادارہ السحاب برصغیر و مسئول اعلام برائے القاعدہ برصغیر نے سنہ ۲۰۱۲ء میں انٹرنیٹ، ویڈیو اور موسیقی سے متعلق کچھ استفتاء، استاذ سے پوچھے۔ اس کے جواب میں استاذ نے فرمایا کہ میں نے آپ کے سوالات مشائخ مرکزی جماعت القاعدہ کو لکھ کر بھیجے تھے۔ مسئولین لبریر شریعہ کا جواب تو اب تک نہیں آیا لیکن صاحب 'الصحیح والقندیل' نے یہ جواب دیا ہے، آگے جواب عربی میں

ابو یحییٰ الملبی، شیخ منصور شامی، شیخ ابو دجانہ پاشا، استاذ کے رفیق و امیر مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ³ اور استاذ کے رفیق و حبیب مولانا سعید اللہ وغیرہ شامل ہیں۔ یہ وہ چند نام ہیں جنہیں راقم جانتا ہے یقیناً دیگر مشائخ و علماء بھی اس فہرست میں شامل ہوں گے۔

اس کے ساتھ جو مزید بات استاذ کے اس جملے کے 'پوچھ کر بتاؤں گا' سے معلوم ہوتی ہے وہ ہے استاذ کی تواضع۔ مجھے میرے ایک اور استاد نے بتایا کہ علم کے ساتھ انسان میں تکبر آتا ہے کہ علم کی نسبت اللہ پاک سے ہے اور وہ ذات عالی ہیں۔ سو طالب علم و علماء میں بھی علو کا مادہ آجاتا ہے۔ سو اس علو و تکبر کو تزکیہ و احسان سے تواضع و انکساری میں بدلا جاتا ہے۔ حضرت استاذ کے مزاج میں یہ تواضع جا بجا نظر آتی تھی۔ ایک مجلس میں ایک ساتھی نے جو بعد میں اپنی غلطی سے تائب ہو گیا، استاذ سے پہلے ایک مسئلہ دریافت کیا اور جواب پانے پر گستاخی کی کہ یہ مسئلہ کسی عالم سے بھی پوچھ لینا چاہیے۔ استاذ کے ماتھے پر ایک بھی شکن نہ پڑی اور انہوں نے خاموشی اور اشارے سے اس بھائی کی اس بات کی تائید کی کہ ہاں کسی عالم سے پوچھ لینا چاہیے۔ اللہ پاک ہم سب کو تواضع اور بڑوں کے ادب کی نعت سے نوازے، آمین۔

عہد ادب پہلا قرینہ ہے، محبت کے قرینوں میں

'پوچھ کر بتاؤں گا' حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی عالم سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور وہ (جانتا ہو مگر) کہے کہ 'میں دیکھ کر بتاتا ہوں'، تو ایسا عالم صحیح عالم ہے کہ فقط اپنی علمی ذات اور اپنی علمی یادداشت پر فتویٰ نہیں دیتا۔

ذکر چل رہا تھا استاذ سے جاسوس کے بارے میں مسئلہ پوچھنے کا۔ 'پوچھ کر بتاؤں گا' کہنے کے بعد استاذ نے کہا کہ جس بھائی نے دوران تفتیش اس شخص کو جسمانی سزا دی ہے تو وہ بھائی فتویٰ معلوم ہو جانے تک اپنے لیے اور جس کو سزا دی ہے اس کے لیے استغفار کرے اور نادم رہے۔ ساتھ میں اگر ممکن ہو تو سزا پانے والے کو کوئی تحفہ وغیرہ بھی بھجوائے۔

یہ کہہ کر استاذ نے اپنی بات کو ختم کیا۔ حسب تعلق محبت سینے سے لگایا، پیار کیا، سلام کیا اور رخصت کیا کہ مصعب بھائی کو بھیج دیا جائے۔ یہ تھی استاذ سے راقم کی چوتھی ملاقات۔ استاذ نے جو فتویٰ پوچھ کر بتانے کو کہا تھا وہ تو سفری مشکلات وغیرہ کے سبب کوئی چار یا چھ ماہ

تحریر تھا جس کا یہ محل نہیں۔ صاحب 'الصحیح والقندیل'، کوئی اور نہیں شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ ہی ہیں۔ اور 'الصحیح والقندیل' شیخ حفظہ اللہ کی آئین پاکستان کے شرعی محاکمے پر مبنی کتاب ہے، جو اردو زبان میں 'سپیڈ سحر اور ٹائم ٹاچر' کے نام سے ادارہ حطین سے طبع ہو چکی ہے۔

³ استاذ رحمہ اللہ سے راقم نے ایک بار سنا کہ انہوں نے فلاں فقہی مسئلے کی بابت مولانا عاصم عمر صاحب حفظہ اللہ سے دریافت کیا ہے اور جلد جواب آئے گا۔ نیز راقم کے ایک رفیق جہاد نے جو خود بھی ایک عالم ہیں نے بتایا کہ انہوں نے استاذ رحمہ اللہ کو مولانا عاصم عمر صاحب سے جب بھی ملتے ہوئے دیکھا تو استاذ کو مولانا کے سامنے ہمیشہ دوزانو ہو کر بیٹھایا۔

بعد معلوم ہوا، لیکن اسی مجلس استاذ میں اس کا ذکر کر دینا صائب ہے۔ مجھے حرف بہ حرف تو یاد نہیں لیکن اس استفتاء کا جواب یہ تھا کہ اگر اس شخص کو جاسوسی کے قوی گمان اور شہادتوں کی بنیاد پر اٹھایا گیا تھا تو یہ مخصوص ساتھی جو اس جاسوس کو سزا دینے والا ہے کا ذمہ نہیں، البتہ مخصوص ساتھی استغفار ضرور کرے۔

در اصل یہ مسئلہ ایک نیا مسئلہ ہے۔ ماضی کی جنگوں کی ہیئت ایسی نہ ہوتی تھی جیسی آج کی جنگوں کی ہے۔ نہ کبھی ماضی میں قومی ریاستیں اور قومی افواج تھیں جو کفار کی کاسہ لیس ہوں۔ اسلامی نظام قائم ہوتا تھا اور اسلامی فوج ہوا کرتی تھی، نظامی انداز جنگ تھا۔ اب کی جنگوں میں سب مدغم ہے کہ مسلمان بھی کفار کے لیے جاسوسی کرتے ہیں۔ ساتھی ہی یہ کہ موجودہ جنگوں میں اکثر حصہ انٹیلی جنس کارروائیوں کا ہے جس میں بظاہر مسلمان بھی اہل اسلام کے خلاف جنگ میں ملوث ہیں۔ اس پر قائد جہاد شیخ حسن قائد المعروف شیخ ابوبکی اللہی رحمہ اللہ کی ایک مستقل تصنیف ہے جو راقم کو عربی یا اردو میں انٹرنیٹ پر جزوی سی تلاش کے بعد نہیں مل سکی۔ البتہ اس کا انگریزی ترجمہ ہے جو الفجر میڈیا سنٹر کی طرف سے انٹرنیٹ پر موجود ہے اور اس کا نام ہے 'Guidance on the Ruling of the Muslim Spy'۔ سو اس مسئلہ کا سارا تفصیلی جواب اس کتاب میں موجود ہے، واللہ اعلم۔ یہاں چوتھی ملاقات ختم ہوئی جس کا مقام 'میران شاہ' تھا۔ راقم کی استاذ سے پانچویں ملاقات مرشد کے جہادی مرکز میں ہوئی جہاں بندہ مرشد کی تشکیل میں ان شاء اللہ آخری سانس تک داخل ہونے کے لیے، بحکم استاذ آیا تھا۔ رات کا وقت تھا جب استاذ تشریف لائے۔ وہی مسکراہٹیں، وہی بشاشت۔ وہ مجلس اور اس کے بعد کی ساری مجالس بحمد اللہ اتنی لاتعداد ہیں کہ ان کا ہر جزئیہ اب اس ناکارہ کے ذہن میں نہیں۔ البتہ جو یاد ہے تو وہ بھی ایک پورا سمندر ہے، اللہ کرے کہ یہ سب سپرد قریطاس ہو جائے اور میری اصلاح و فوز کا زینہ بن جائے، آمین۔

استاذ آئے تو کچھ لمے ہمارے پاس بیٹھ کر، قضائے حاجت کے لیے چلے گئے۔ جب واپس لوٹے تو وہ لمحہ مجھے بالکل نہیں بھولتا۔ بلکہ وہ میرے لیے اکثر ہی مشعل راہ رہتا ہے۔ اکثر ہی راقم کو قضائے حاجت کے بعد استاذ کا وہ عمل یاد آتا ہے۔ استاذ آئے تو ان سے خوشبو آرہی تھی۔ خوشبو اتنی تھی کہ سب نے محسوس کی اور مرشد چونکہ استاذ کے بچپن کے دوست تھے اس لیے ان کا اور ہی بے تکلفی کا تعلق تھا فوراً خوشبو کی بو کے بارے میں بولے 'روح افزا!' یعنی خوشبو روح افزا کے مشروب جیسی تھی، جس پر استاذ ہنس دیے۔

ذرا ٹھہر کر سوچئے۔ قضائے حاجت سے لوٹ کر، بشری تقاضے پورے کر کے لوٹے ہوئے بندے سے چلیں بدبو نہ بھی آئے تو خوشبو کم از کم نہیں آتی۔ اور میں نے اکثر ہی اس کے بعد محسوس کیا کہ استاذ جب بھی قضائے حاجت سے لوٹے تو ان سے خوشبو آرہی ہوتی۔ ماجرہ یہ ہے کہ استاذ بیت الخلاء سے نکلنے سے قبل عطر لگا لیتے، کہ عطر کی شیشی اور مسواک

ان کی جیب میں عموماً ہوتی تھی۔ استاذ عطر اس لیے لگاتے کہ اگر قضائے حاجت کے بعد کوئی بدبو کے آثار ہوں تو وہ خوشبو سے دب جائیں اور اللہ کے جن بندوں کے پاس وہ جا رہے ہیں انہیں تکلیف نہ پہنچے۔ بلکہ تکلیف کیا ہونی بس راحت پہنچے کہ ہر لطیف و حسین شخص خوشبو کو محسوس کرنے کا لطف و ذوق رکھتا ہے۔ ذرا غور کیجیے کہ یہ کیسے اللہ والے تھے جو اتنی چھوٹی چھوٹی چیزوں کا خیال کرتے تھے۔ جو مسلمانوں کو ہمیشہ راحت پہنچانے کے لیے کوشاں رہتے۔ سچ ہے کہ یہی راحت پہنچانے کا جذبہ ان حساس و لطیف دلوں کو میا دین جہاد میں لے آتا ہے جہاں یہ اپنی راحتوں اور خوشیوں کو تہج کر اللہ کی ساری مخلوق کو راحت و خوشی پہنچانے کے لیے... راحتوں اور خوشیوں کے دشمنوں؛ سختیوں اور مشکلوں کے ساتھیوں، شیطان اور اس کے حواریوں کے خلاف صف آراء ہو جاتے ہیں۔

استاذ اُن اہل حق علماء و مجاہدین کے قائد تھے جو عزت و خونِ مسلم کی حفاظت کے حریص رہتے کہ عزت و خون کی حفاظت تو بڑی چیز ہے، وہ تو ان تک اپنے سے متعلق کوئی بدبو بھی نہ پہنچنے دیتے تھے۔ کہاں یہ فخر امت، راحتیں پہنچانے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور کہاں وہ پست دماغ لوگ جو ان جیسوں کو تخریب کار اور خون کے پیاسے قرار دیتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ استاذ اور ان جیسے دیگر قائدین و مجاہدین تو اپنے ان دشمنوں کے بھی خیر خواہ ہیں کہ ظالم کی مدد اس کا ہاتھ روک کر کرتے ہیں۔

اس ملاقات میں، کچھ دعوتی امور طے ہوئے جن کو طے کرنے والوں میں استاذ، مرشد اور ایک اور اسیر قائد جہاد شامل تھے۔ یہاں یہ موضوع طے ہوا کہ اپنی محبوب امت کے سامنے اس بات کو اس کے مجاہد بیٹے واضح کریں کہ وہ جہاد میں کیوں شامل ہوئے؟ بقول شیخ ابو مصعب السوری رحمہ اللہ کہ ہماری دعوت آج اجنبی ٹھہری ہے۔ اس اجنبیت و غربت کو ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مزید اجنبی پیدا کیے جائیں۔ مزید اجنبی ہوں گے تو ایک معاشرہ وجود میں آئے گا اور پھر کچھ اجنبیت نہ رہے گی۔

استاذ کی یہ مجلس اپنے اختتام کو پہنچی۔ اللہ پاک ہمارے لیے خیر کا ارادہ فرمائیں، ہمیں اپنا بنا لیں اور ہمارے ہو جائیں۔ اللہ پاک مثل استاذ ہمیں بھی سعادت و شہادت کی منزلیں بطریق احسن طے کرنے والا بنائیں، نحسبہ کذلک۔ آمین یا رب العالمین۔

وصلی اللہ علی سیدنا و حبیبنا و قرۃ اعیننا محمد و علی آلہ و صحبہ و ذریتہ و من تبعہم باحسان الی یوم الدین۔
و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(جاری ہے، ان شاء اللہ)



سرکاری فوج میں بھرتی ہونا یا فوجی ملازمت کرنا حرام ہے!

شیخ العرب العجم حضرت سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

جولائی ۱۹۲۱ء میں ”خلافت کمیٹی“ نے کراچی میں آل انڈیا کانفرنس منعقد کی۔ جس میں شیخ العرب العجم حضرت سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے جرأت ایمانی اور غیرت دینی کا اعلان کرتے ہوئے شہرہ عالم تقریر کی۔ اسی تقریر کے دوران میں آپ رحمہ اللہ نے یہ فتویٰ بھی ارشاد فرمایا کہ ”حکومت برطانیہ کی فوج میں بھرتی ہونا یا کسی قسم کی فوجی ملازمت کرنا یا کسی کو فوجی خدمات کی ترغیب دینا بالکل حرام ہے۔“ اسی فتویٰ کی بنا پر انگریزوں نے آپ علیہ الرحمہ کو گرفتار کیا اور کراچی میں ”مقدمہ کراچی“ کے عنوان سے آپ کا عدالتی ٹرائل ہوا۔ جس کے بعد آپ رحمہ اللہ کو انگریز جج نے دو سال قید بامشقت کی سزا سنائی۔ ماہنامہ نوائے افغان جہاد میں آپ رحمہ اللہ کی یہ تقریر اور ”مقدمہ کراچی“ میں انگریز جج کے سامنے کردہ عدالت میں کی جانے والی تقریر قسط وار شائع کی جا رہی ہے۔ چونکہ تقسیم ہند کے بعد برصغیر پاک و ہند پر گورے کافروں کی جگہ ”کالے انگریزوں“ کی حکمرانی کا دور دورہ ہوا اور انگریزی آئین و قانون سے ہی کشید کردہ قوانین اس سرزمین پر تاحال نافذ ہیں، انگریز کی بنائی گئی ”رائل انڈین آرمی“ ہی اب بھی یہاں حاکم و مقتدر ہے لہذا حضرت والا نور اللہ مرقدہ کے یہ الفاظ اور بیان کردہ مسلمہ دینی و شرعی تعبیرات آج بھی اسی اہمیت کی حامل ہیں اور اس نظام کی کفریات کے خلاف برسر عمل رہنے کی ویسی ہی پکار لگ رہی ہیں جیسے آج سے ایک صدی قبل حضرت مدنی رحمہ اللہ کے دور میں یہ آواز لگائی گئی تھی۔ حضرت والا رحمہ اللہ نے جہاں جہاں انگریزوں اور برطانوی سامراج کو مخاطب کیا وہاں موجودہ نظام کے کل پرزوں کو مخاطب سمجھیں تو اس وقت اور آج کے دور میں نظام مملکت و سلطنت میں بھی کچھ فرق نظر نہیں آئے گا اور یہ مانے بغیر بھی چارہ نہیں رہے گا کہ ان سے متعلق بیان کردہ شرعی احکامات بھی یکساں اور ایک سے ہی ہیں! [ادارہ]

لا یكلف الله نفسا الا وسعها

بلکہ یہ بات ضروری ہوگی کہ ہر شخص اپنی طاقت کے موافق کرے۔ جیسا کہ ترکوں پر ضروری ہے وہ اپنی طاقت کے موافق مقابلہ کریں، اسی طرح ہندوستان والوں پر ضروری ہے کہ وہ اپنی طاقت کے مطابق مقابلہ کریں۔ اس لیے یہ صورت ابتداء اختیار کی گئی کہ امن اور شائستگی کے ساتھ ہندوستان میں قانون کی حد میں رہ کر مقابلہ کیا جاوے اور اس کے لیے صورتیں پیدا کی جاویں۔

چنانچہ اب تک جو کچھ سعی کی گئی ہے اور کوشش کی گئی ہے وہ اس بات کی تھی کہ قانون کی حد میں رہ کر مقابلہ کیا جائے اور اس کی صورتیں تجویز کی گئیں جو کہ آپ حضرات نے مختلف جلسوں میں سن لی ہوں گی۔

مگر آج یہ صورت پیش آگئی ہے کہ خوف کیا جاتا ہے اور انگلینڈ سے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ انگریز گورنمنٹ کو جو ایک اکیلی گورنمنٹ مسلمانوں کی باقی رہ گئی ہے اور اس کے ہاتھ میں کسی قدر قوت ہے، جس کو ایک مدت سے یونان ہر طرح سے پھنس رہا ہے، جس میں یونانیوں کے مظالم اس درجہ کو اور اس حد تک پہنچ گئے ہیں جس کو وحشیوں کی قومیں بھی کسی طرح سے روا نہیں رکھ سکتی ہیں، اس میں برطانیہ اور متحدہ فوجیں کسی قسم کے احتجاج کی آوازیں بلند نہیں کرتی۔

مگر آج اس کے سوا بھی خوف کیا جاتا ہے کہ وہ انگریز گورنمنٹ کو اعلان جنگ دینا چاہتی ہیں۔ پھر کیا اس صورت میں مسلمانوں کا فرض یہی ہو گا جیسا پہلے سے معاملہ کرتے چلے آئے ہیں اسی طرح معاملہ کرتے رہیں؟

(بقیہ صفحہ ۳۸ پر)

میں اس مضمون کو مختصر طور پر عرض کرنے کے بعد ایک خاص مضمون کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور میں مغربی اس بیان کو ختم کر دوں گا، زیادہ طویل بیان نہیں کرنا چاہتا۔ وہ یہ ہے کہ ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ جیسے مشرکین جمع ہو کر اور ایک اتحادی اور اجتماعی قوت سے تمہارے ساتھ میں مقابلہ اور لڑائی کرتے ہیں اور جنگ کرتے ہیں، اسی طرح تم پر اے مسلمانو! فرض ہے کہ خواہ چین کے ہو، خواہ ہندوستان کے ہو، خواہ عرب کے ہو، عراق کے ہو، روم کے ہو، سب کے سب اجتماعی صورت سے ان کا مقابلہ کرو۔ آج حالت یہ ہے کہ امریکہ کے عیسائی، انگلینڈ کے عیسائی، فرانس کے عیسائی، اٹلی کے عیسائی اور دوسری جگہوں کے عیسائی مجتمع ہوئے اسلام پر حملہ کر رہے ہیں۔

اس جنگ^۴ میں جو کچھ ہو اوہ آپ حضرات نے بہت اچھی طرح سے سنا۔ پھر ایسی صورت میں کیا فرض ہو گا مسلمانان ہند کا اور دوسری جگہ کے مسلمانوں کا؟ وہی فرض ہو گا جو قرآن ابھی بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ تم مجتمع ہو کر ان کے ساتھ مقابلہ اور لڑائی اور جنگ کرو اور اسلام کو فتح یاب کرنے کی ہر طرح سے صورت کی جائے۔ اگر اس سے مسلمان غافل رہے تو بے شک انہوں نے ایک بہت بڑا انتقام اپنے لیے کمایا جو کہ آخرت میں ان کے لیے کسی طرح کی سرخروئی کا ذریعہ نہیں ہو سکے گا۔ اس لیے یہ بات ضروری ہے کہ پورے طریقہ سے مقابلہ کیا جائے۔ مگر اس کا مطلب یہ نہ خیال کیا جائے کہ ہر شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دی جاوے گی کیونکہ

^۴ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ پہلی جنگ عظیم کا تذکرہ فرما رہے ہیں اور یہ کفار اب بھی امت مسلمہ کے خلاف متحد اور یک جان لڑ رہے ہیں۔ [ادارہ]

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ایک قوم کو دوسری قوم سے جدا کرنے والے اصول:

تمام انسان اصل میں ایک قوم اور ایک ملت تھی، ایک ہی ماں باپ سے پیدا ہوئے تھے، اور انسانیت کے ابتدائی دور میں سب کے نظریات و عقائد اور معاشی و معاشرتی اصول میں ایک ہی تھے۔ سب ایک خدا کو ماننے والے اور اس کے احکام کو جو بذریعہ رسول ان تک پہنچے واجب الاتباع سمجھنے والے تھے۔ پھر جوں جوں ان کے افراد دنیا میں پھیلنے لگے اور ایک دوسرے سے دوری ہوتی گئی اور بڑھتے بڑھتے یہ دوری مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک پوری زمین کے اطراف پر حاوی ہو گئی تو معاشی اور معاشرتی اصول میں فرق پڑا، بول چال میں اختلاف آیا، زبانیں مختلف ہو گئیں، اسی کے ساتھ عقائد و نظریات بھی متاثر ہوئے۔ خدا پرستی کی جگہ مخلوق پرستی کا دروازہ کھلا اور خدا کی مخلوق مختلف اقوام میں بٹ گئی اور قومیتوں کی جنگ شروع ہو گئی۔ اقوام کے باہمی تنازع کے ساتھ تعاون و تناصر کی ضرورت پیش آئی تو مختلف گروہوں نے مختلف اصول پر اپنے اپنے اعمان و انصار بنائے۔ شروع میں آبادی کی چار سمت کے مشرق، مغرب، جنوب اور شمال کے اصول پر دنیا میں چار قومیں سمجھی گئیں، پھر زمین کی سات اقلیموں کی بنیاد پر ساتھ قومیں مانی گئیں (ملل و نحل، شہرستانی، ص: ۲)

پھر کسی نے نسل و نسب کی بنیاد پر اپنی قوم کو یکجا کر کے دوسرے قبائل انساب کے مقابلہ پر نبرد آزما کر دیا، کسی نے جغرافیائی اور وطنی یا لسانی بنیادوں پر لوگوں کو اپنی قوم بنالیا، اور جو ان بنیادوں میں ان سے مختلف تھے ان کو جدا گانہ اور حریف قوم قرار دیا۔ کسی نے نظریات و عقائد کو قومیت کی بنیاد بنا کر مخلوق پرستوں کو ایک قوم بنایا اور خالص خدا پرستوں کو حریف قوم قرار دیا۔

چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی صلاح و فلاح کے لیے ہر قرن میں اور ہر امت میں اپنے انبیاء بھیجے:

وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ (الفاطر: ۲۴)

”کوئی امت ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈر سنانے والا نہ گزر رہا ہو۔“

ان سب انبیاء کی ایک ہی تعلیم تھی کہ یہ خود ساختہ اختلافات ختم کر کے پھر ملت واحدہ بنا جاؤ، مخلوق پرستی چھوڑ کر صرف ایک خدا کی پرستش کرو۔ نسلی، جغرافیائی اور لسانی امتیازات کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی نشانیاں اور صرف معاشرت میں سہولت پیدا

کرنے کے اسباب اور نعتیں سمجھو، ان کو قومی تفرقہ کی بنیاد نہ بناؤ۔ جس کو کچھ ماننے والوں نے مانا اور بد بختوں نے انکار و مقابلہ کی راہ اختیار کی، جس سے کفر و اسلام کی جنگ چھڑ گئی۔ ہمارے رسول خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمام انبیاء کی سنت کے مطابق یہی پیغام لائے، اور سب سے زیادہ موثر طریقہ پر اس کو پھیلا دیا۔ قرآن نے ایک طرف تونسلی، وطنی اور لسانی امتیازات کو آیات قدرت اور نعمائے الہیہ کہہ کر ان کا صحیح مقام بتلایا کہ وہ معاشرت میں سہولت پیدا کرنے کے اسباب ہیں، قومیتوں کی بنیادیں نہیں ہیں، ملاحظہ ہوں ارشادات قرآنیہ:

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّالِوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالاختلافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَالْوَاوِنُكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالَمِينَ (الروم: ۲۲)

”اس کی نشانیاں میں سے زمین و آسمان کا پیدا کرنا ہے، اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا مختلف ہونا ہے، بے شک اس میں البتہ نشانیاں ہیں جہاں والوں کے لیے“

وَجَعَلْنَكُمْ سُوءْبَاءً وَفَبَآئِلٍ لِّتَعَارَفُوا (الحجرات: ۱۳)

”اور ہم نے تمہیں شاخوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم پہچانے جاؤ“

اور دوسری طرف قدیم وحدت کو از سر نو قائم کرنے کی دعوت دی، آیت مذکورہ بالا سے پہلے ارشاد ہوا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ (الحجرات: ۱۳)

”اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی ماں باپ کے جوڑے سے پیدا کیا“

خَلَقْنَاكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا (النساء: ۱)

”تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کے جوڑے کو“

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری عمر میں حجۃ الوداع کا خطبہ دیتے ہوئے جہاں اسلامی دستور کے اور بنیادی اصول بتائے وہیں یہ بھی ارشاد فرمایا:

ایہا الناس ربکم واحد لا فضل لعربی علی عجمی، ولا لعجمی علی عربی ولا لاحمر علی اسود و لا لاسود علی احمر الا بالتقویٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

”اے لوگو! تمہارا پروردگار ایک ہے، عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، اسی طرح کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے

پر کوئی تفوق حاصل نہیں، مگر تقویٰ کی وجہ سے۔ بے شک تم میں سب سے زیادہ مکرم اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو“

الغرض اس معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا خلاصہ یہ تھا کہ فرقہ وارانہ اور صوبجاتی اختلافات کی دلدل میں پھنسی ہوئی دنیا کو پھر سے ایک صحیح متحدہ قومیت کی طرف لائیں جو ان کے جدا جدا حضرت آدم علیہ السلام کی میراث تھی۔ اس کے لیے دو طریق اختیار کیے گئے۔

اول:- قومیتوں کی تقسیم و تفریق کی جو غلط بنیادیں نسلی، لسانی اور وطنی اصول پر لوگوں نے بنائی تھیں، ان کو یکسر باطل قرار دیا۔ کیونکہ اگر ان بنیادوں پر قوموں کی تقسیم اور انسانیت کا تفرقہ تسلیم کر لیا جائے تو اولاً تو یہ خلاف عقل ہے کہ کسی زمین یا کسی خاندان میں پیدا ہونے کی غیر اختیاری اور ضعیف وجہ سے کوئی شخص قومی اور اجتماعی معاملات میں دوسروں سے علیحدہ قوم سمجھا جائے۔

ثانیاً اگر انسان کی متحدہ قومیت میں اس کے تفرقہ قبول کر لیے جائیں تو ان کو کسی وقت اور کسی حال میں مٹایا نہیں جاسکتا۔ جو شخص عرب یا عجم کے کسی خاندان میں پیدا ہو چکا ہے اب اس کے اختیار میں نہیں کہ دوسرے خاندان میں پیدا ہو جائے، اسی طرح جو ایشیا میں پیدا ہوا وہ یورپ میں دوبارہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ الغرض یہ جغرافیائی، وطنی، لسانی اور نسلی تفرقہ بہت سی حکمتوں پر مبنی ہیں، ان کا مٹانا نہ کسی کے اختیار میں ہے اور نہ کسی عقل مند کو ان کے مٹانے کی کوشش کرنا چاہیے۔ ہاں! یہ ضروری ہے کہ ان امتیازات کی حد اور ان کا صحیح مقام پہنچانا چاہیے کہ ان کی غرض صرف معاشی و معاشرتی سہولتیں ہیں اور بس! قومیتوں کی جدائی کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

دوسرا طریق:- دعوت اتحاد کا یہ تھا کہ نظریات و عقائد کی بنا پر قومیت کی تفریق کا اصول تو تسلیم ہے کہ خدا کے ماننے والے، اس کے منکروں کے ساتھ مل کر ایک قوم نہیں ہو سکتے۔ بلاشبہ جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں کے منکر ہوں گے وہ ماننے والوں سے علیحدہ دوسری ملت اور قوم قرار دیے جائیں گے، قرآن نے اسی اصول کی بنا پر فرمایا:

خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ (النفا: ۲)

”اس نے تم کو پیدا کیا، سو تم میں سے بعض کافر ہیں اور بعض مومن۔“

نیز ارشاد ہو:

إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ (مَا شَاكَرًا) وَإِمَّا كَفُورًا (الدھر: ۳)

”ہم نے بلاشبہ انسان کو راہ ہدایت دی، خواہ وہ شکر گزار بنے یا ناشکرا“

اور ایک جگہ اسی نظریاتی اور عقائد کے اختلافات کی بنا پر ایک گروہ کو ”حزب اللہ“ اور دوسرے کو ”حزب الشیطان“ کا لقب دیا۔

الغرض عقائد و نظریات کے اختلاف کو قوموں کے تفرقہ کا سبب اصولی طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے۔ پھر اس تفریق کو مٹانے کے لیے خدا پرستی کے اصول صحیحہ اور عقائد حقہ کی اشاعت و تبلیغ اور مخلوق پرستی یا انکار خدا اور رسول جیسے عقائد باطلہ کے مفاسد اور ان کی دنیوی و اخروی تباہ کاری کو بیان کر کے خلق خدا کو ان سے بچانے کی تدبیریں اختیار کیں اور نصیحت و ہمدردی کا کوئی پہلو اٹھا نہیں رکھا جس کے ذریعہ ناعاقبت اندیش انسانوں کو تباہی کی طرف جانے والے راستے سے روکا نہ گیا ہو۔

لیکن بہت سے بدنصیب اور بے بصیرت انسانوں نے اس ہمدردی کو دشمنی سمجھا اور عداوت و پیکار پر آمادہ ہو گئے۔ جس کے نتیجے میں کفر و اسلام کی جنگ چھڑ گئی۔ اب اگر کوئی شخص اس جنگ کو ختم کرنا چاہے تو اس کے دو ہی راستے ہیں، ایک یہ کہ خدا پرست اہل حق اپنے نظریہ کو چھوڑ کر منکروں اور کافروں کے سامنے ہتھیار ڈال دیں اور خدا کی مخلوق کو منکرین خدا کے حوالہ کر دیں، یعنی دوسرے لفظوں میں شفیق ڈاکٹر بیمار کی غلط روش سے عاجز آکر اپنے ہاتھ سے اس کو زہر پلا دے۔

یا پھر یہ صورت ہے کہ غلط کار منکرین خدا اور سول اپنی روش سے باز آجائیں۔ ان دونوں طریق میں سے پہلا طریق تو معقول نہیں، اور دوسرا اپنے اختیار میں نہیں، اس لیے یہ کفر و اسلام کا اختلاف اس وقت تک جاری رہنا ناگزیر ہے جب تک منکرین خدا اور سول یا ہوش میں آجائیں یا ختم ہو جائیں۔

اسلام کی دعوت حقیقت میں ایک اصلی اور صحیح متحدہ قومیت کی ہے جو وطنی و لسانی بنیادوں پر نہیں بلکہ اصول صحیحہ اور عقائد حقہ پر مبنی ہے، جس میں خدا اور اس کے رسولوں کی مخالفت کا گزرنہ ہو۔ اس لیے جو لوگ اس متحدہ قومیت کے منشور سے جدا ہو گئے وہ جدا قوم اور جدا ملت کہلائے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایک قوم کو دوسری قوم سے جدا کرنے کے اسباب دنیا میں مختلف سمجھے گئے تھے، لیکن اسلام نے اپنی تعلیمات سے واضح کر دیا کہ قوموں کی تفریق و تقسیم صرف ایک ہی اصول، یعنی خدا کو ماننے یا نہ ماننے کی بنیاد پر ہو سکتی ہے جس کا نام اسلام اور کفر ہے۔ دوسری کوئی چیز ایسی نہیں جو انسانیت کے کلڑے کر کے ان کو مختلف گروہوں میں بانٹ دے۔

(جاری ہے)



اور شرانگیزی و جال کے فتنہ سے بھی زیادہ مہلک ثابت ہوگی، لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس خطرناک فتنے سے خبردار فرمایا ہے۔

یہاں یہ امر واضح رہے اور عامۃ الناس بھی اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ یہ ”آئمتہ المصلّین“... ”گمراہ کرنے والے آئمہ“ سے صرف وہ رہ نما، قائدین اور دانش ور مراد نہیں جو کہ کھلم کھلا اور واضح طور پر اسلام سے بے زار ہوں اور اسلام کے احکام و قوانین سے اور اس کے نفاذ سے شدید بغض و عناد رکھتے ہوں، کیونکہ ایسے لوگوں کی اسلام دشمنی عوام الناس پر واضح ہوتی ہے اور ان سے بہت کم ہی لوگ گمراہی کی طرف جاتے ہیں، بلکہ ان سے مراد وہ رہ نما، قائدین، دانش ور، اسکالر، محققین اور وراثت انبیاء کے دعوے دار وہ علمائے سوء ہیں جو بظاہر تو اپنا ناطہ و رشتہ قرآن و حدیث سے جوڑنے کے دعوے دار ہوتے ہیں، اس کے ساتھ عقل و دانش، فصاحت و بلاغت اور خطیبانہ انداز میں اپنا کوئی ثنائی نہیں رکھتے، مگر شریعت اسلامی کے وہ احکام و قوانین جن پر امت کے عروج و زوال بلکہ موت و زندگی کا سوال ہے اور جن کے بارے میں قرآن و حدیث کے نصوص بالکل واضح و مبین ہیں اور جن میں کسی کلام یارائے کی گنجائش نہیں۔ اُن کو بھی:

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

ہوئے کس قدر بے توفیق فقیہانِ حرم

کے مصداق علمائے یہود کی طرح:

يُخَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ

”وہ کلمات کو اپنے مقامات سے پھیر دیتے ہیں۔“ (المائدہ: ۱۳۳)

اور ان تمام افعال سے ان کا مقصود و مطلوب صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ دنیا کی تمام مادی و مالی فوائد سے مستفیذ ہو سکیں، اور اپنی جاہ و مسند کو بچانے کی خاطر اُن حکمرانوں کے مسلمان ہونے اور ان کی حکمرانی کے جائز ہونے کے جھوٹے اور گمراہ کن دلائل ڈھونڈیں جو اللہ کی نازل کردہ شریعت کے خلاف اپنا حکم نافذ کر رہے ہوں اور جن کی اسلام و مسلمان دشمنی اور یہود و نصاریٰ سے دوستی کسی سے پوشیدہ نہ ہو۔ اس کے باوجود وہ اسلام اور مسلمانوں کے سب سے بڑے ہمدرد اور غم خوار کے طور پر اپنی عظیم الشان مسندوں اور عہدوں قائم رہیں۔ ایسے ”آئمتہ المصلّین“ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو پہلے ہی خبردار کر دیا تھا۔ امام ابن ماجہ ثقہ راویوں کی وساطت سے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَإِنَّ مِمَّا اتَّخَذُوا عَلَى أَيْمَتِهِ مُضِلِّينَ (رواہ ابن ماجہ

، کتاب الفتن، عن ثوبان، واسنادہ صحیح)

”مجھے سب سے زیادہ خوف اپنی امت کے بارے میں گمراہ کرنے والے قائدین سے ہے۔“

”حضرت ابوذر غفاری نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اپنی امت کے اوپر دجال کے علاوہ ایک اور چیز سے ڈرتا ہوں۔ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دجال کے علاوہ وہ کون سی چیز ہے جس کے تعلق

سے اپنی امت کے بارے میں آپ ڈرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: ”آئمتہ المصلّین“... گمراہ کرنے والے قائدین۔“ (مسند احمد)

”میں اپنی امت کے بارے میں جس چیز سے سب سے زیادہ ڈرتا ہوں وہ

گمراہ کرنے والے قائدین ہیں۔“ (رواہ ابو داؤد عن ابی درداء)

أَيُّ شَيْءٍ أَخَوْفُ عَلَى أُمَّتِكَ مِنَ الدَّجَالِ؟ قَالَ: الْأَيْمَةُ الْمُضِلِّينَ

”(کسی نے پوچھا) دجال سے بھی زیادہ آپ کو اپنی امت پر کس چیز کا ڈر

ہے؟ فرمایا گمراہ کرنے والے اماموں کا۔“ (مسند احمد)

شیخ ابو قتادہ الفلستینی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس بات کو واجب

کرتا ہے کہ ”آئمتہ المصلّین“ کو ظاہر کیا جائے جیسے کہ خود رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے دجال کے معاملے کو واضح کیا اس کے تمام فتنوں کے

ساتھ، جب کہ دجال دنیا میں واقعہ ہونے والا سب سے بڑا فتنہ ہے، جیسا کہ

بعض احادیث میں آیا ہے۔ تو یہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ ”آئمتہ المصلّین“

اس دجال سے بھی زیادہ بُرے اور امت کے لئے فساد کا باعث ہیں۔“

(سلسلہ مقالات بین منہجین لابی قتادہ الفلستینی: ص ۱۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات اور اس کے علاوہ اس موضوع سے متعلق

دیگر احادیث کا مطلب یہ ہے کہ دجال کی آمد سے قبل ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ایسے گمراہ

کرنے والے قائدین، دانش ور اور نام نہاد محققین پیدا ہوں گے کہ ان کی فتنہ پر اندازی

إن أناساً من أمتي سيتفقهون في الدين، ويقرؤون القرآن، ويقولون نأتى الأمراء، فنصيب من دنياهم، ونعتزلهم بديننا ولا يكون ذلك كما لا يجتنى من القتاد إلا الشوك، كذلك لا يجتنى من قربهم إلا الخطايا

”میری امت میں سے کچھ لوگ دین میں تفقہ (سمجھ بوجھ) حاصل کریں گے، قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے ہم امرا (حکام) کے ہاں جاتے ہیں تاکہ ان کی دنیا میں سے بھی کچھ لے لیں اور اپنے دین کو بھی بچا رکھیں، حالانکہ یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں، جس طرح بول کے درخت سے کانٹوں کے سوا کچھ نہیں ملتا، اسی طرح ان امرا کی قربت سے بھی خطاؤں کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔“ (ابن ماجہ عن عبد اللہ بن عباسؓ)

امام ابن عساکرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سيكون قوم بعدي من أمتي، يقرؤون القرآن، ويتفقهون في الدين، يأتيهم الشيطان، فيقول: لو أتيتكم السلطان، فأصلح من دنياكم، واعتزلهم بدينكم ولا يكون ذلك كما لا يجتنى من القتاد إلا الشوك، كذلك لا يجتنى من قربهم إلا الخطايا

”میرے بعد میری امت میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گا جو قرآن پڑھے گا اور دین میں تفقہ حاصل کرے گا۔ شیطان ان کے پاس آئے گا اور ان سے کہے گا کہ کیسا ہو اگر تم لوگ حاکم کے پاس جاؤ؟ وہ تمہاری دنیا کا بھی کچھ بھلا کر دے گا اور تم لوگ اپنے دین کو اس سے بچائے رکھنا! جب کہ ایسا ہو نہیں سکتا، کیونکہ جس طرح بول کے درخت سے کانٹوں کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا، اسی طرح ان کی قربت سے خطاؤں کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔“

امام دہلویؒ سیدنا ابو درداءؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من مشى إلى سلطان جائر طوعاً من ذات نفسه، تلمقاً إليه بلقائه، والسلام عليه، خاض نار جهنم بقدر خطاه، إلى ان يرجع من عنده إلى منزله، فإن مال إلى هواه، أو شد على عضده لم يحلل به من الله لعنة إلاكان عليه مثلها، ولم يعذب في النار بنوع من العذاب، إلاعذب بمثلها

”جو شخص ظالم حکمران کے پاس خود اپنی مرضی سے گیا، اس کی خوشامد کرنے کے لیے، اس سے ملاقات کی اور اسے سلام کیا تو وہ اس راہ میں اٹھائے گئے قدموں کے برابر جہنم میں گھستا چلا جائے گا، یہاں تک کہ وہ

وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر لوٹ آئے، اور اگر وہ شخص حکمران کی خواہشات کی طرف مائل ہو یا اس کا دست بازو بنا تو جیسی لعنت اللہ کی طرف سے اس (حاکم) پر پڑے گی ویسی ہی لعنت اس پر بھی پڑے گی، اور جیسا عذاب دوزخ اُسے ملے گا ویسا ہی اسے بھی ملے گا۔“

امام حسن بن سفیانؒ نے اپنی مسند میں اور امام دیلمیؒ نے بھی حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إنقوا أبواب السلطان وحواشيها، فإن أقرب الناس منها أبعدهم من الله، ومن آثار السلطان على الله، جعل الفتنة في قلبه ظاهرة وباطنة، وأذب عنه الورع وتركه حيران

”حاکم کے دروازوں اور دربانوں سے بچو، کیونکہ جو ان (دروازوں) سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور ہوتا ہے۔ اور جو کسی حاکم کو اللہ پر ترجیح دیتا ہے تو اللہ اس کے دل میں ظاہری و باطنی فتنہ ڈال دیتے ہیں، اس سے تقویٰ چھین لیتے اور اسے حیران و پریشان چھوڑ دیتے ہیں۔“

امام دیلمیؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إياكم ومجالسة السلطان، فإنه ذهاب الدين، وإياكم ومعونته فإنكم لا تحمدون أمره

”خبردار! حکمران کے پاس نہ بیٹھنا، اس لیے کہ اس (کے پاس بیٹھنے) سے (تم اپنا) دین کھو بیٹھو گے۔ اور خبردار! اس کی اعانت نہ کرنا، اس لیے کہ تم اس کے حکم سے خوش نہیں ہو گے۔“

امام حاکمؒ نے اپنی کتاب تاریخ میں اور امام دیلمیؒ نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مامن عالم أتى صاحب سلطان طوعاً، إلاكان شريكاً في كل لون يعذب به في نار جهنم

”جو عالم بھی صاحب اقتدار کے پاس اپنی مرضی سے گیا (اور اس کی ظلم میں معاونت کی) تو وہ اسے جہنم میں دیے جانے والے ہر قسم کے عذاب میں شریک ہو گا۔“

امام ابن عساکرؒ نے حضرت ابو امامہ بابلیؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أبعد الخلق من الله رجل يجالس الأمراء، فما قالوا من جور صدقهم عليه

”مخلوق میں اللہ سے سب سے زیادہ دور وہ شخص ہے جو امر کی مجلسوں میں

بیٹھتا ہے۔ پھر وہ جو ظالمانہ باتیں بھی کرتے ہیں، ان کی تصدیق کرتا ہے۔“

امام حسن بن سفیان نے اپنی ”مسند“ میں، امام حاکم نے اپنی کتاب التاریخ میں، نیز امام ابو نعیم اور امام دہلی نے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

العلماء امناء الرسل على عباد الله مالم يخالطوا السلطان، فاذا

خالطوا السلطان فقد خانوا الرسل، فاحذروهم، واعتزلوهم

”علماء اللہ کے بندوں کے درمیان رسولوں کے (ورثے کے) امین ہوتے

ہیں، جب تک وہ حاکم کے ساتھ نہ گھلیں ملیں۔ پس اگر وہ حاکم کے ساتھ

گھلے ملے تو بلاشبہ انہوں نے رسولوں سے خیانت کی۔ (جو علماء ایسا کریں) تم

ان سے خبردار رہنا اور ان سے علیحدہ ہو جانا۔“

امام بخاری نے اپنی کتاب تاریخ میں اور امام ابن سعد نے طبقات میں نقل کیا ہے کہ

حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا:

يدخل الرجل على السلطان ومعه دينه، فيخرج وما معه شيء

”آدمی حکمران کے پاس اپنے دین کے ہمراہ جاتا ہے، لیکن جب نکلتا ہے تو

اس کے پاس کچھ بھی باقی نہیں ہوتا۔“

علمائے سوء (گمراہ) حکمرانوں کے گرد منڈلاتے رہتے ہیں اور بدترین گمراہ حکمران تو

علمائے حق سے کوسوں دور ہوتے ہیں۔ [ابن عبدالبر، جامع بیان العلم ۷۷۷]

سب سے خطرناک فتنہ علمائے (سوء) کا فتنہ ہے۔ لوگ کافر کے بارے میں تو جان لیتے ہیں

کہ یہ کافر ہے لیکن علم رکھنے والا ایک منافق بہت ہی خطرناک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا:

”مجھے اپنی امت میں سب سے زیادہ خوف اس منافق کا ہے جو چرب زبان

ہو۔“ [مسند احمد]

جو لفظوں کا کھیل جانتا ہے۔ پس، جب ایک عالم گمراہ ہوتا ہے، تو وہ اپنے ساتھ اکثریت کو

گمراہ کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب امام احمد بن حنبلؒ کو ان کے ایک ہم عصر نے مشورہ

دیا کہ آپ پر یہ جائز ہے کہ آپ بحالت مجبوری حکومتی مطالبہ مان سکتے ہیں۔ تو امام احمد بن

حنبلؒ نے فرمایا کہ

”اگر میں ان کا یہ خود ساختہ باطل عقیدہ تسلیم کر لوں کہ قرآن مخلوق ہے تو

تمام مسلمان گمراہ ہو جائیں گے۔“

لہذا انہوں نے یہ باطل عقیدہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

اسی طرح بنی اسرائیل کے احبار (علماء) نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو ٹھکرایا۔

جب ان علمائے دعوت حق قبول کرنے سے انکار کیا تو لوگ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر

ایمان نہیں لائے۔ ان لوگوں نے بھی یہی کہا کہ ہمارے علمائے ہمیں فتویٰ نہیں دیا کہ ہم

آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی پیروی کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے

والے صرف اور صرف نوجوان اور ماہی گیر تھے۔ اور لوگوں کی اکثریت اپنے گمراہ علمائے

پیچھے چل کر دھوکے میں رہی۔

پس علمائے حق کی صحبت اہم ترین ضرورت ہے۔ کیونکہ علم کافی نہیں ہے، بلکہ علم رکھنے

والے کا تعلق باللہ، حق کا ایک معیار ہے۔ ابلیس بہت علم والا تھا۔ اور بھی بنی اسرائیل کے

بہت سے اہل علم کا ذکر ملتا ہے جنہوں نے حق کا انکار کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام، اپنی

قوم کو حضرت ہارون علیہ السلام کی معیت میں چھوڑ کر گئے تھے۔ لیکن سامری نے لوگوں

کو دھوکہ دیا، وہ ایک بہت جادوئی شخصیت رکھنے والا چرب زبان آدمی تھا۔ اس نے اللہ کے

ایک نبی کو پیچھے دھکیل کر ان کی قوم کو اپنے زیر کیا، لوگوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کو

چھوڑ کر سامری کی پیروی کی۔ تو حق پر ہونے کی دلیل مقبولیت نہیں ہے۔

لہذا امت مسلمہ کو اب جاننے کی اشد ضرورت ہے کہ ”آئمتہ المضلین“ کے وہ اوصاف

اور نشانیوں کو ذہن نشین رکھے کہ جن کے ذریعے ان کو بے نقاب کیا جاسکے تاکہ عوام

الناس ان کی فریب کاریوں اور گمراہ کن نظریات سے واقف ہو کر ان سے برأت

کر سکیں۔

”ہم ”وحشی“ ہیں! اور جتنے ہم صراط مستقیم سے قریب تر ہوتے جائیں (ان کی نظر

میں) اتنے ہی زیادہ وحشی ہوتے جاتے ہیں! باقی رہے ”سوئے ہوئے“ اور ”اعتدال

پسند“ تو یہ کہیں اور خدا کا دین کچھ اور ہے!... اللہ کے دین میں فرض:

فَاتَّبِعُوا الدِّينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ

صَاغِرُونَ (التوبہ: ۹۲)

”ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور نہ اسے حرام

جانتے ہیں جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور سچا دین قبول نہیں کرتے ان

لوگوں میں سے جو اہل کتاب ہیں یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔“

ڈاکٹر عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ

تم سے بھی فتح کا وعدہ تھا... لیکن تم نے بھی پیروی اُن کی اختیار کی جو صحرائے سینا میں بھٹکتے رہے۔

تمہارا صحرائے سینا تمہارا منتظر ہے... بھٹکتے رہو۔

صحرائے بھٹکنے والوں کی کوئی سمت ہوتی ہے نہ منزل۔

ہڈیاں کی حدوں سے نکلتی دیوانگی ہوتی ہے اور سراب ہوتے ہیں یا جابجا بکھرے ہوئے بے گور لاشے۔

میں نے رہ نمائی کے لیے اپنے موسیٰ کو تلاش کرنا چاہا... لیکن وہاں کوئی موسیٰ نہ تھا۔

اپنے حصے میں بلعم بن باعورہ باقی رہ گئے تھے!

☆☆☆☆☆

”میں پاکستان میں بسنے والے محبوب مسلمانوں کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ظالم فوج اور خائن حکمران آپ کے خیر خواہ نہیں، دشمن ہیں۔ یہ اللہ کے باغی ہیں، امریکہ کے غلام ہیں۔ روپے، ڈالر اور شہوت کے پجاری ہیں اور لاکھوں مسلمانوں کے قاتل ہیں۔ خود اپنے بھی دشمن ہیں اور اپنی اولاد کے بھی مجرم ہیں۔ آپ کی راحت، سکون، خوشی، دنیا و آخرت کی عزت اور کامیابی رحیم و کریم رب کی پاک شریعت میں ہے۔ مگر یہ فوج اسی شریعت کے راستے میں حائل ہے۔ آپ کے خیر خواہ وہ مجاہدین ہیں جو اللہ کی اس شریعت اور آپ کی حفاظت کی خاطر امریکہ اور اس کے غلاموں سے سرسپیکار ہیں، ان کا جہاد شریعت کا پابند جہاد ہے۔ اچھے برے، ظالم و مظلوم، شرعی و غیر شرعی راستے میں تمیز کرنے والے جہاد اور مجاہدین کو پہچانے اور ان کا ساتھ دیجیے۔ اصل و نقل، اچھے اور برے ہر جگہ ہوتے ہیں، اسی میں اللہ کی طرف سے امتحان ہے اور یقین رکھیے کہ اس ملک کا مقدر شریعت ہے، ظلم کی یہ رات بہت جلد چھٹنے والی ہے۔ ان شاء اللہ! اس پُر نور صبح کی خاطر پوری کی پوری ایک نسل قربانیاں دے چکی ہے۔ شریعت کے ان پروانوں کی یہ در بدریاں، قید و بند، شہادتیں، پھانسیاں اور قربانیاں یوں ہواؤں میں تحلیل نہیں ہوں گی ان شاء اللہ! اس حق کی خاطر قربانی دینے کی دیر تھی تو آج الحمد للہ خمیر تا کر اچی ایک ایسا قافلہ وجود میں آچکا ہے جو محض اسلام کا نام لینے والا ہی نہیں بلکہ اسلام کو نافذ دیکھنے کے لیے شہادتوں اور قربانیوں کی ایک طویل تاریخ گر چکا ہے اور آج تک کر رہا ہے۔ اللہ ہمیں اس مبارک قافلے میں شامل فرمائے اور اپنی شریعت کے نور سے منور، آنے والی اس صبح کی خاطر ہمارا وقت اور خون بھی قبول فرمائے جس کی آمد اب زیادہ دور نہیں۔ آمین یا رب العالمین!“

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ

کل شب خدا سے ملنے کی ہوک سی اٹھی اور میں بے اختیار کوہ طور کی طرف جانکا۔

خدا سے ملنے کے سارے راتے مسدود تھے۔

جبل موسیٰ کو چاروں جانب سے آگ کے آسمان گیر شعلے اپنے گھیرے میں لئے ہوئے تھے۔

بچے، بوڑھے، جوان سب اس آگ کا ایندھن تھے۔

سینا کا ریگ زار دہک رہا تھا۔ نہ ریت کے زردوں کا شمار ممکن تھا نہ اُن کا جنھیں آگ اُچک رہی تھی۔ یہ وہ مقدس آگ ہرگز نہ تھی جس سے موسیٰ علیہ السلام کا واسطہ پڑا تھا۔

میں سہم کر ایک طرف بیٹھ گیا۔ خدا سے ملنے کی خواہش پر خوف غالب آچکا تھا۔

ایک ایک خوشبو کا جھونکا آیا اور پھر میرے چہرہ کا اُس خوشبو کا لمیرا تھا جس کی مہک کا۔

لفظوں میں احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ اگلے لمحے روح جسم کی قید سے آزاد تھی اور میں بادل کے ٹکڑے کی مانند اُن شعلوں کے اوپر سے گزرتا ہوا کوہ طور پر کھڑا تھا۔

میں نے خدا کی تلاش میں چوٹی کی طرف دیکھا لیکن وہاں سنگلاخ چٹانوں کے سوا کچھ نہ تھا میں سر جھکائے بیٹھا تھا کہ میرے کان میں کسی نے سرگوشی کی چوٹی کی طرف نہیں پہاڑ کے دامن میں پھیلی آگ کی طرف دیکھو۔

تا حد نگاہ آگ تھی لیکن منظر بدل چکا تھا۔

وہ عورت جس کے بچے کو تھوڑی دیر قبل آگ نے نگل لیا تھا اور اُس کی دہائیاں اور دلدوز چیخیں آسمان چیر رہی تھیں... وہی عورت اُسی آگ میں اپنے بچے کو پورے اطمینان سے کوئی لوری سنا رہی تھی... اُس کے لہجے میں عجیب سی سرشاری تھی جیسے کبھی کسی غم نے اُسے چھوا بھی نہ ہو۔ پھر اُسی آگ میں سیکنڈ کے کسی ہزارویں حصے میں کوئی منظر کوندا۔

اتنا یکنگت کہ انسانی آنکھ کے فریم میں نہ آسکے۔

کوئی جھلک تھی کہ سیکڑوں لوگ عین اُس لمحے اُس آگ میں بے دھڑک کود پڑے۔

یہ سب کچھ وقفے سے یوں دوہرایا جا رہا تھا جیسے تیز کیمرے کا فلش پڑتا ہو۔

میری آنکھیں ہر بار چندھیا جاتی۔

جلوہ دیکھ نہیں سکتے اور خواہش تجلی دیکھنے کی ہے

پھر کسی نے سرگوشی کی۔

یہاں تمہارے رب نے موسیٰ کو ۱۰ اکمانڈ منٹس دی تھیں

’یوم السبت‘ اُن کی قوم کے لیے مخصوص تھا۔ تم نے اس کو لازم پکڑ لیا جس کا تم سے واسطہ نہ تھا۔

اور باقی نو پس پشت ڈال دیں جو براہی مذہب کے لیے مشترک تھیں۔

کے انتظامی و اقتصادی اور دیگر وسائل سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ترقی یافتہ اسلامی ملک کی مدد میں حصہ لیا...

(3) شہروں کے سلسلہ میں مسلمانوں نے تین طرح سے مثبت رویے اختیار کیے ایک یہ کہ جن شہروں کو یونانیوں اور رومیوں نے بسایا تھا مسلمانوں نے ان کو برقرار رکھا، حتیٰ کہ ان کے ناموں کو بھی باقی رکھا جسے انطاکیہ، افامیہ، طرابلس اور نابلس وغیرہ... دوسرا یہ کہ غیر ملکی حاکموں نے جن پرانے شہروں کے نام تبدیل کر دیے تھے مسلمانوں نے ان کے اصلی ناموں کو بحال کیا، جیسے عمان اور بعلبک... غیر ملکی حاکموں نے ان کے نام کو فلاولفیہ اور ہیلوبولیس سے بدل دیا تھا... تیسرا یہ کہ فتوحات کے ابتدائی دور میں ہی مسلمانوں نے عرب کے مشرق و مغرب میں نئے شہروں کی بنیاد رکھ دی جیسے کوفہ، بصرہ، فسطاط اور قیروان وغیرہ... یہ شہر تاریخ کے نقشوں میں اب بھی باقی ہیں...

عرب مسلمانوں کے تعلق سے اسلامی فتوحات کے نتیجہ میں رومی حکومت سے کے زیر اثر خطوں میں ایک اسلامی عربی حکومت قائم ہوئی... رومی حکومت انتہائی طاقتور تھی اور اس کا پھیلاؤ مشرق میں چین کے حدود سے لے کر بحر اٹلانٹک اور فرانس کے حدود تک اور شمال میں اورال کی پہاڑیوں سے لے کر جنوب میں سوڈان تک تھا... اس سیاسی یکجہتی (رومی حکومت کے پھیلاؤ) نے عرب مسلمانوں کو عالمی سیاست کے مقام پر فائز ہونے اور انسانی تہذیب کی تعمیر میں حصہ لینے کی راہ ہموار کی... رومی اور ایرانی قوانین و ضوابط کو ہٹا کر ملک کے دفاتر اور اداروں میں اسلامی قوانین و ضوابط کا بندرتج نفاذ عمل میں لایا گیا...

یہ پہلو تھا سیاسی... اور دینی پہلو یہ ہے کہ اسلام مفتوحہ ملکوں میں پھیلنے لگا، علاقے کے علاقے اسلام کے دائرے میں داخل ہونے لگے... خواہ وہ علاقے ایران کے ہوں یا روم کے، جیسے شام، مصر، شمالی افریقہ یا قوطی حکومت کا ماتحت علاقہ اندلس وغیرہ وغیرہ... تاریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مفتوحہ ممالک کے نو مسلموں نے اسلامی فتوحات کے اگلے مرحلے میں نمایاں کردار ادا کیا اور جو لوگ اپنے سابقہ مذاہب پر قائم رہے وہ بھی جزیہ دے کر اسلامی حکومت کی نگرانی میں اپنی زندگی سے لطف اندوز ہوتے رہے...

اسلامی فتوحات کے تہذیبی نتائج یہ ہیں کہ عربی زبان ان علاقوں میں پھیلنے لگی اور اس نے بتدریج مفتوحہ ممالک کے باشندوں کی جگہ لے لی... (بقیہ صفحہ ۳۸ پر)

مشرق و مغرب میں اسلامی فتوحات کا مطالعہ کرنے والا اس بات سے بخوبی واقف ہو گا کہ ان فتوحات کو اپنی خصوصیات کی وجہ سے انفرادی حیثیت حاصل ہے... مثال کے طور پر چند خصوصیات یہ ہیں...

(1) مسلمان فاتحین نے مفتوحہ ملکوں کی زمین اور اس کے باشندوں کا احترام کیا، ان فتوحات کی آڑ میں کسی بھی طرح کی کوئی تخریب کاری نہیں کی، نہ ہی کسی کے ساتھ لوٹ مار کی... مسلمان فاتحین، خلفاء کی جانب سے صادر احکام پر ہر جگہ کاربند رہے، اس سلسلہ میں خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وہ حکم سرفہرست ہے جو انہوں نے شام پر حملہ کے غرض سے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو دیا تھا... آپؓ نے ان کو روانہ کرتے وقت فرمایا تھا کہ کسی کے ساتھ خیانت مت کرنا، کسی سے عہد شکنی مت کرنا، کسی پر ظلم مت کرنا، کسی کے چہرے کو مسخ مت کرنا، بچوں اور بوڑھوں، عورتوں کو قتل مت کرنا، پھل دار درختوں کو نہ کاٹنا اور نہ ہی انہیں جلانا، جانوروں کو بھی ایذا نہ دینا... کیا کسی نے انسانیت کی قدیم یا جدید یا عہد وسطیٰ کی تاریخ میں یہ پڑھا ہے کہ کسی بادشاہ نے اپنی فوجوں کو اس طرح کا حکم دیا ہے... خلیفہ الرسول رضی اللہ عنہ کا یہ حکم صاف بتا رہا ہے کہ مسلمان فاتحین، اخلاقِ عالیہ سے متصف رہے اور ان کا عملی مظاہرہ انہوں نے صرف انسانوں ہی کے حق میں نہیں بلکہ حیوانوں حتیٰ کہ پیڑ پودوں اور زراعتی ذخیروں کے حق میں بھی کیا... خلیفہ کا یہ حکم ہر محاذ پر تمام مسلمان فاتحین کا دستورِ اساسی بنا... مسلمان فاتحین کی یہی مبارک روش مفتوحہ ملکوں کے باشندوں کے اسلام کے دائرے میں آنے کا سبب بنی...

(2) دینی رواداری، اسلامی فتوحات کی سب سے بڑی نمایاں خصوصیت ہے... فاتحین نے مفتوحہ علاقوں کے باشندوں کے عقائد کا احترام کیا... کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا، کیونکہ مذہبی جبر اسلامی اصولوں کے خلاف ہے... عہد وسطیٰ میں یورپ کے اندر مذہبی جبر کے جس طرح کے واقعات ملتے ہیں، اسلامی تاریخ میں اس طرح کا کوئی بھی واقعہ مسلمان فاتحین سے متعلق نہیں ملتا... مذہبی رواداری کی وجہ سے مفتوحہ ملکوں کے باشندوں کا اسلام کی طرف بخوشی راغب ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں... خاص طور پر عملاً یہ محسوس کر لینے کے بعد کہ مسلمان مذہبی رواداری کے پابند ہیں، حتیٰ کہ اپنے دین پر قائم رہے لوگوں نے بھی مسلمانوں

یہ کس کی فوج ہے؟

شہید عالم ربانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

”یہ کس کی فوج ہے“... شہید عالم ربانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ نے ۲۰۱۱ء میں مجلہ حطین کے شمارہ ۷ میں یہ تفصیلی مضمون لکھا، جس میں مستند تاریخی حوالوں اور واقعاتی شہادتوں کے ذریعے ثابت کیا گیا کہ پاکستانی فوج دراصل ’رائن انڈین آرمی‘ ہی کا متمہ ہے اور اس کی اٹھان سے لے کر مکمل تنظیم و ترتیب اور تربیت و تدریب تک میں ”دین و جہاد دشمنی“ کی صفت بنیادی حیثیت کی حامل ہے۔ آج کل کے حالات میں جہاں آقائے امریکہ کی طرف سے اپنی غلام فوج کو ’لائن حاضر‘ کیا گیا ہے تو ذرائع ابلاغ میں اس خائن فوج کی طرف داری میں بڑھ چڑھ کر بولا جا رہا ہے اور امریکہ سے ”دودو ہاتھ“ کرنے کے بھاشن دیے جا رہے ہیں... ایسے میں استاد رحمہ اللہ کے مذکورہ بالا مضمون کی ابتدائیت اور اختتامیہ کو یہی بصیرت و بصارت والے بغور دیکھ لیں تو ان غلام جرنیلوں کی اصلیت بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتی اور کفر کے لیے ان کی چاکری کی تاریخ کو دیکھ کر یہ جان لینا بھی کچھ مشکل نہیں کہ امریکہ کے سامنے کھڑا ہوں گے تو صرف اور صرف مجاہدین فی سبیل اللہ کھڑے ہوں گے! رہی یہ فوج تو اس نے ”خدمت کفر“ کے دام کھرے کرنے ہیں اور کسی قسم کی مزاحمت کیے بغیر ہی امریکہ کے سامنے ڈھیر ہو جانا ہے [ادارہ]

اس خطے، بالخصوص پاکستانی فوج کی تاریخ سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا شخص بھی اس اظہار حیرت پر، حیرت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

فوج کی تاریخ و نظریات جان لینے کے بعد یقیناً کوئی صاحب فہم شخص ایبٹ آباد، کراچی، اسلام آباد اور خروٹ آباد میں فوج کی بہیمانہ حرکات پر حیرت کا اظہار نہیں کرے گا۔ نہ ہی اس پر حیرت کا اظہار کرے گا اگر ہم اسے بتائیں کہ اس فوج نے گزشتہ چار سالوں کے دوران سوات سے لے کر وزیرستان تک دس بیس نہیں، کئی سو مساجد و مدارس شہید کئے ہیں؛ لاکھوں مسلمانوں کو ہجرت پر مجبور کیا ہے، جیٹ طیاروں اور توپخانے کی بمباری سے ہزار ہا معصوم لوگوں کو قتل کیا ہے، ڈرون حملوں کے لئے جاسوسی کر کے سینکڑوں مسلمانوں کا لہو بہانے میں براہ راست شرکت کی ہے، پوری پوری بستیوں کو جلا ڈالا گیا، بازاروں کو اجاڑا ہے، حق گو علمائے کرام کو برہنہ کر کے ان پر وحشیانہ تشدد کیا ہے، شریعت کے نام لیاؤں کو قطاروں میں کھڑا کر کے گولیوں سے بھونا ہے، چادر و چادر دیواری کی حرمت پامال کر کے مجاہدین کی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو اغواء کیا ہے، سوات، بونیر، درہ آدم خیل اور کئی دیگر علاقوں میں عام آبادی کے گھروں سے سامان لوٹ کر، ٹرکوں میں بھر بھر کر ساتھ لے کر گئے ہیں، امت کے مجاہد بیٹوں کو گلیوں اور چوکوں میں گھسیٹا ہے، آئی ایس آئی کے قید خانوں میں ان پر ظلم کے پہاڑ توڑے ہیں، حتیٰ کہ ان کو ذہنی اذیت دینے کے لئے اللہ جل شانہ کی شان میں گستاخی تک کرنے سے دریغ نہیں کیا۔

یقیناً ان میں سے کوئی بات بھی قابل حیرت نہیں۔ حیرت تو اس سادہ لوحی پر ہے جس کے سبب اب بھی کوئی صاحب ایمان شخص اس فوج کو ’اپنی فوج‘ سمجھتا ہو اور اب بھی اس سے

حال ہی میں پاکستان کی سرزمین پر پے درپے کچھ ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں، جنہوں نے ہر صاحب فہم شخص کو پاکستان کی افواج اور خفیہ ایجنسیوں کے کردار کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔

پہلے ایبٹ آباد میں مسلمانانِ عالم کی غیرت و حمیت کی علامات، کفارِ عالم کے خلاف جہاد و مزاحمت کے نشاں، شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کو ان کے بیٹے اور دو ساتھیوں سمیت شہید کیا گیا اور پاکستانی ایجنسیوں نے آپ کے گھر کی خواتین کو گرفتار کر کے خفیہ قید خانوں میں ڈال دیا۔ اس سے چند دن قبل پاکستانی فوج اور خفیہ ایجنسیوں نے ایبٹ آباد ہی میں ایک کاروائی کے دوران انڈونیشیا سے تعلق رکھنے والے جہادی قائد، عمر پاتک کو گرفتار کیا۔ امریکہ و آسٹریلیا کو مطلوب اس مجاہد کو گرفتار کرنے کے بعد ان کی اہلیہ کو تمام اہل محلہ کے سامنے برہنہ کر کے فوجی گاڑی میں ڈالا گیا۔ پھر بلوچستان کے علاقے خروٹ آباد میں پولیس اور فوج کے اہلکاروں نے نہایت شیشانی بہنوں کو شہر کی ایک مرکزی شاہراہ پر رسیوں سے باندھا اور گولیوں سے بھون کر شہید کر ڈالا۔ پھر پاکستانی دارالحکومت اسلام آباد سے معروف صحافی سلیم شہزاد کو اغواء کیا گیا اور چند روز بعد آئی ایس آئی اہلکاروں نے اسے قتل کر کے منڈی بہاؤ الدین کے علاقے میں اس کی لاش پھینک دی۔ اور اس کے بعد پورے پاکستان نے دہشت و خوف کے عالم میں ٹی وی اسکرینوں پر کراچی کے ایک عام شہری سرفراز شاہ کو ریٹائرڈ ہاتھوں دن دیہاڑے قتل ہونے کا منظر دیکھا۔

ان واقعات کے میڈیا پر آجانے کے بعد کئی اصحابِ علم و دانش اور تجزیہ نگار و مبصرین نے یوں حیرت کا اظہار کیا گویا فوج کے ہاتھوں ایسے جرائم کا ارتکاب کوئی ان ہونا امر تھا۔ یقیناً

خیر کی امیدیں لگائے بیٹھا ہو۔ ایک ایسی فوج جسے برطانوی راج اپنا دایاں بازو قرار دیتا ہو، جس نے کبھی دہلی میں علماء و مجاہدین کا خون بہایا ہو تو کبھی سوات و قبائلی علاقہ جات میں، کبھی بنگال میں عزتیں پامال کی ہوں تو کبھی بلوچستان میں، کبھی انگریز کو بغداد فتح کر کے دیا ہو تو کبھی یہود کو فلسطین، کبھی خلافت عثمانیہ گرائی ہو تو کبھی افغانی امارت....

ایسے بد بختوں کو 'اپنا' سمجھنا یا ان سے کسی بھلائی کی امید لگانا چہ معنی دارد؟

یہ فوج تو میری اور آپ کی نہیں، انگریز کے مفادات کی محافظ ہے! انگریزی نظام کی محافظ ہے! انگریزی تہذیب کی محافظ ہے! میرے اور آپ کے دفاع میں لڑنے والے تو وہ گم نام مجاہدین ہیں جو کل تک سید احمد شہید رحمہ اللہ کی قیادت میں لڑتے دکھائی دیتے تھے اور آج ملا عمرؒ اور شیخ اسامہؒ کی قیادت میں۔ شاہی ہندی فوج اور سید احمد شہید کے جانشینوں کا معرکہ آج بھی جاری ہے...

افغانستان و قبائل کے کوہ دامن میں، پنجاب کے میدانوں، سندھ کے ساحلوں اور بلوچستان کے ریگستانوں و پہاڑوں میں۔ دہلی و بنگال کے مسلمانوں کا مستقبل بھی اسی معرکہ سے وابستہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہندوستان تاخر اسان، ہر بندہ مومن دوست اور دشمن کو بخوبی پہچان لے، اپنے اور پرائے میں تمیز کر لے... اور اس جنگ کو اپنی جنگ سمجھتے ہوئے اللہ کے دوستوں سے دوستی اور اللہ کے دشمنوں سے دشمنی نبھانے کا حق ادا کرے۔

اللہ ہمیں حق کو پہچاننے اور اس کی اتباع کرنے کی توفیق دے؛ اور باطل کو پہچاننے اور اس سے بچنے کی توفیق دے، آمین!

☆☆☆☆☆

بقیہ: اسلامی فتوحات

اس کی متعدد وجوہات میں سے ایک خاص وجہ یہ ہے کہ قرآن کی زبان عربی ہے... قرآن کے افہام و تفہیم اور اسلامی احکام کو براہ راست معلوم کرنے کے لیے عربی زبان کا سیکھنا ناگزیر ہے...

اسلامی فتوحات کا اقتصادی پہلو یہ ہے کہ اسلامی فتوحات کے نتیجے میں اقتصادی دنیا کا وجود ہوا جس میں تمام اقتصادی علاقے ایک اکائی میں تبدیل ہو گئے تھے... جیسے بحر ہند اور بحر متوسط کے زیریں علاقے... اسلام سے پہلے روم و ایران باہم متضادم اور اپنے اقتصادی

اور مالی اصول و ضوابط کے اعتبار سے باہم متضاد تھے... اسلام نے آکر ان کے متضاد قواعد و ضوابط کو ختم کیا... ان کی کرنسی کے اختلاف کو اتحاد میں تبدیل کیا، اس کے نتیجے میں ایک اسلامی اقتصادی نظام وجود میں آیا اور ایک اسلامی کرنسی (دینار و درہم) کا چلن ہوا اور ایک ہی زبان بولی جانے لگی... ان فتوحات کی وجہ سے اس وقت کی بیشتر بین الاقوامی تجارتیں یا تو مسلمانوں کے ہاتھوں میں آگئیں یا پھر ان کے رحم و کرم پر چلتی رہیں... ان فتوحات نے اسلامی ممالک کی ترقی کی راہ ہموار کر دی اور اسی ترقی نے اسلامی عربی تہذیب کی بنیاد اور اس کے فروغ میں اہم رول ادا کیا...

خلاصہ تحریر یہ ہے کہ اسلامی فتوحات، اپنے اغراض و مقاصد اور اپنے خصائص و خصائل ہی کے اعتبار سے نہیں بلکہ نتائج کے اعتبار سے بھی انفرادی حیثیت کی حامل ہیں... انہی مختلف اوصاف و خصوصیات کی وجہ سے اسلامی فتوحات نے تاریخ کو ایک نیا رخ دیا، انسانی تہذیب کی تاریخ میں ایک نمایاں مقام حاصل کیا اور عالم انسانیت کے سامنے نئی تہذیب کا ایک بیش بہا سرچشمہ پیش کیا...

☆☆☆☆☆

بقیہ: سرکاری فوج میں بھرتی ہونا یا فوجی ملازمت کرنا حرام ہے!

ہر گز نہیں! بلکہ قرآن کے خم کے موافق تو لازم تھا کہ وہ پورے طور سے جنگ کرتے مگر جب کہ ان کے اندر قوت نہیں ہے اس واسطے اس درجہ میں ایسا کرنا لازم ہوگا۔ یہ بھی لازم ہے کہ جس طرح سے اب تک قانون کی پابندی کی گئی ہے اسی طرح پابندی نہ کی جاوے۔ بلکہ قانون شکنی کے جو قواعد ہیں اس کے مطابق مقابلہ کیا جاوے۔

اس لیے میں ان آیات اور احادیث کے موافق جو کہ اس باب میں وارد ہوئی ہیں اس مضمون کی جو ابھی پڑھا گیا ہے، تحریک کرتا ہوں کہ ضروری ہے مسلمانوں پر کہ تمام فوجوں کو اور تمام لوگوں کو اس بات سے روکیں کہ وہ اتحادیوں کی کسی قسم کی مدد نہ کریں۔ اور اگر انکو راگورنمنٹ پر برطانوی فوجیں حملہ کر دیں تو وہ قانون شکنی کرتے ہوئے مقابلہ کریں اور جس قدر قوت اس میں صرف ہو سکے اس کو صرف کریں۔ اس لیے میں اپنے اس بیان کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ اکبر

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

خیالات کا ماہنامہ

ذہن میں گزرنے والے چند خیالات: جنوری ۲۰۱۸ء

معین الدین شامی

الفاظ سخت لگتے ہیں تو لگیں، لیکن ہم بے غیرت ہو چکے ہیں۔ لغت میں کوئی لفظ نہیں بچا جس کے استعمال سے ہماری غیرت جاگ جائے۔ کوئی استعارہ کوئی جذباتی و عقلی نعرہ، کوئی شرعی و فقہی جزیئہ نہیں بچا جسے بیان کیا گیا ہو اور ہماری غیرت جاگنے کو آئی ہو؟

بس خدائے بزرگ و برتر، عالی و اکبر، عزت مند و غیرت مند کے دربار میں آکھڑا ہوا ہوں۔ مانگتا ہوں غیرت و حمیت کہ غیرت ہو تو اسلحہ، فن اور علوم سب ہی راہ بنا لیتے ہیں۔ مانگتا ہوں وہ نظام کہ اپنی بیٹی زینب سے بد فعلی کرنے اور پھر اس ننھی کلی کا گلا گھونٹنے والے، خزیروں سے بدتر شخص کو کوڑے لگیں، اس کی چڑی ادھڑے، اس کو کسی اونچی عمارت سے یوں گرایا جائے کہ اس کا کلیجہ پھٹ جائے۔ پھر یوم قیامت اس کا بدترین حشر دیکھنا چاہتا ہوں۔ زینب کا مجھ سے کوئی نسبی رشتہ نہیں لیکن یہ ظلم میری برداشت سے باہر ہے۔

نجانے اس کے ماں باپ پر کیا گزری ہوگی؟

یہاں وہ بھی یاد رکھیں جنہوں نے رد الفساد کے نام پر عزتوں کا بیوپار کیا۔ جن بیٹیوں کے بیوپاریوں نے عزتوں کے محافظوں پر فساد کی تہمت لگائی اور اپنی تلواروں کو ان کے لہو سے سرخ کیا۔ شازیہ خالد، عافیہ صدیقی، جامعہ حفصہ کی بیٹیاں، سوات کی دختران اور قصور کی ننھی کلی زینب تک سب ہی بدلہ چکانہ ہمیں یاد ہے۔ ہم کچھ نہیں بھولے، نہ رب بھولا ہے۔ وہ رب تو تمہاری رسی دراز کر رہا ہے کہ تم کفر کے گڑھوں میں پڑو اور رب کے بندے تمہاری حقیقت سے آشنا ہو رہیں۔

پھول سی زینب کے معاملے میں ہمارے سیکھنے کی بات

اس سب معاملے میں چند نکات ہمارے سمجھنے کے ہیں، اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ لکھے اور پڑھنے والے کو صحیح فہم عطا فرمائیں، آمین۔

۱۔ اس قسم کے واقعات کی اصل وجہ رب کی زمین پر رب کا نظام نافذ نہ ہونا ہے۔ رب کا مبارک نظام:

- سب سے پہلے نکاح کے تمام راستے آسان کرتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں بشری تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے صحیح نظام اور صحیح مقام کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ نظام شریعت ان نکاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ پاک کا نہایت فضل و احسان ہے کہ جنہوں نے ہمیں اسلام کی دولت سے مالا مال کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں شفیق از نفس مادر، رحمت للعالمین عطا فرمائے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندوں پر جہاد کو فرض فرمایا کہ اس کے بندے اس راستے میں آکر اپنے گناہوں کی معافی تیز تر کروا سکیں۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمارے گناہوں کو بخش دیں اور ہم سب کو روحانی و جسمانی بیماریوں سے شفا یاب فرمائیں، آمین یارب العالمین۔

عافیہ سے زینب تک... ایک کہانی... ایک عنوان!

دل یوں غم زدہ ہے کہ ہاتھوں اور زبانوں کی حرکت تھم گئی ہے۔ آنکھوں سے بس آنسو بہتے ہیں۔ پہلی بار سمجھ میں آرہا ہے کہ 'ہارٹ اٹیک' یا حرکتِ قلب بند ہونے کا کیا مطلب ہوتا ہو گا۔ ساتھ ہی یہ بھی پہلی بار معلوم ہو رہا ہے کہ حرکتِ قلب کا غم سے کیا تعلق ہے؟

آج سے پندرہ برس قبل اٹھائی گئی ہماری عزت مآب بہن عافیہ صدیقی اور آج سے پندرہ دن قبل اٹھائی گئی ہماری پھول سے بیٹی زینب... یہ سب ایک ہی کہانی ہے۔ بس کرداروں کے نام اور جگہوں کے عنوان جدا جدا ہیں۔

ہم اتنے بے حس ہو چکے ہیں کہ جنہیں عافیہ کے پندرہ برس کے آنسو جن سے اک سمندر بھر جائے ہلانے کے لیے، ہمارے غیرت کو بیدار کرنے کے لیے کافی نہیں۔ ایک بے چاری زینب کی چیخیں ہمیں کہاں جگا پائیں گی۔

میں شرمندہ ہوں کہ میں ایک ایسی قوم کا فرد ہوں جس نے اپنی غیرت کا بیوپار کر لیا ہے۔ میری قوم کا کوئی فرد، کوئی پیشہ، کوئی عزت مند ایسا نہیں جس نے آگے بڑھ کر میری بیٹی زینب کو بچانے کے لیے ایک ذرہ برابر بھی محنت کی ہو۔ کیا صحافی، کیا دانش ور، کیا مسلمان سیاست دان، کیا اہل علم کی مسند پر بیٹھنے والے۔

کے خواہش مندوں کی کفالت بھی کرتا ہے جو نکاح تو کرنا چاہتے ہیں لیکن اسبابِ معاش وغیرہ نہیں پاتے۔

• جن لوگوں کو بقضائے بشریت ایک نکاح کفایت نہیں کرتا، نظام شریعت بشرطِ عدلِ ازواج بیک وقت چار نکاح کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

• گناہ کے راستوں کو مسدود کرتا ہے کہ جو لوگ برے ماحول کی وجہ سے گناہ کر بیٹھتے ہیں ان کے سامنے نہ راہِ گناہ ہوگی اور نہ گناہ۔

• تزکیہ اور نیکی کا ماحول جو لوگوں کو شہوت رانی، ہوس پرستی سے ہٹا کر، للہیت، فکرِ آخرت اور صبر و ایثار پر ابھارتا ہو۔

• جہاں شریعت سا پاکیزہ نظام نافذ ہو، نکاح آسان ہو، بے روزگار ضرورت مندوں کی کفالت ہو، چار چار نکاحوں کی اجازت ہو، تزکیہ و نیکی کا ماحول ہو، گناہوں کی راہ مسدود ہو پھر بھی کوئی شخص ناپاکی میں منہ مارے تو حدود کی سخت سزائیں جو اس شخص کے لیے آخرت میں پکڑ میں نرمی کا سبب بنیں اور دنیا والوں کے لیے عبرت کہ کوئی اور ایسا جرم کرنے کی جرأت نہ کرے۔

• درندہ صفت فسادی، جو صرف زنا و بدکاری کے مرتکب نہیں بلکہ معصوم کلیوں کے اغوا و بہیمانہ قتل جیسے جرائم میں بھی ملوث ہوں تو ان پر فساد فی الارض کے تحت سخت ترین تعزیری سزائیں۔

• خلاصہ یہ کہ شریعت سراسر رحمت ہے۔ اس کا نفاذ بھی، اس کی سہولتیں بھی، اس کی سزا بھی۔

ب. ان واقعات کی دوسری بڑی وجہ نظامِ کفر کا نفاذ ہے۔ نظامِ کفر:

• نکاح کو مشکل بناتا ہے۔ اس کے ساتھ معاشرتی، خاندانی، ثقافتی، روایتی، وطنی، مالی، قوم و لسانی ظالمانہ شرائط عائد کرتا ہے۔

• زنا کو ایک عیارِ مسکراہٹ، چند حقیر پیسوں اور ناجائز خواہشات کے ساتھ آسان بناتا ہے۔

• ڈراموں، فلموں، میڈیا، سوشل میڈیا، اخبارات اور جوان سب سے بچ جائے تو اس کے لیے جگہ جگہ فحش بل بورڈز جو بنا کسی شرم کے زنا کی دعوت دیتے ہوں کے ذریعے لوگوں کو زنا کی ترغیب دیتا ہے۔ زنا کو بہادری اور معاشرے میں حوصلہ مند لوگوں کا فعل قرار دیتا ہے۔

• گناہوں کی رغبت، فحاشی و عریانی کو فیشن، برائی کو عام چلن قرار دے کر بے راہ روی پھیلاتا ہے۔

ج. نظامِ شریعت سے انکار و جنگ اور اس نظامِ باطلہ کے نفاذ سے انسانوں میں جانوروں سے بدتر جذباتِ شہوانی ابھرتے ہیں جن کو صحیح انداز سے بجھانا تو درکنار ان کو بجھانے کا کوئی راستہ ہوتا ہی نہیں۔ نتیجے میں ایسے درندے نشوونما پاتے ہیں جن کی قریب قریب مثال شاید خنزیر سے ملتی ہو ورنہ خنزیر بھی کہیں جا کر حیا کرتا ہوگا، وہ بدکار ہوتا ہے لیکن بکاری کے بعد بہیمانہ قتل کر کے پھینک نہیں دیتا۔

د. ایسے درندگی کے واقعات کو میڈیا، سیکولر لادین ولادانش ور، سول سوسائٹی کے بیوپاری اٹھاتے ہیں:

• اور اسلام و مولوی سے جوڑ دیتے ہیں۔ اس اسلام سے جس کے خالق نے ماضی میں پوری ایک بدکار قوم آسمان سے پتھر برسا کر سنگسار کیا اور پھر ان کی بستی کو اٹھوا کر الٹا کر کے زمین پر پٹھا دیا۔ اس مولوی سے جوڑتا ہے جس کے مولوی نے چودہ صدیوں بلکہ اس سے بھی پیش تر دنیا کو اس نظام اور اس نظام کی فقہ و قانون سے روشناس کروایا جو بدکاری کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے والا ہے۔ بالفرض اگر کچھ نام نہاد لوگ اس فعل سے منسوب ہو بھی گئے تو مولوی برا نہیں بلکہ برے نے مولوی کا روپ اختیار کر لیا۔ ساتھ میں یہ لادین ولادانش یہ بھول

جاتے ہیں کہ مغرب میں یہ کام باقاعدہ حکومتی سرپرستی میں کلیسا میں
رسماً جاری رہا ہے۔

• ایسے واقعات کے بعد وہ فوراً جن موضوعات کو اٹھاتے ہیں وہ مزید
شیطنیت پھیلانے کا ذریعہ ہیں۔ چار ٹکے کے جبران ناصر، شہزاد
رائے، شرمین عبید چنائے جیسے لادین ولادانش اس کا حل بتاتے ہیں
کہ جنسی تعلیم (sex education) کو پہلی جماعت کے معصوم
بچوں جن کی عمر پانچ سے سات سال اور خیالات پاکیزہ و فطرت کے
قریب ہوتے ہیں پر لازمی کر دیا جائے۔ یہ لادین ولادانش کے بھول
جاتے ہیں کہ جب یہی جنسی تعلیم امریکہ و یورپ میں اس عمر کے
بچوں میں عام کی گئی تو آج وہاں کوئی لڑکی ساڑھے سولہ برس کی عمر
گزار نہیں پاتی کہ وہ اپنی بکارت بدکاری کے نتیجے میں کھو بیٹھتی ہے
چاہے وہ زبردستی ہو یا رضامندی سے۔ لڑکے اور لڑکی کی فیصد
تناسب ملا کر سترہ سال سے تجاوز کرتی ہی نہیں۔

پس خلاصہ یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو زبان و دل سے پڑھ کر اپنے اور اپنے
معاشرے پر نافذ کر دیا جائے۔

شہیدوں کی تنخواہ!

یہ لطیفہ نہیں ہے سنجیدہ بات ہے۔ پشاور ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی گئی ہے کہ چونکہ
’شہید زندہ ہوتے ہیں‘، اس لیے ان کی تنخواہیں ریٹائرمنٹ کی عمر تک جاری رکھی جائیں۔
ان شہداء کا تعلق فوج، پولیس اور اس قسم کے اداروں سے ہے۔
آئیے کچھ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں:

(1) شہید کسے کہتے ہیں؟ شہید ایک دینی اصطلاح ہے اور اس کا معنی ہے وہ
شخص جو اللہ کے راستے میں لڑتا ہو امارا جائے۔

(2) شہید کا بدلہ کون دیتا ہے؟ اللہ پاک فرماتے ہیں اور جو لوگ اللہ کی راہ
میں مارے گئے اللہ پاک ان کے اعمال ضائع نہ فرمائے گا یعنی ان کا پورا
پورا بدلہ دیا جائے گا، بلکہ اللہ پاک تو نیکی کا بدلہ خوب بڑھا چڑھا کر دیتے
ہیں۔

(3) یہ کیسے شہید ہیں جن کے وارث ان کی تنخواہوں کا مطالبہ کر رہے ہیں؟
شہید کے وارثوں کے لیے تو تمغہ شہادت ہی بہت ہوتا ہے۔ کوئی مجاہد تو
کسی بھی اسلامی سرحد، کسی دینی شعبے میں جاتا ہی اس لیے ہے کہ اس کی
جان لگ جائے اور دیگر اہل ایمان کی فحج جائے۔

(4) پس شہیدوں کے وارثوں کا ان کی ریٹائرمنٹ کی عمر تک تنخواہ کا مطالبہ
کرنا بتاتا ہے کہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی و شوہر تو ساڑھے سال کی عمر تک
تنخواہ پانے اور پھر ریٹائرمنٹ کے بعد پنشن کے حصول کی خاطر ان
اداروں میں بھرتی ہوئے تھے۔

(5) سو جن کا مطمح نظر پیسہ تھا، پھر وہ فرنٹ لائن اتحادی بن کر مارے گئے
بقول فیض ’تاریک راہوں میں مارے گئے‘، تو ان کی تنخواہیں تو جاری
کرنی ہی چاہئیں ورنہ خدا ہی ملانہ وصال صنم کے مصداق ٹھہریں گے۔
لہذا ان کو ان کے صنم یعنی پیسے سے ملایا جائے!

☆☆☆☆☆

جب مشکلوں کا دور ہو اور سازشوں کا زور ہو
جب رات بالکل گھور ہو... اور تم بہت کمزور ہو
تم رب سے رشتہ جوڑ کر... اور اس کا دامن تھام کر
تم اس کی رحمت مانگ کر... تم اس پہ مشکل چھوڑ دو
جب ظلمتوں پہ زور ہو... اور زندگی بے جوڑ ہو
جب یاس کا کچھ زور ہو... اور تم پر اس کا دور ہو
تم اخروی ایمان پر... تم اس کا دامن تھام کر
جنت کا سودا کر ہی لو... تم اس پر مشکل چھوڑ دو
جب دوست سب ناراض ہوں... اپنے ہی دل کی کاٹ ہو
جب مشکلیں ہزار ہوں... کوئی نہ غم خوار ہو
تو رب سے رشتہ جوڑ کر... تم درگزر کرتے رہو
ان جنتوں کی راہ میں... تم اس پر مشکل چھوڑ دو
شہید احسن عزیز رحمہ اللہ

۲۷ مئی ۲۰۱۷ء کو اسلامی یونیورسٹی اسلامی آباد میں ہونے والی ایک کانفرنس، صدر پاکستان ممنون حسین کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں ملک بھر کے ۳۱ علمائے جہاد پاکستان کے خلاف ”متفقہ فتویٰ“ جاری کیا۔ اس صورت حال میں مذکورہ ذیل تحریر مجلہ نوائے افغان جہاد میں جون ۲۰۱۷ء کو شائع ہوئی۔ اب ۱۶ جنوری ۲۰۱۸ء کو بھی پیغام پاکستان کے نام سے ایک ”متفقہ فتویٰ“ جاری ہوا ہے۔ شہر اسلام آباد ہی تھا، منتظم ادارہ بھی ”اسلامی یونیورسٹی“ تھا لیکن اب کی بار کتیس کی بجائے ۱۸۲۹ علماء و مفتیان کو ہانک کر اکٹھا کیا گیا اور ایوان صدر میں اس ”فتویٰ“ کی تقریب رونمائی ہوئی۔ اسی مناسبت سے جون ۲۰۱۷ء ہی میں شائع ہونے والی تحریر دوبارہ شامل اشاعت کی جارہی ہے۔ ”اسلامی ریاست“ کے گن گانے والے اگر شریعت مطہرہ کے احکامات و تعلیمات کی روشنی میں ان واضح حقائق کو جھٹلا سکیں تو ”پیغام پاکستان“ پر کچھ مزید معروضات پیش کی جاسکتی ہیں۔ [ادارہ]

کیا گیا، جہاد کو ریاست کی ذمہ داری ٹھہرایا گیا اور مجاہدین کو باغی قرار دے کر ان کے خلاف ہمہ قسمی کارروائیوں کی حمایت کا اعلان کیا گیا۔ باقی تمام مباحث کو کسی اور کے لیے اٹھارہ کر یہاں ہم ریاست پاکستان کی ”اسلامیت“ کے چند ”مظاہر“ کا ذکر کر کے علمائے کرام سے صورت احوال دریافت کرنے کی جسارت کریں گے کہ بغرض محال یہ مان بھی لیا جائے کہ ریاست ”کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئی“... تو ریاست کا یہ اسلام ایسا اٹل، پائیدار، مصمم اور ”ایلفی زدہ“ ہے کہ احکامات شریعت کے خلاف ہر طرح کی بغاوت کرنے کے باوجود بھی اُس پر کوئی حرف نہ آئے گا اور وہ بہر صورت مسلمان ہی گردانا جائے گا؟!

قانون کس کا نافذ ہے؟ اللہ کا غیر اللہ کا؟!

تقسیم ہند کے نتیجے میں پاکستان ۱۹۴۷ء میں قائم ہوا اور اس کے تقریباً ڈیڑھ سال بعد قرارداد مقاصد کی شکل میں اسے ”کلمہ پڑھایا“ گیا۔ سات دہائیاں بیت جانے کے بعد بھی اس زمین پر ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرا کہ جب یہاں احکامات شریعت کا نفاذ ہوا ہو! اس پر بات کی جائے تو سارا زلہ حکمرانوں کی ذات پر گرا کر یہاں قائم نظام کو صاف بچا لیا جاتا ہے۔ کیا علمائے کرام بتائیں گے کہ جس نظام کے تحت ستر سالوں میں بھی شریعت کے نفاذ کا خواب، محض خواب ہی رہے اُس کو محض فتویٰ کے زور پر کیونکر اسلامی باور کروایا جاسکتا ہے؟!

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں دعویٰ ایمانی کے باوجود اپنے باہمی تنازعات میں غیر اللہ کو حکم بنانے والوں کا ذکر کرتے ہوئے آیت نازل فرمائی:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ اَنْتَهُمْ اٰمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ
يُؤَيَّدُوْنَ اَنْ يَّتَحٰكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ط وَ يُؤَيَّدُوْا
السَّيْطٰنَ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا

”کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو (کتاب) تم پر نازل ہوئی اور جو (کتاںیں) تم سے پہلے نازل ہوئیں ان سب پر ایمان رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اپنا مقدمہ کا طاغوت سے فیصلہ کرائیں حالانکہ

جس طرح ایک فرد کلمہ ”توحید پڑھ کر اسلام کا قلاوہ اپنی گردن میں ڈالتا ہے، پھر اگر اُس سے جانے انجانے میں، جان بوجھ کر یا غلطی سے کوئی ایسا قول یا عمل سرزد ہو جائے جو فقہائے کرام کے تواتر و تسلسل سے بیان کردہ ”نواقض اسلام“ میں شمار ہوتا ہو تو اُسے توبہ کی تلقین کی جاتی ہے، نواقض اسلام کے ارتکاب کے مضمرات و عواقب سے آگاہ کیا جاتا ہے، ان کے بھیانک نتائج سامنے رکھے جاتے ہیں... اس سب کو دیکھ کر وہ شخص صورت حال کی سنگینی کو سمجھتا اور معاملے کی حساسیت کا قائل ہو کر اپنے قول و فعل پر نادم و شرم سار ہوتا ہے اور ایمان کی تجدید کرتا ہے تو اُسے دائرہ اسلام ہی میں شمار کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس اگر وہ اپنے قول و فعل پر مُصر رہے، اُس کے لیے دلائل اور حجیت لائے، صریح کفر کے ارتکاب کے بعد بھی شرمساری و ندامت کی بجائے ہٹ دھرمی و ڈھٹائی کے ساتھ خلاف شریعت امور پر اڑا رہے تو اس کا صاف مطلب ہے کہ وہ اپنا شمار ارتداد کو گنے لگانے والوں میں کروانا چاہتا ہے!

یہ معاملہ فرد واحد سے لے کر پورے معاشرے، سوسائٹی اور ریاست تک محیط ہے! جو قانون اور اصول فرد واحد پر لاگو ہو گا، اُسی کا اطلاق ریاست پر بھی ہو گا کہ ریاستی نظام اگر کبھی ”ملکی مفادات“ کے نام پر اور کبھی کسی آمر اور حکمران کی ذاتی پسند کے پیش نظر دین اور شریعت کی حدود و قیود سے باہر نکل کر کوئی بھی فیصلہ کرے گا، قدم اٹھائے گا یا پالیسی وضع کرے گا تو اس پالیسی اور فیصلہ سے رجوع کرنے کی بجائے اُس پر اصرار کرنے کے نتیجے میں اُس کا حکم بھی لامحالہ یہی ہو گا کہ اُس نے مستقضیات دین سے روگردانی اور ضروریات دین کا انکار کر کے اپنے لیے دین سے الگ راستہ چُن لیا ہے۔ لہذا اُس ریاستی نظام کو صرف اس وجہ سے اسلامی تصور کرنا کہ اُس نے ”قرارداد مقاصد“ کی صورت میں کلمہ پڑھ رکھا ہے، کسی صورت بھی دین و شریعت سے لگا نہیں کھاتا!

علمائے دار و سرکار کی خدمت میں!

اس تمہید کو ذہن میں رکھیے اور پھر ۲۷ مئی ۲۰۱۷ء کو اسلام آباد میں صدر پاکستان ممنون حسین کی صدارت میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں ۳۱ علمائے طرف سے جاری فتویٰ کو دیکھیے، جس میں پاکستان کو اسلامی ریاست گردانتے ہوئے موجودہ تحریک جہاد کا رد

ان کو طاغوت سے انکار کا حکم دیا گیا تھا اور شیطان (تویہ) چاہتا ہے کہ ان کو بہکا کر راستے سے دور ڈال دے۔“

تحکیم بغیر ما نزل اللہ ہی کے موضوع پر اسی سورت میں فرمایا گیا:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

”سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرماں برداری کے ساتھ قبول کر لیں۔“

ان آیات کی روشنی میں پاکستان میں قائم نظام کو کیا نام دیا جائے گا؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ اس ملک میں عدالتی نظام کی بنیاد تھامس برنگٹن میکالے کے وضع کردہ قوانین ”تعزیرات ہند“ ہی پر بعینہ (چند ایک ترمیمات کے ساتھ) قائم ہے، تعزیرات ہند کو انگریز سرکار نے ۱۸۶۰ء میں پورے ہندوستان میں رائج کیا تھا، اور ۱۹۴۷ء میں سے پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے اسے نظام پاکستان میں ”عدل و انصاف“ کی بنیاد بنا کر ”تعزیرات پاکستان“ کا نام دے کر منظور کر لیا!

احکامات شریعت سے اعراض اور دیدہ دلیری سے غیر اللہ کے وضع کردہ قوانین کے نفاذ کے نتیجے میں آج پاکستانی نظام ”عدل“ کے مارے ہوئے مسلمانوں کی حالت زار دیکھنی ہو تو کورٹ کچہری کا ایک آدھ چکر ہی اس کے لیے کافی ہے۔ ججوں اور وکلاء کی بد معاشیوں اور حرام خوریوں، پیچ در پیچ پیدا کی گئی قانونی پیچیدگیوں، پولیس اور انتظامیہ کی اٹھائی گیر فطرت اور عدالتی و سرکاری عملہ کی غنڈہ گردیوں میں پستی اور زلتی مظلوم عوام کا کون پُرسان حال ہے؟

نسل در نسل مقدمات چلتے ہیں، ججوں اور وکیلوں کی باہمی ملی بھگت سے تاریخوں پر تاریخیں دینے کا رواج عام ہے، قانونی موٹگیافوں اور حیلے بہانوں سے مقدمات کو طول دینا عام سی بات ہے، کمزور اور بے بس آدمی کی کوئی شنوائی نہیں جب کہ طاقت ور اور مال دار آدمی انصاف کو جب چاہے خرید سکتا ہے، جھوٹی گواہیوں اور من پسند فیصلوں کا حصول امیر اور با اثر افراد کے لیے کچھ مشکل نہیں! جب کہ غریب و لاچار سالکین کی زندگیاں ہی عدالتی سیڑھیوں اور کچہری کے برآمدوں میں رُلتے رُلتے بیت جاتی ہیں!

آئے روز یہ واقعات رونما ہوتے ہیں کہ کوئی بے گناہ مظلوم اپنی عمر کے بہترین دن جیل میں گزار کر جب تک اگلے جہاں سدھار چکا ہوتا ہے تب جاکر اُس پر قائم مقدمہ قتل میں پچیس سال بعد فیصلہ ہوتا ہے کہ ”نامزد ملزم کو بے گناہ قرار دیا جاتا ہے!“... کیا ”اسلامی ریاست“ میں عدل و انصاف اس خستہ خالی کا شکار ہوتے ہیں؟ اور کیا ”اسلامی نظام“ ایسا

ہوتا ہے کہ جس کے تحت انگریزی قانون کا نفاذ ہو اور اُس کے زہرناک اثرات سے بلبلاتے عوام کی اشک شوقی کرنے والا بھی کوئی نہ ہو؟! اس ”اسلامی نظام عدل“ کی حقیقت جاننے کے لیے دیگ کا ایک چاول پیش خدمت ہے!

۷ دسمبر ۲۰۱۷ء کو چنیوٹ کی رہائشی رانی بی بی کو اٹھارہ سال جیل کی سلاخوں کے پیچھے گزارنے کے بعد انصاف مل گیا۔ لاہور ہائی کورٹ نے رانی بی بی کو شوہر کے قتل کے الزام سے باعزت بری کر کے رہائی کا حکم دے دیا۔ رانی بی بی کے ساتھ قتل کیس میں سزا کاٹنے والا اس کا والد محمد امیر جیل میں ہی انتقال کر گیا تھا۔ انیس سو اٹھانوے میں رانی بی بی کے شوہر اصغر کے قتل پر مقتول کے بھائی نے رانی بی بی، اس کے والد، والدہ، بھائی اور کزن کو ملزم نامزد کیا تھا۔ رانی بی بی پر بیٹنے والے کڑے احوال اُسی کی زبانی سنئے اور اس ظالمانہ اور سفاکانہ نظام کو ”اسلامی ریاست“ ہونے کا سرٹیفکیٹ دینے والوں کی دیدہ دلیری کو داد دیجیے!

”میں کہتی رہی کہ ہم بے قصور ہیں لیکن نہ تو قانون کو کوئی فرق پڑا، نہ جج نے کچھ سنا۔ جیل میں آئے تو ایبل کی درخواست کے لیے پولیس والے سے چار سو روپے مانگے۔ ہم اتنے مجبور اور غریب تھے کہ یہ چار سو روپے بھی نہ تھے۔ یوں محض چار سو روپے نہ ہونے کے باعث مجھے ۱۹ سال سلاخوں کے پیچھے گزارنا پڑے۔ یہ ۱۹۹۸ء کا واقعہ ہے جب رانی بی بی پر ان کے شوہر کو قتل کرنے کا الزام لگا۔ ان کے والد، والدہ، بھائی اور کزن کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ پھر عدالت نے اس خاندان کو عمر قید کی سزا سنائی۔“

رانی بی بی پنجاب کے شہر چنیوٹ کے قریب ایک گاؤں میں کرائے کے مکان میں رہتی ہیں۔ گرفتاری کے وقت ان کی عمر تقریباً ۱۵ سال تھی۔ میرے والا پر بہت تشدد کیا گیا، پھر پانچ سال بعد وہ جیل میں مر گئے، میرا بھائی جوانی میں جیل گیا اور اب بوڑھا اور بیمار ہو کر نکلا ہے۔ قتل کے الزام میں سالوں قید رہنے کے بعد بھائی کورٹ نے رانی بی بی کو ناکافی ثبوت اور ناقص شواہد کی بنیاد پر باعزت بری کر دیا۔ وہ کہتی ہیں کہ میری زندگی، میرا خاندان برباد کر دیا، آج کہتے ہیں کہ عدالت نے باعزت بری کیا ہے۔ اس ملک کی حکومت، یہاں کی عدالتیں اور پولیس، کوئی بھی میرے ساتھ نہ تھا۔“

مکرمین ختم نبوت اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شامین ”اسلامی“ ریاست میں!

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کھلم کھلا شرک فی الحکم کرنے والے مجرم نظام کو ”اسلامی پہناوے“ پہنائیں لیکن یہ نہ اللہ کے ساتھ شرک سے باز رہنے والا ہے نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت و توہین کی سرپرستی سے پیچھے رہنے والا ہے۔ وردی والوں کے خلاف سوشل میڈیا پر ملکی مہم نماچیز چلی تو اس میں ملوث تمام لوگ دھر لیے گئے، چاہے اُن کا تعلق کسی

بھی سیاسی جماعت سے تھا، کوئی رعایت نہیں کی گئی۔ جب اسی سوشل میڈیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) کی ذات اقدس پر جن شیطانوں کے رکیک حملے کیے، انہیں پاکستان ہی کے ”اسلامی“ خفیہ اداروں نے چند دن اپنے پاس مہمان رکھنے کے بعد بحفاظت ملک سے فرار کروادیا۔

اس ”اسلامی“ ریاست میں ایک ملحد اور گستاخ گورنر کو قتل کرنے والے ممتاز قادری کی سزائے موت پر تو دونوں میں عمل درآمد کیا جاتا ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والی آسیہ مسیح کو سزائے موت کا حکم سنائے جانے کے باوجود اپنی حفاظت میں ’پالا پوسا‘ جارہا ہے۔ اس سے قبل گستاخ رمشا مسیح کو بھی ”اسلامی ریاست“ اور اس کی ”اسلامی“ فوج امریکی فضائیہ کے ہیلی کاپٹر میں بحفاظت فرار کروا چکی ہے! یہی پر بس نہیں بلکہ اس ”اسلامی“ فوج کا بد بخت ترجمان تو صلیبی آقاؤں کی گود میں بیٹھ کر ”چارلی لیڈو“ جیسے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین گستاخوں سے ہمدردی جتاتا رہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس مبارک تک اپنے پلید ہاتھ لے جانے والے صلیبیوں کو قتل کرنے والے کواشی برادران رحمہما اللہ کی مبارک کارروائی سے متعلق بکواس کرتا رہا۔ آپ کو یاد نہیں کہ اس موقع پر ”ایمان تقویٰ جہاد“ والی فوج کے ترجمان عاصم باجوہ نے کیا کہا تھا؟ ۷ جنوری ۲۰۱۵ء کو پیرس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو عاشقوں نے گستاخوں کو خون میں نہلایا اور ۲۰ جنوری ۲۰۱۵ء کو عاصم باجوہ نے برطانیہ میں بیٹھ کر سی این این کو انٹرویو دیا اور کہا:

”دنیا میں کہیں بھی سو فی صد تحفظ کی ضمانت نہیں دی جاسکتی، جس کی مثال پیرس واقعہ ہے، دہشت گرد کبھی بھی، کہیں بھی اور کسی بھی وقت حملہ کر سکتے ہیں۔“

۱۲ مارچ ۱۹۹۹ء کو قرارداد مقاصد کی صورت میں ریاست کو ”کلمہ“ پڑھایا گیا۔ پھر یہی ”اسلامی“ ریاست تھی کہ جس کا وزیر خارجہ ظفر اللہ خان جیسا مستکر ختم نبوت اور ملعون مرزا قادیانی کا کٹر پیروکار تھا۔ ظفر اللہ خان ۱۹۹۷ء سے ۱۹۹۸ء تک وزیر خارجہ رہا۔ اور پوری دنیا میں ”اسلامی“ ریاست کی نمائندگی کرتا ہے۔ اسی قادیانی قبیلہ کی ایما اور ہلہ شیری پر پاکستان کی ”اسلامی“ فوج نے ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کے ہزاروں پروانوں اور مجاہدوں کو لاہور میں شہید کیا۔

پھر اس ”اسلامی“ ریاست میں پورے ۲۵ سال تک قادیانی ”قانونی مسلمان“ جانے جاتے رہے۔ ۱۹۷۳ء میں کڑوا گھونٹ پی کر قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ یہ سوال پھر بھی اپنی جگہ قائم ہے کہ ایک اسلامی ریاست میں منکرین ختم نبوت کو کافر سمجھنے اور قرار دینے کے لیے اللہ تعالیٰ کا قرآن، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل اور اسوہ، نعوذ باللہ کیوں ناکافی

سمجھا گیا اور جب تک ”قانونی و آئینی“ تقاضے پورے نہ کیے گئے اُس وقت تک آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کی تکفیر بھی نہ کی گئی!!!

قادیانیوں کو کافر قرار دینے کا معاملہ صرف اتنا ہی ہے کہ آئین و قانون نے انہیں دائرہ اسلام سے خارج تصور کیا ہے۔ باقی یہ منکرین ختم نبوت ”اسلامی“ ریاست کے برابر کے شہری ہیں، ان کے جماعت خانے آباد ہیں، ”فلاح و بہبود“ کی آڑ میں ان کی تبلیغی سرگرمیاں جاری ہیں، ملک کے سرکردہ عہدوں، بیوروکریسی، فوج و اسٹیبلشمنٹ اور دیگر اداروں میں ان کے مضبوط نیٹ ورک قائم ہیں۔ ”اسلامی“ ملک کی معروف عصری درس گاہوں کے ڈیپارٹمنٹس کے نام عبدالسلام قادیانی سے منسوب کیے جا رہے ہیں۔ اور اب تو ان کی ہمدردی اور غم خواری میں غوامد اور سیکولر عناصر مل کر شور ڈالنے اور پروپیگنڈے کے ذریعے انہیں پاکستان کی ”مظلوم ترین کمیونٹی“ ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں!

اسلام اور دین کی تو بنیاد ہی خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے اقرار پر ہے! فقہائے کرام کا منکرین ختم نبوت کے ارتداد پر اجماع ہے۔ پھر کیا اسلامی ریاست میں منکرین ختم نبوت، جن کے ارتداد و زندیقیت پر چودہ صدیوں میں امت میں کوئی اختلاف نہیں رہا، وہ اس ”حسن سلوک“ سے نوازے جاتے ہیں؟! کیا اس حساس اور نازک ایمانی معاملہ میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسوہ اپنانا اسلامی ریاست کا فرض اولین نہیں کہ منکرین ختم نبوت کے خلاف کھلا اعلان جنگ کر کے انہیں بُری طرح سے قتل کیا جائے اور اس فتنہ کو جڑ سے ختم کرنے کے لیے انہیں بالکل تہ تیغ کر دیا جائے؟!

اسی طرح کیا ”اسلامی“ ریاست یہ بھی کر سکتی ہے کہ ایک جھوٹے داعی نبوت، کذاب یوسف، جسے پاکستانی قانون نے بھی جھوٹے دعویٰ نبوت کا مجرم قرار دیا، کے خلیفہ اور اُس کی اپنی زبان میں ”میرے صحابی“ ملعون زید حامد کو ”اسلامی“ فوج کا غیر رسمی ترجمان مقرر کیا جائے؟! اور یہ ملعون زید حامد باقاعدہ طور پر ”اسلامی“ فوج کے پے رول پر کام کر رہا ہے اور اسے معاشرے میں اپنا زہر پھیلانے کے لیے ہر قسم کی آزادی، فوج کی سرپرستی اور میڈیا کی بے لگام حمایت حاصل ہے! اس سب کچھ کا تصور ”اسلامی“ ریاست میں کیا جاسکتا ہے؟

سودی معیشت اور اہل ایمان کا استحصال:

”اسلامی“ ریاست کے معاشی نظام کو دیکھیں تو سرمایہ کاروں، جاگیر داروں، ساہوکاروں، وڈیروں اور صنعت کاروں نے پوری معیشت کو اپنی یرغمال بنایا ہوا ہے۔ سود جیسی لعنت جسے اللہ تعالیٰ نے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے صریح جنگ کے مترادف قرار دیا، علما کی بیان کردہ ”ریاست اسلامی“ کی معاشی عمارت کو سہارا دیے ہوئے ہے! آئین میں سود کو ختم کرنے کی شق شامل کر کے، اسلامی نظریاتی کونسل اور شریعت کورٹ

کی طرف سے سود کے خلاف فیصلے صادر کر کے ”اسلام کا بول بالا“ کیا گیا لیکن سپریم کورٹ آف پاکستان نے اس سارے ”بول بالے“ کے خلاف حکم امتناعی جاری کر کے دھڑلے سے اللہ اور اُس کے رسول کے خلاف برسرِ جنگ رہنے کے خدائی چیلنج کو قبول کر رکھا ہے! کیا ایسے میں بھی ”ریاست کے اسلام“ کو ہلکی سی گزند نہیں پہنچتی؟!

پاکستان کی نصف آبادی کے قریب آبادی خطِ غربت سے نیچے زندگی گزار رہی ہے اور بقیہ آبادی کا بیشتر حصہ ”لوئر مڈل کلاس“ سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ تمام آبادی زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے محروم ہے، صحت کی سہولتیں ناپید ہیں، ایک متوسط گھرانے کا ہر فرد آٹھ سے بارہ گھنٹے مسلسل کام کرتا ہے پھر بھی معاشی اخراجات تنگی ترشی سے ہی پورے ہوتے ہیں۔ غریب، کولہو کے تیل کی طرح دن رات محنت کر کے اس قابل بھی نہیں ہو پاتا کہ شام کو اپنے بچوں کے پیٹ میں اتنے لقمے ڈال سکے جو انہیں دن بھر کے فاقے کے نڈھال پن سے کچھ افاقہ دلا سکیں، مفلوک الحال عوام کے پاس بے چارگی اور مفلسی کی داستانوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے، سسک سسک کر مرنے سے بہتر جو راستہ نکالا جاتا ہے اُس سے متعلق آئے روز اخبارات کی ”دو کالمی“ خبریں سامنے آتی رہتی ہیں کہ ”فاقوں سے تنگ ماں نے بچوں سمیت نہر میں کود کر خود کشی کر لی، بھوک سے بلکتے بچوں کو زہر دے کر باپ نے اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیا“... ایک جانب تھر میں قحط سے مرتے اور پیاس سے تڑپتے جان دیتے خزاں رسیدہ سوکھے پتوں کی مانند بچے ہیں... دوسری جانب حکمران، جرنیل، سیاست دان، بیوروکریٹ، جاگیر دار، سرمایہ دار اور طبقہ اشرافیہ کی موجِ مستیاں عروج پر ہیں...

جرنیل، سیاست دان، بیوروکریٹ اور تمام مترفین اربوں کھربوں روپے کی کرپشن کر کے ”اسلامی آئین و قانون“ سے مکمل ریلیف پاتے ہیں... ڈی ایچ اے سوسائٹیوں سے بحریہ ٹاؤن تک، پانامہ سے سرے محل تک، جاتی عمرہ سے بنی گالا تک آسود گئیاں ہیں اور قوم کے مال پر عیاشیوں کا نہ تھننے والا سلسلہ ہے... ان حرام خوروں کے ہاں چہار اطراف شادیانے بجتے اور خوشیوں کی برسات ہے اور اُن فاقہ کشوں کے ہاں ڈکھوں کی ایسی سوغات کہ بوڑھے ماں باپ سے لے کر کم سن بچوں اور شیر خوار نو نہالوں تک کسی کو فاقوں نے مار دیا اور کسی کو علاجِ معالجے سے محرومی نے بیماریوں کی قبر کی دیواروں سے لگا رکھا ہے... کیا یہ بدترین استحصالی نظام ”اسلامی“ کہلائے گا کہ جس کے تحت مسلمان سات دہائیوں سے اُسی طرح چس رہے ہیں جیسے چکی کے دوپاٹوں میں گھیسوں پتا ہے؟!

الحادولادینی پھیلاتا تعلیمی نظام:

سر سید کا محبوب اور میکالے ہی کا بنایا گیا تعلیمی نظام پورے پاکستان میں رائج ہے اور اُس کے ایمان گُش اثرات معاشرے میں جابجا پھیلتے اور پنپتے نظر آتے ہیں۔ الحادولادینیت کی نرسیوں کی حیثیت اختیار کرنے والے ان اداروں کو ریاستی سرپرستی حاصل ہے!

نوجوانوں کو حبِ دنیا کا اسیر بنانے، اُن میں دین بے زاری کی خُور پر و ان چڑھانے، توحید، نبوتِ محمدی اور معاد جیسے اساسی عقائد بارے اُن کے ذہنوں کو تشکیک و شبہات سے بھر دینے، ملحدین کی ایک پوری نسل تیار کرنے اور جنسی آوارگی کو ”کلچر“ بنانے کے علاوہ اس پورے نظامِ تعلیم کا اور کیا مقصد ہے؟ یہی وجہ ہے کہ عصری تعلیمی ادارے ”اُس بازار“ کا منظر پیش کر رہے ہیں اور یہاں سے دلال و چھنل کھیپ در کھیپ تیار ہو کر نکل رہے ہیں! یہ سب کچھ ”اسلامی ریاست“ کی ناک نیچے ہو رہا ہے بلکہ اُس کی سرپرستی و نگرانی میں یہ تمام خباثتیں پروان چڑھ رہی ہیں!

”اسلامی“ ریاست کے ذرائعِ ابلاغ:

میڈیا کو ”اسلامی ریاست“ ہی نے پوری طرح آزادی دے کر شعائرِ دینی کے خلاف مہمات چلانے اور مسلمہ احکاماتِ دین کی نئی تعبیرات کو عام کرنے کی اجازت بھی دی ہے اور انہیں اسلام تعلیمات سے صریح بغاوت کے باوجود ہر طرح کا تحفظ بھی دے رکھا ہے۔ معاشرے میں فحاشی و عریانی پھیلانے والوں کے متعلق قرآن مجید تو دردناک عذاب کی وعیدیں سنائے اور ایک ”اسلامی ریاست“ ہے کہ انہیں تمام طرح سے حفاظتی حصار فراہم کرے!

”اسلامی“ ریاست، لشکرِ صلیب کی صفِ اول!

آئینی، قانونی، نظریاتی، تعلیمی، اقتصادی، معاشی اور معاشرتی طور پر ہر طرح سے شریعت سے بغاوت کرنے پر بھی جب ریاست کے ”اسلام“ پر کوئی گزند نہیں آئی تو نوبت یہاں تک آن پہنچی کہ کفار کے ساتھ مل کر لاکھوں مسلمانوں کا خون بہانے پر بھی ریاست کا ”اسلام“ سالم کا سالم ہی رہا! ستم یہ کہ کفار کے ساتھ صرف ملے نہیں بلکہ صفِ اول کے اتحادی بنے اور تاحال ہیں! یہ بھی نہیں کہ ”دل میں برا جان کر“ کفار کی معاونت کی ہو بلکہ پوری شرحِ صدر کے ساتھ یہ بھی تانک جرائم کیے اور فخر سے خود کو non nato ally اور front line state بتا کر دنیا بھر میں سینہ پھلاتے پھرتے ہیں!

کامل سولہ سال تک افغان مسلمانوں کے خلاف استعمال ہونے والی ایک ایک گولی اور تمام گولہ بارود ”اسلامی ریاست“ کی زمینوں کو روندنا ہوا اور فضاؤں سے ہوتا ہوا افغانستان میں موجود امریکی فوجی اڈوں تک پہنچتا رہا۔ صرف حرب و ضرب کا سامان ہی کیا، امریکی فوجیوں کے لیے ہر طرح کا رسد، بشمول شراب، خنزیر اور پیپروں کے... افغانستان پہنچانا ”اسلامی ریاست“ ہی کی ذمہ داری رہی!!!

مالکنڈ ڈویژن اور آزاد قبائل میں گزشتہ دس سالوں میں جو قیامتیں گزر گئیں اور وہاں کی مساجد، مدارس، بستیاں، بازاروں، شفاخانوں اور آبادیوں کو صلیبیوں کی ”فرنٹ لائن“ اتحادی، لیکن مکمل ”اسلامی“ فوج نے صفحہ ہستی سے مٹا ڈالنے کے لیے لاکھوں ٹن آہن، آتش و بارود پھونک ڈالا... لیکن مجال ہے کہ یہاں ”اسلام“ پر کوئی ہلکی سی آج بھی آئی ہو!

بہن عافیہ صدیقی اور ہزاروں عرب و عجم کے گہر پاروں کو کفار کے ہاتھ بچ کر ڈال رکھے کیے گئے، لیکن مذکورہ بالا اکٹس علما میں سے کسی کے لب نہ ہلے کہ عالمو! ”اسلامی ریاست“ ہونے کا کچھ تو پاس و لحاظ رکھ لو! جامعہ حفصہ سے لے کر اخروٹ آباد تک مسلمانوں بہنوں کے چھیڑے اڑا دیے گئے لیکن یہ علما خاموشی کی چادر اوڑھے رہے کہ ریاست کا ”اسلام“ تو بہر حال محفوظ ہی ہے!!!

ہم کچھ بھی کہیں اُس پر جذباتیت کی مہر لگا کر ”اسلامی ریاست“ کو برحق ثابت کرنے کے لیے نو نو من وزنی ”علمائے میٹھاپان“ پوری ”پاکستان علما کونسل“ نامی پلٹون سمیت آدھکتے ہیں! ذرا گھر کے فرد کی زبان سے سن لیجیے پہلے وانا آپریشن میں شریک ہونے والا سابق کورمانڈر اولپنڈی لیفٹیننٹ جنرل جمشید گلزار کیانی بھی ریٹائرمنٹ کے بعد یہی رونا روتے روتے مر گیا اور پرویز ملعون کے قریبی ساتھی سابق چیف آف جنرل سٹاف لیفٹیننٹ جنرل شاہد عزیز نے بھی اپنی کتاب ”یہ خاموشی کہاں تک؟“ میں ان جرائم کو قبول کیا ہے! جنرل شاہد ہی کے الفاظ پڑھ لیجیے!!!⁵

”افغانستان کے اندر امریکہ کے قتل و غارت میں ہم کھل کر شامل ہیں اور اُن کے ساتھی ہونے پر ناز ہے۔ اللہ نے قرآن میں کہا ہے: اگر تم کافروں کا کہان لوگے تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں پر پھیر دیں گے، پھر تم بڑے خسارے میں پڑ جاؤ گے۔“ یہ وہ مشہور یوٹرن ہے جو ہم نے فخر سے اس صدی کے آغاز میں لیا اور آج بھی اسی کے گیت گاتے ہیں۔ اور کتنے ہی منہ یہ راگ الاپتے نہیں تھکتے کہ یہ جنگ ہماری بقا کی ہے۔ اپنی ہی بقا کے لیے خود کشی؟! نہیں نہیں، خود کشی نہیں، ہم اپنے بچے نئے خداؤں کے قدموں میں پھینٹ چڑھاتے ہیں۔“ ”جو لڑتے ہیں، ان ہی کے ظلم سے مجبور ہو کر اٹھتے ہیں، پھر انہیں دہشت گرد کہتے ہیں۔ اس ہی لیے ان کے دانشور کہتے ہیں کہ دہشت گردی کی بنیادی وجوہات پر بحث غیر ضروری اور نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ اس سے دہشت گردی کو فروغ ملتا

⁵ یہاں یہ بات یاد رہے کہ یہ تمام جز لزل ان جرائم میں خود بلا واسطہ شریک رہے ہیں۔ اب اگر یہ اپنے جرائم قبول کرتے ہیں تو بھی ان کی کوشش ہوتی ہے کہ فوج کو بحیثیت ادارہ صاف بچا نکالا جائے اور تمام ملہ کسی جنرل یا فرد واحد پر ڈال کر اُسے ہی اول و آخر مجرم باور کروایا جائے۔ حالانکہ دین و ملت سے ہر طرح کی خیانت میں اور کفار کا آلہ کار بننے میں فوج بحیثیت ادارہ ہی ذمہ دار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشرف کے سراسر الزام دھرنے والے قصداً اس حقیقت سے اعراض کرتے پائے جاتے ہیں کہ مشرف کے جانے کے بعد پوری فوج انہیں کرتوتوں اور جرائم میں ملوث رہی ہے بلکہ آئے روز اس کی خباثتیں بڑھتی ہی چلی جا رہی ہیں! لہذا جنرل شاہد جیسے گھر کے بھیدی کے تمام انکشافات اور اعتراضات کو صدق وھو کذاب کے تناظر میں ہی دیکھنا چاہیے!

ہے۔ دہشت گردی کو دہشت گردی سے ہی ختم کیا جائے، اس پر بات کرنا اسے ہوا دینا ہے۔ جو جہاد کی بات کرے اُس کا منہ بند کرنا لازم ہے۔ اور آج ان نئے خداؤں کا کہنا ہے کہ ہتھیار اٹھانے والوں پر اس کی قیمت اتنی بڑھائی جائے کہ ان کی برداشت سے باہر ہو۔ اُن پر ہماری دہشت قائم ہو جائے۔“ ”دہشت گردی کا موضوع پاکستان کے قبائلی علاقوں سے شروع کر کے، کراچی کے ساحل تک محدود کر دیا گیا ہے۔ ان (میڈیا والوں) کو حکم ہے کہ اس کا تعلق ہماری حکومت کے افغانستان میں قتل و غارت میں ملوث ہونے سے نہ جوڑا جائے۔ نہ ہی افغان مسلمانوں کی قابل ستائش جدوجہد کا ذکر کیا جائے۔ نہ ہی افغانستان اور FATA میں ہونے والی قتل و غارت دکھائی جائے۔ بس جب کوئی بڑی خبر ہوتی ہے، جو چھپا نہیں سکتے تو تھوڑا سا دکھا دیتے ہیں، سرخرو ہونے کے لیے۔ افغان مجاہدین کو بھی دہشت گرد ہی کہتے ہیں تاکہ انہیں بھی کوڑے کے رنگ میں رنگ دیں۔ امریکہ کی اس جنگ کو حق پرستی کہا جاتا ہے اور دہشت گردی کو پاکستان کی سالمیت کے لیے سنگین خطرہ، تاکہ یہ جنگ ہماری جنگ کہلائے اور اس میں ہر قسم کا ظلم جائز قرار پائے۔“ ”یہ سب صرف اس لیے کہ ہم امریکہ کے ساتھ ہو کر افغانستان پر اُس کے غاصبانہ قبضے کی امداد میں ہزاروں مسلمانوں کے قتل میں شامل رہیں، اور اپنے اس گھناؤنے کام پر فخر کر سکیں۔ اور قوم کو اس دھوکے میں رکھیں کہ اللہ اس پر راضی ہے، یہی سیدھی راہ ہے۔ پھر قوم کو روزمرہ کے اتنے مسائل میں الجھائے رکھا کہ امریکہ کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے قتل و غارت کے بارے میں سوچنے کا موقع ہی نہ ملے۔“ ”پھر ایک اسلامی مملکت کو امریکہ کے ہاتھوں بکتے دیکھا ”قومی مفاد کی خاطر“ اور آہستہ آہستہ ایک طاقت ور حکمران کو چھپ چھپ کر، ٹکڑوں میں سوئی ہوئی قوم کی آزادی کا سودا کرتے دیکھا، لال مسجد میں انسانوں کو جلتے دیکھا۔“ ”کرائے کے عالمو! اللہ کی آیتوں کو تھوڑی سی قیمت پر فروخت نہ کرو۔ جب گھٹنہ بھرٹی وی پر بیٹھ کر دین کے نام پر دہشت گردی کے خلاف منطقیں جھاڑتے ہو تو یہ کہنا کیوں بھول جاتے ہو کہ ہم اللہ کے تمام احکامات کے خلاف افغانستان میں کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کا قتل عام کر رہے ہیں، جس کے نتیجے میں ہمارے ملک میں آج آگ لگی ہے؟ ہم ہی دہشت گرد ہیں۔“

[یہ خاموشی کہاں تک؟ ص ۴۲۱، ۳۹۸، ۳۸۹، ۳۸۷، ۳۸۶، ۳۸۲]

دینی تعلیمات اور شریعت کے واضح احکامات سے کھلی بغاوتوں کو دکھانے کے لیے یہ تو 'دیگ' کے چند چاولوں کے طور پر چند ایک شعبہ ہائے زندگی سے کچھ مثالیں پیش کیں ہیں وگرنہ نظام پاکستان اور اس کے رکھوالوں نے تو "اسلامی" کافقیاں چہروں پر لگا کر اس سرزمین کو ظلم و فساد سے بھرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور دین و شریعت کی دشمنی میں کسی بدترین کافر کو بھی اپنے قریب پھٹکنے نہیں دیا!

قیام پاکستان کے وقت یقینی طور پر برصغیر کے مسلمانوں نے لاکھوں کی تعداد میں جانیں وار کر تاریخی قربانیوں کی داستانیں رقم کیں، یہ قربانیاں صرف اور صرف دین اور شریعت کے لیے دی گئیں! لیکن ان قربانیوں سے خیانت اور غدور کی جو روش اس "اسلامی" نظام اور اس کے محافظوں نے اپنائی ہے اُس کی مثال شاید ہی کہیں اور مل سکے! اسی لیے حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ بھی ان خائنوں کا اصل چہرہ پہچان لینے کے بعد آخری عمر میں تناسف، ملال اور رنج کی تصویر بننے لگے جہاں سدھار گئے۔

رحمہ اللہ تعالیٰ!

اے علمائے کرام! اسے آپ کی سادگی سمجھا جائے یا حقائق سے چشم پوشی... آپ اُس ریاست کو "جہاد کافر بیضہ سوئپ" رہے ہیں جو اللہ سے بغاوت پر اتراتی اور کفار کی غلامی و چاکری پر نازاں ہے! اللہ تعالیٰ نے تو اسلامی ریاست کی اولین ذمہ داریاں یہ بیان کی ہیں:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا الزَّكَاةَ وَآمَرُوْا بِالنُّصْرَةِ وَكَهَنُوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (الحج: ۴۱)

"وہ لوگ کہ جنہیں ہم زمین پر اقتدار دیں تو وہ نماز قائم کریں، نظام زکوٰۃ رائج کریں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کریں۔"

جب کہ یہاں صورت حال یہ ہے کہ جس ریاست کے ذمہ جہاد کو لگایا جا رہا ہے وہ نظام صلوٰۃ و زکوٰۃ کیا نافذ کرے گی، اس کے قیام سے آج تک اس کے حکمرانوں اور محافظ جرنیلوں تک میں کوئی ایک آدھ ہی پابند صلوٰۃ آیا ہوگا، وگرنہ ننانوے فی صد حکمران تو تارکین صلوٰۃ و زکوٰۃ اور زہیم و بدکار ہی گزرے ہیں... ان کے کندھوں پر "دین کی کوہان" کا بوجھ لاد دینا... اسے کیا کہا جائے؟ ان کا "جہاد" تو وہی ہے جو یہ گزشتہ سولہ سال سے امریکی طاغوت کی سرکردگی میں کر رہے ہیں! پھر کیا یہ ہے "اسلامی" ریاست جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کافر بیضہ کا حقہ انجام دے رہی ہے؟! یہ تو ہر منکر کی محافظ اور پشت پناہ ہے! اس نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والوں کے ساتھ جامعہ حفصہ اور لال مسجد میں جو کچھ کیا اور جس طرح سفید فاسفورس انہیں جلا کر راکھ کر دیا، کیا یہ ریاست "جہاد" کرے گی؟!!

اے علمائے کرام! چاہیے تو یہ تھا کہ آپ اس نظام کے "اسلام" پر صدقے واری جانے کی بجائے اس کے صریح طاغوت ہونے کو کھلم کھلا بیان کرتے لیکن ظاہر ہے درباری و ابلیسیوں اور خصوصاً جی ایچ کیو سے قربتوں کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں، جنہیں آپ خوب نبھا رہے ہیں!

لیکن حق بھی اپنے تقاضے رکھتا ہے! جنہیں نبھانے کے لیے شہید اسلام مولانا یوسف لدھیانوی سے لے کر مولانا عبداللہ غازی تک، مفتی نظام الدین شامزئی سے لے کر مولانا نصیب خان تک، مولانا سلطان غنی عارف سے لے کر مولانا ولی اللہ کابل گرامی تک، مولانا امین اور کزئی سے لے کر مولانا ولی الرحمن تک اور مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار سے لے کر مولانا عبدالرشید غازی تک (رحمہم اللہ علیہم اجمعین، رحمۃ واسعۃ) کا کردار اپنانا پڑتا ہے!

حق کی یہی امتیازی شان ہے کہ علمائے حق، طواغیت عصر کے سامنے کورنش بجالانے اور ان کے "اسلام" کو بہر صورت ثابت و سالم رکھنے واسطے دین کا یو پار نہیں کرتے بلکہ یا تو حمایت و نصرت حق کی پاداش میں قبروں میں جا جاتے ہیں یا زندانوں کو آباد رکھتے ہیں! اور بلاشبہ وریب آخرت کی کمائی سے جھولیاں بھرنے والے یہی "مکفر بالطاغوت" کا مندرینہ ادا کرنے والے ہیں! باقی تو پیچھے دھن اور الھکم التکاثر کے سوا بچتا ہی کیا ہے؟! ☆☆☆☆☆

"میری رائے میں: واللہ اعلیٰ آج تارک قتال فی سبیل اللہ اور تارک نماز و روزہ میں کوئی فرق نہیں۔"

میری رائے میں دعوت دین، تصنیف و تالیف یا دینی تربیت میں مشغولیت کو نہ تو ترک جہاد کا بہانہ بنایا جاسکتا ہے، نہ ہی اللہ کی پکڑ سے بچانے کا ذریعہ۔ میری رائے میں آج زمین پر بسنے والے ہر مسلمان کی گردن میں ترک قتال فی سبیل اللہ کا طوق ہے؛

ہر مسلمان کے کندھے پر بندوق چھوڑنے کا طوق کے گناہ کا بوجھ ہے۔

بلاشبہ جو مسلمان بھی اس حال میں جان دے رہا ہے کہ اس کے ہاتھ بندوق سے، بغیر کسی شرعی عذر کے خالی ہیں تو وہ ایسے حالات میں قتال کو ترک کر بیٹھا ہے جب معذروں کے سوا دنیا کے ہر مسلمان پر قتال فرض عین ہو چکا ہے اور فرض اسی حکم کو کہا جاتا ہے جسے پورا کرنے پر ثواب اور ترک کرنے پر گناہ یا حساب کا سامنا کرنا پڑے۔"

[امام الجہاد ڈاکٹر عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ کی وصیت سے اقتباس]

”ہم نے میرا شاہ میں سی آئی اے کے دفاتر کھول دیے۔ سی آئی اے کے کہنے پر ہماری ڈپلائمنٹ ہوئی، سی آئی اے کے کہنے پر ہمارے آپریشنز ہوئے، دو بریگیڈز ہم نے ایسٹرن بارڈر سے ویسٹرن بارڈر پر منتقل کیں، جب انہوں نے اینا کانڈا آپریشن شروع کیا بارڈر کے اس پار تو ہمیں حکم ملا کہ ہم المیزان آپریشن شروع کر دیں، ہم نے شروع کر دیا۔ پہلا ریڈ اپریل ۲۰۰۲ء میں حقانی کے مدرسے پر ہوا، دو دن بعد حقانی کے مدرسے پر دوسرا آپریشن ہوا، اس کے بعد منتو میں آپریشن ہوا، ۸ پہلی کاپٹر استعمال ہوئے، ساری انفارمیشن سی آئی اے کی تھی، وہ لیڈ کرتے تھے۔ ہم نے ۶ سو القاعدہ کے لوگ ان کے حوالے کئے، ہم نے افغانستان کے سفیر کو بے عزت کر کے ان (امریکہ) کے حوالے کر دیا۔ ہم نے ستاون ہزار بی باون بم بارطیارے اڑائے اپنے ہوائی اڈوں سے افغانوں پر بم باری کرنے کے لئے۔“

یہ الفاظ آئی ایس آئی کے سابق آفیسر میجر عامر کے ہیں۔ بقول اقبال رحمہ اللہ:

تو جھکا جب غیر کے آگے نامن تیرا ناتن تیرا

غیر کے آگے جھکنے والوں نے غیرت و حمیت کا وہ تاریخی سودا کیا، کہ تاریخ بھی شرمنا جائے۔ مسلمانوں کو ”طوفان آئے تو سر نیچے کر لینا چاہیے“ جیسا بزدلانہ سبق پڑھانے والا کوئی اور نہیں ”نمبر ون“ کا سربراہ تھا۔ وہی نمبر ون کے جن کا سارا زور اسلام اور اہل اسلام کو کچلنے، پس زنداں ڈالنے، عقوبتوں خانوں میں اذیتیں دینے اور جعلی مقابلوں میں شہید کرنے پر صرف ہوتا ہے۔ انگریز کی ہی تربیت یافتہ اور اسی کے نقش قدم پر چلتی یہ فوج جن کی ہائی کمان کے نام تو مسلمانوں جیسے ہو گئے لیکن کر توت اپنے انگریز آقا جیسے ہی رہے، نے قیام پاکستان کی ابتداء ہی سے اپنے عزائم ظاہر کر دیئے۔ ۴۸ء میں کشمیر میں فوجیں نا اتارنے والوں نے قبائل میں اسی سال بمباری کر کے یہ واضح کر دیا کہ ہماری لغت میں ”دشمن“ وہی ہے جو ہمارے انگریز آقا کا دشمن تھا۔ ان کی رجمنٹوں کے نام تو تبدیل ہو گئے لیکن ان کی تاریخ اٹھارویں صدی سے ہی شروع ہوتی ہے۔ مجاہدین اسلام کے خلاف اپنی اس تاریخ پر ناز کرنے والوں، اور اپنی تقاریب میں ان ”کارناموں“ پر فخر کرنے والوں نے اسی تاریخ کو سقوط امارت اسلامیہ کے بعد ایک بار پھر دہرایا۔

اپنے زیر تسلط نہتی مسلم عوام پر فرعون کی طرح ظلم کرنے والوں کی بہادری فقط ایک فون کال نے واضح کر دی۔ غلامی کے ایسے سیاہ باب کا آغاز ہوا کہ شاہ بھی اپنے سے زیادہ، اپنے اس وفادار کی کارکردگی پر حیران تھا۔ امارت اسلامیہ کے سفیر کو بے عزت کر کے کفار کے حوالے کر دیا۔ ڈالروں کی چاٹ لگی تو پانچ پانچ ہزار ڈالر کے بدلے اس نمبر ون فوج نے اپنے ہی ملک کی بہن بیٹیوں کو بھی کفار کے ہاتھ بیچنے سے دریغ نہ کیا۔ روشن خیالی کے نام پر

بے حیائی و الحاد کا طوفان اٹھا دیا۔ ہر دین اسلام کے نام لیوا پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا۔ جن چن کر فوج میں سے اسلام پسند لوگوں کو جبری رخصت دی گئی۔ پاکستان کی سر زمین کو سی آئی اے کے غنڈوں کی آماجگاہ بنا دیا گیا۔ مجاہدین کے خلاف امریکہ کے کہنے پر ایک کے بعد ایک آپریشن کیا گیا۔ اپنی شاہراہیں گروی رکھوا دی گئیں۔ جو آج بھی غاصب امریکی فوج کی عسکری و مالی رسد کا سب سے بڑا راستہ ہے۔ مساجد و مدارس کا تقدس ناپاک بوٹوں سے پامال کیا۔ اسلام پسندوں سے خفیہ عقوبت خانوں کو بھر دیا۔ لال مسجد تا قبائل ہر دین کے نام لیوا کو بزور قوت کچلنے کی کوشش کی گئی۔ غرض آخرت کی تباہی کا مکمل سامان اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ حقیقی معنوں میں اپنے طاغوتی آقا پر تن من وار دیا۔ اور آقا نے ہمیشہ دھنکارتے ہوئے ”ڈومور“ کا مطالبہ کیا۔ ذلت و پستی کی اس سے بڑھ کر کیا مثال ہو گی کہ جس آقا کے لئے مسلم خون کی ندیاں بہا دی گئیں، وہ آج جواب میں تمہیں جھوٹا اور فریبی کہتا ہے۔ جس کی خوش نودی کی خاطر امت کا پاکیزہ ترین لہو بہایا، خوب سیرت جوانیاں پس زنداں کیں، مساجد، مدارس، علما و طلبہ طالبات کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے، وہ آج بھی تم سے بدظن ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ دنیا و آخرت کا خسارہ ہے ان لوگوں کے لئے جن کی توانائیاں فی سبیل الطاغوت خرچ ہوتی ہیں۔

وہ جارہا ہے کوئی شب غم گزار کر

امریکی صدر کی جانب سے ”سربازار“ اس بے عزتی پر خفت مٹانے کو پروپیگنڈا مہم شروع کر دی گئی کہ ہم نے امریکیوں کے ساتھ ڈبل گیمنگ کی ہے۔ اس ڈبل گیمنگ پر پھر ”رشتک“ ہی کیا جاسکتا ہے، جس نے ملک و ملت کو فقط بزدلی اور غداری کا سبق دیا۔ جس نے نکت و خون کا بازار گرم کیا، اور آج بھی کسی شاہراہ پر امت کا پاکیزہ لہو ہر پانچویں دن بہا دیا جاتا ہے۔ ڈبل گیمنگ کا ڈھنڈورا پیٹنے والو! یاد رکھو۔ یہ امت اپنے دشمنوں کو یاد رکھتی ہے۔ یہ تو ممکن نہیں عیش سے تم رہو، اور ملت ہماری عذابیوں میں ہو۔ ان شاء اللہ وہ وقت اب زیادہ دور نہیں، جب تمہارے ایوانوں کے یہ بلند و بالا حصار خاک میں مل جائیں گے۔ مجاہدین اسلام اپنے رب کی نصرت سے آزمائشوں میں بھی ثابت قدم رہے ہیں، کہ ان سے کیا گیا وعدہ مالک کائنات کا تھا، اور ان کا سہارا بھی رب العالمین، کہ صرف وہی واحد اک حقیقی سہارا ہے۔ کلمہ توحید کی سر بلندی کی جدوجہد کا مرکز صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ ہندوستان، کشمیر، بنگال و برما بھی ہیں۔ کشمیر میں بھی رب کی نصرت سے تمہاری چالیں اب ناکام ہوتی نظر آرہی ہیں۔ اللہ کے چند شیروں نے مقبوضہ وادی میں اب شریعت یا شہادت کا نعرہ بلند کیا ہے۔ رب تعالیٰ ان کی نصرت فرمائے۔ رب العزت تمام مجاہدین کے اعمال کو بھی شریعت کے تابع فرمائے، مسلم خون کی حرمت کا پاس رکھنے والا، عامۃ المسلمین سے محبت کرنے والا بنائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆



”اور ہم نے لوہا اُتارا جس میں سخت ہیبت و قوت ہے!“ (سورہ حدید ۲۵)

یقیناً یہ لوہا اللہ کی پیاری شریعت کے دشمنوں، نبی پاک ﷺ، ان کی ازواج مطہرات، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، قرآن و حدیث اور شریعت کے احکامات (جہاد، پردہ، داڑھی وغیرہ) پر بھونکنے والے گستاخ، ملحدین و زنادقہ اور امت مسلمہ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے والے بد طینت افراد و گروہوں سے اللہ کی زمین کو پاک کرنے کے لیے ہی اتارا گیا ہے۔

یہ سال 2017 کے وہ چند واقعات ہیں باقی جو پورے ملک میں میڈیا کی نظروں سے اوجھل رہے اس کی تعداد اس سے گنتا زیادہ بنتی ہے۔ یہ ہے وہ ازادی جس کی مغرب ہمیں دعوت دے رہا ہے اور جس کو اپنانے کی خاطر پاکستان کے لبرلز دن رات ایک کر چکے ہیں۔ اور سیکورٹی ادارے انہیں مکمل تحفظ اور تعاون فراہم کر رہے ہیں۔ اگر کوئی صاحب ایمان ان کے خلاف لکھتا ہے یا آواز بلند کرتا ہے یا اس مادر پدر ازادی کو روکنے کی کوشش کرتا ہے تو سیکورٹی ادارے اسے اٹھا کر لاپتہ کر دیتے ہیں اور پھر کسی جعلی مقابلے میں پار کر دیتے ہیں۔ مغرب اس کوشش میں ہے کہ یہاں بھی وہی ماحول قائم کرے جیسا کہ ان کے ہاں چل رہا ہے۔ اور معصوم زینب جیسی کلیاں روز مسکتی رہیں اور لوگ تماشہ دیکھتے رہیں اور اس طرح کے واقعات کے خلاف کوئی آواز بلند کرنے والا بھی نہ رہے۔ لیکن اس خیال است و محال است و جنوں۔

کیونکہ اس سرزمین پر اب بھی ایسے مخلص اور جری جوانوں کی کمی نہیں ہے جو حالات کا رخ موڑ دینے کا عزم و حوصلہ رکھتے ہیں اور اس باطل نظام کو اکھاڑ کر شرعی نظام کے قیام کا جذبہ رکھتے ہیں اور یہ کوئی فرضی یا جذباتی باتیں نہیں ہیں بلکہ وہ نوجوان اے روز اس باطل نظام کے خلاف عملی کاروائیوں میں قربانیاں دے رہے ہیں اور اپنا خون دے کر اس امت کی عزت و ناموس کا دفاع کر رہے ہیں اور شریعت یا شہادت کا نعرہ متانہ لگا کر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب باطل نظام کا خاتمہ ہوگا اور شرعی نظام عدل کا قیام ہوگا۔

اللہ تعالیٰ وطن عزیز میں اسلامی نظام کی بہاریں دکھادے۔

23-10-2017

ایوب الانیسی کی لکھی ہوئی کتاب کا مضمون پرکھ کر تشدد مزوروں کا احتجاج

ایوب الانیسی کی لکھی ہوئی کتاب کا مضمون پرکھ کر تشدد مزوروں کا احتجاج

ایوب الانیسی کی لکھی ہوئی کتاب کا مضمون پرکھ کر تشدد مزوروں کا احتجاج

23-10-2017

قصور تھانیدار کے بیٹے کی عوا کے بعد بچی سے زیادتی کی کوشش

قصور تھانیدار کے بیٹے کی عوا کے بعد بچی سے زیادتی کی کوشش

قصور تھانیدار کے بیٹے کی عوا کے بعد بچی سے زیادتی کی کوشش

22-10-2017

بھائی 5 ناباشوں کی ظالم کو غوا کر کے کئی فزیت کیا

بھائی 5 ناباشوں کی ظالم کو غوا کر کے کئی فزیت کیا

بھائی 5 ناباشوں کی ظالم کو غوا کر کے کئی فزیت کیا

21-10-2017

چیرمین چوال کے بیٹے کی سب سے بڑی لڑکی کا اغوا کر لیا جتنا زیادتی

چیرمین چوال کے بیٹے کی سب سے بڑی لڑکی کا اغوا کر لیا جتنا زیادتی

چیرمین چوال کے بیٹے کی سب سے بڑی لڑکی کا اغوا کر لیا جتنا زیادتی

19-10-2017

جائے پیر والا فیزیت میں بیوی بچوں کی قتل کر کے کئی فزیت کیا

جائے پیر والا فیزیت میں بیوی بچوں کی قتل کر کے کئی فزیت کیا

جائے پیر والا فیزیت میں بیوی بچوں کی قتل کر کے کئی فزیت کیا

09-10-2017

چودھریوں کا خاتون پر تشدد قتل کی دھمکیاں پھیلانے والی سے گریز

چودھریوں کا خاتون پر تشدد قتل کی دھمکیاں پھیلانے والی سے گریز

چودھریوں کا خاتون پر تشدد قتل کی دھمکیاں پھیلانے والی سے گریز

09-10-2017

بہاولپور فیزیت کی نابالغ بیٹی اغوا کر کے قتل کر کے کئی فزیت کیا

بہاولپور فیزیت کی نابالغ بیٹی اغوا کر کے قتل کر کے کئی فزیت کیا

بہاولپور فیزیت کی نابالغ بیٹی اغوا کر کے قتل کر کے کئی فزیت کیا

09-10-2017

شیخوپورہ زیادتی کی شکار دو شیر و انصاف کیلئے بدلتے ہوئے

شیخوپورہ زیادتی کی شکار دو شیر و انصاف کیلئے بدلتے ہوئے

شیخوپورہ زیادتی کی شکار دو شیر و انصاف کیلئے بدلتے ہوئے

07-10-2017

جہان 9 سالہ بچی کا زیادتی کے بعد قتل کر کے کئی فزیت کیا

جہان 9 سالہ بچی کا زیادتی کے بعد قتل کر کے کئی فزیت کیا

جہان 9 سالہ بچی کا زیادتی کے بعد قتل کر کے کئی فزیت کیا

04-10-2017

قصور میں ایک بچی جماعتی زیادتی کا شکار

قصور میں ایک بچی جماعتی زیادتی کا شکار

قصور میں ایک بچی جماعتی زیادتی کا شکار

03-10-2017

شیخوپورہ میں عزیز محبت کش کی 10 سالہ بیٹی اغوا زیادتی کے بعد قتل

شیخوپورہ میں عزیز محبت کش کی 10 سالہ بیٹی اغوا زیادتی کے بعد قتل

شیخوپورہ میں عزیز محبت کش کی 10 سالہ بیٹی اغوا زیادتی کے بعد قتل

27-09-2017

77 سالہ بچہ اغوا کر لیا پولیس ایک بچی کی زیادتی کا

77 سالہ بچہ اغوا کر لیا پولیس ایک بچی کی زیادتی کا

77 سالہ بچہ اغوا کر لیا پولیس ایک بچی کی زیادتی کا

25-09-2017

بہاولپور 17 سالہ کی اغوا کر کے زیادتی پھیلاتے فزیت کیا

بہاولپور 17 سالہ کی اغوا کر کے زیادتی پھیلاتے فزیت کیا

بہاولپور 17 سالہ کی اغوا کر کے زیادتی پھیلاتے فزیت کیا

27-09-2017

77 سالہ بچہ اغوا کر لیا پولیس ایک بچی کی زیادتی کا

77 سالہ بچہ اغوا کر لیا پولیس ایک بچی کی زیادتی کا

77 سالہ بچہ اغوا کر لیا پولیس ایک بچی کی زیادتی کا

بغاوت فرض ہوتی ہے!

بغاوت فرض ہوتی ہے

اپانج، مُردہ دل لوگو

بغاوت فرض ہوتی ہے

جہاں حاکم نہ ہو اللہ

جہاں قانون ناں قرآن

وہاں حکم خدا ہے یہ

بغاوت فرض ہوتی ہے

جہاں بھٹکے اجالے ہوں

جہاں اندھے سویرے ہوں

جہاں روشن دیا کرنا

بغاوت کے برابر ہو

تو ان اندھوں کی بستی میں

بغاوت فرض ہوتی ہے

جہاں سانسیں خریدیں ہم

کبھی بک کر کبھی مر کر

جہاں ہم پیٹ بھرنے پر

منائیں جشن گھر گھر پر

تو اس مسکین بستی میں

بغاوت فرض ہوتی ہے

جہاں حق دار کہتا ہے

وہاں اوپر میں پوچھوں گا

یہاں پر تو خدا ہے تو

خدا اپنے سے پوچھوں گا

قیامت جب ہو یوں برپا

بغاوت فرض ہوتی ہے

یہ سرگلیوں میں کٹوانا

جہاں پہ ریت بن جائے

غربتی کا مداوا جب

فقط یہ موت رہ جائے

جہاں بھگے دوپٹہ جب

تو ماں کا خون سے بھگے

جہاں یہ عمر بے چاری

سدا ماتم میں بس گزرے

وہاں مرنے سے پہلے تو

بغاوت فرض ہوتی ہے

جہاں وجہ حکومت کی

رگوں میں دوڑتاخوں ہو

جہاں عقل و خرد ساری

فقط دولت کی مرہوں ہو

جہاں انصاف کر سی ہو

جہاں قانون کر سی ہو

جہاں عالم بھی کر سی ہو

جہاں مذہب بھی کر سی ہو

تو ایسی بے کسی میں ہی

بغاوت فرض ہوتی ہے

جہاں حاکم ہو بس اللہ

جہاں قانون بس قرآن

اسی دور حکومت میں

اطاعت فرض ہوتی ہے

وگرنہ کچھ بھی ہو جائے

بغاوت فرض ہوتی ہے

سنو اندھو! سنو بہرو!

اپانج، مُردہ دل لوگو

سنو حکم خدا ہے یہ

بغاوت فرض ہوتی ہے!

اتباف ابرکت



کاروائیاں

7503

استشہادی کاروائیاں

48



سال ۲۰۱۷ء میں ملک کے مختلف علاقوں میں دشمنوں کے ۲۰ طیاروں کو تباہ کیا گیا۔

ہیلی کاپٹرز

13



ڈرون

7



قتل

زخمی



289

صلیبی

124

صلیبی



14938

مرتدین

9430

مرتدین



مرتد کمانڈرز قتل

408



2976

تباہ



323

غنائم



4196

گرفتار

اس کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا اور پھر اس کو کس طرح ٹھکانے لگایا گیا۔ یہ سب دنیا کے سامنے ہے، اس نے بھی اسی ہدف کی خاطر بڑے سے بڑے جائز و ناجائز اقدام کیے لیکن اس سب کے بعد بھی اس کو کس درجہ عبرت ناک انجام کا سامنا کرنا پڑا۔ وہی صدام جو صد اوتی کر سی سے گرجتا تھا، بے بسی ولا چاری کے سبب سوراخوں کی پناہ لینے پر مجبور ہوا، اور اسی جگہ کی دوست کے ہاتھوں اس کو موت کا پھندا پہننا پڑا جس کی رضامندی کے لیے وہ کسی بھی اقدام سے گریز نہ کرتا تھا، فاعتبروا یا اولی الابصار!

کہا جاتا ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے اور بار بار دہراتی ہے۔ چنانچہ اب نظام پاکستان جس کو حالیہ صلیبی جنگ میں اہل کفر کے فرنٹ لائن اتحادی کا درجہ حاصل ہے، اس کے ساتھ بھی وہی ہوا، پاکستان کی سرکش فوج اور اس کی بے لگام خفیہ ایجنسیاں گزشتہ پندرہ سال سے اپنے شب و روز ایک کر کے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر کے اسی ہدف (خوشنودی کفار) کو حاصل کرنے کی جستجو میں ہیں اور اس دوران میں ان کو کئی دفعہ مختلف انداز سے اس غلط فہمی میں رکھنے کے لیے مختلف القابات سے نوازا جاتا رہا جس سے یہ تاثر ملتا رہا کہ وہ اپنے ہدف کی طرف کامیابی سے بڑھ رہی ہیں۔

چنانچہ نائن الیون کے واقعے کے بعد امارت اسلامیہ افغانستان کے خلاف کارروائی کے لیے امریکہ نے نظام پاکستان کو ”پتھر کے دور“ سے ڈرا کر اپنے ساتھ ملایا۔ یہ وہ موقع تھا جہاں ان کے کفر و اسلام کا حقیقی معنی میں امتحان تھا اور ان کے سامنے دو راستے تھے ایک یہ کہ طاغوت کے ساتھ کھڑے ہونے کے بجائے امارت اسلامیہ کے محافظ بننے، اسلام اور مسلمان کی عزت اور سر بلندی کے لیے اپنی توانائیاں کام میں لاتے اور پاکستان کے حصول کا جو حقیقی مقصد تھا کہ اسلام اور مسلمانوں کو شوکت حاصل ہو، اس کا عملی ثبوت فراہم کرتے، خدا اور رسول کی غلامی میں باعزت زندگی بسر کرتے یا پھر اپنی جانیں خدا کے مبارک دین پر نچھاور کر دیتے۔

لیکن ایسا نہ ہوا ایسی تمام توقعات کے خلاف لنگا بنے لگی، ان منافقین نے اپنا ہاتھ بیہود و نصاریٰ کے ہاتھ میں تھما دیا اور اسلام کے بجائے کفر و ارتداد، خدا کے مقابلے میں شیطان کو ترجیح دی۔ امریکی کتوں کے ساتھ افغانستان میں امارت اسلامیہ کے سقوط کے لیے آمادہ ہو گئے، اپنے زمینی، فضائی تمام راستے ان کے لیے کھول دیے، اپنے وطن کے وہ اڈے جو شاید اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ کی نیت سے قائم کئے گئے تھے، وہی اسلام کے خلاف استعمال ہونے لگے، سمندری بندر گاہیں اور تمام شاہراہیں اپنے آقاؤں کی امداد کے لیے

وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ (البقرة: ۱۲۰)
”آپ سے یہودی اور نصاریٰ ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں۔“

اس آیت مبارکہ میں اللہ جل شانہ نے مؤمنین کو ایک مسلم اور بنیادی اصول سے آگاہ کر دیا تھا کہ ان کفار و منافقین اور اسلام دشمنوں کو راضی کرنے میں اپنا وقت اور قوت ضائع نہ کرنا کیونکہ ان کی رضامندی اس وقت تک حاصل نہیں کی جاسکتی جب تک کہ ان کے دین کو اختیار نہ کر لیا جائے۔ یا تو ان کا دل جیتو یا پھر اپنے دین پر قائم رہو۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے کہ یا تو اپنے دل میں خدا کو جگہ دو یا پھر اس کے اور اس کے دین کے دشمن کو! ایمان پر قائم رہتے ہوئے ان (کفار) کی دل جوئی اور خوشی حاصل کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:

”یہ لوگ تجھ سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے، لہذا تو بھی انہیں چھوڑ اور رب کی رضامندی کے پیچھے لگ جا، دین حق وہی ہے جو اللہ نے تجھے دیا ہے، تو اس پر جم جا، حدیث شریف میں ہے کہ میری امت کی ایک جماعت حق پر جم کر دوسروں کے مقابلے میں رہے گی، اور غلبہ کے ساتھ رہے گی یہاں تک کہ قیامت آئے، پھر اپنے نبی کو دھمکایا کہ ہرگز ان کی رضامندی اور ان سے صلح جوئی کے لیے اپنے دین میں سست نہ ہونا، ان کی طرف نہ جھکنا، ان کی نہ ماننا۔“

تاریخ اسلام میں اس کی کئی عملی مثالیں بآسانی مل جاتی ہیں کہ جب بھی کسی مسلمان حاکم یا کسی فرد نے کفار کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کی یا تو اس کو اپنی منشا کے حصول کے لیے لازمی طور پر اپنے مذہب کو خیر باد کہنا پڑا اور پھر ذلالت و رسوائی مقدر بنی۔ کیونکہ اگر ایسا ہو جائے کہ دین بھی باقی رہے اور دشمنان خدا کی رضامندی بھی مل جائے تو اس سے قرآن کا جھوٹا ہونا لازم آئے گا اور ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا۔ تاریخ اسلام میں اس کی مشہور مثال وہ ہے جو عیسائیوں کے غرناطہ پر حملے کے وقت سامنے آئی۔ غرناطہ کے فرمانروا ابو عبد اللہ نے عیسائیوں کے سامنے صرف سجدہ نہیں کیا باقی تمام طریقوں سے ان کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کی اور یکے بعد دیگرے ان کے مطالبات ماننا چلا گیا لیکن آخر کار اس کا، اس کی سلطنت اور اس کی رعایا کا جو حشر ہوا وہ عبرت کے لیے آج تک کافی و شافی ہے۔ ماضی قریب میں اس کی روشن مثال صدام کا دور حکومت ہے کس طرح

کھول دیں۔ چنانچہ برائے نام آزاد اور خود مختار ملک کی فضا میں امریکی ڈرون طیارے گردش کرنے لگے، بغیر کسی جھجک اور ہچکچاہٹ کے اپنے اہداف کو نشانہ بنانے لگے، اور آئے روز پاکستان کی آزادی اور خود مختاری پر طمانچہ دے مارتے رہے اور یہ باور کراتے رہے کہ یہ تمہاری غلط فہمی ہے کہ تم آزاد ہو کیونکہ آزاد قومیں کبھی ہکا نہیں کرتیں، اپنے مذہب، وطن کی عزت اور خود داری کی کبھی قیمت نہیں لگاتیں، یہ پاکستانی فوج جس کی بہادری کا لوہا تمہارے نزدیک ایک مسلم امر ہے، کیوں مارے خوف کے ان کو دانتوں پسینے آنے لگے تھے، اور ان کی کی ٹانگیں کیوں کانپنے لگیں تھیں؟

فوج کے قیام کا اصل مقصد یہ ہوا کرتا ہے کہ وہ اپنی ملکی حدود میں کسی غیر کو داخلے سے مانع بنیں، جیسے کتا ایک گھر کی رکھوالی کیا کرتا ہے جب تک یہ مقصد حاصل ہوتا ہے تب تک تو معاملہ ٹھیک ہے ورنہ ان کی حیثیت ایک پالتو کتے سے بھی نیچ ہو جاتی ہے۔ خاص طور پر اگر کوئی کتا اسی گھر میں کھائے بھی اور گھر کے افراد کو ہی بھونکے کاٹنے لگے تو اس کا آپ سوچ سکتے ہیں کیا انجام ہونا چاہیے۔ بے وقوفی اور دھوکہ دہی صحیح معنی میں عروج پر ہے، عوام کو فوج کے بارے میں دھوکہ دینے کے لیے آج سے ۵۲ سالہ قبل ۱۹۶۵ء کی جنگ کی کہانیاں دہرائی جاتی ہیں لیکن حیرت ہوتی ہوتی ہے کہ یہ ۱۹۷۱ء جیسے جانکاہ سانحہ کو کیونکر بھلائے بیٹھے ہیں، جب اسی بہادر فوج کے نوے ہزار مسلح فوجی، مشرک ہندوؤں کے سامنے تسلیم ہو گئے تھے۔ یہ ایسا منفرد سیاہ داغ ہے جو تاریخ میں صرف اسی فوج کا مقدر ٹھہرا، شاید ہی انسانی تاریخ میں اس درجہ بزدلی کا کوئی واقعہ ہوا ہو، لیکن صد آفرین اس عوام کو کہ وہ اس انمٹ داغ کے باوجود اس سے نہ جانے کیسی کیسی توقعات لگائے بیٹھے ہیں۔

صلیبی اتحاد کی صف اول کا کردار نبھانے کے پیچھے چونکہ اصل غرض آقاؤں کی خوشی تھی اس لیے اُن کی تمام تمدد کے باوجود سے دل کو تسلی نہ ہوئی تو ان کی خواہش پر پورے ملک میں جہاد اور مجاہدین کے خلاف کارروائی کا آغاز ہو گیا، جگہ جگہ سے بڑے بڑے مجاہدین کو گرفتار کر کے خفیہ واعلانہ امریکہ کے حوالے کیا گیا۔ عافیہ صدیقی اور ملا عبد السلام ضعیف اس کی زندہ مثالیں ہیں، شیخ خالد محمد کی حوالگی بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، باقی خفیہ طور پر جو کچھ ہوا اس سے خدا ہی پوری طرح واقف ہے۔ افغان جنگ میں امریکی شکست کی بنیاد رکھنے والے غیور قبائل کو دہشت گرد قرار دیا گیا۔ ڈالروں کے عوض امریکہ کی جنگ کو اپنے سر لیا گیا اور وہ قافلے جن کا رخ افغانستان کی طرف تھا ان کو اپنی طرف متوجہ کر لیا گیا، جس کے نتیجے میں ان جاں بازوں نے بھی پاکستانی فوج کو تنگی کا ناچ نچایا اور فوج کی ایک بہت بڑی تعداد ہلاک ہو گئی۔ اس کے علاوہ جو اسلام اور مسلمانوں کے وفادار خفیہ

طریقوں سے اٹھائے گئے اور بے دردی سے شہید کئے گئے ان کا شمار اندازے سے باہر ہے۔ بار بار آپریشن کی وجہ سے جو پورے علاقے خاک کا ڈھیر بن گئے وہ ایک مستقل باب ہے۔

الفاظ میں یقیناً وہ قوت نہیں جو اس درد اور احساس کو پوری طرح واضح کر سکے لیکن اس درد سے وہی واقف ہے جس کے گھر سے جنگ کے نتیجے میں کئی جنازے نکلے۔ کتنے ہی بیٹے اپنے والدین اور والدین اپنے بچوں سے ہمیشہ کے لیے بچھڑ گئے۔ خلاصہ یہ کہ اس جنگ نے صرف پاکستان میں وہ المناک داستانیں قائم کیں جن سے انسانیت تا قیامت شرمندہ رہے گی۔ اس کے نتیجے میں اس فوج کی قدر اہل اسلام کی نظر میں ایک وحشی صفت جانور سے زیادہ نہ رہی، یہی باوردی سپاہی جس کو ایک غیور مسلمان فخر کی نگاہ سے دیکھا کرتا تھا اب ان پر تھوکتا بھی گوارہ نہیں کرتا۔ ملک میں جگہ جگہ یہ فورسز، مجاہدین کی زد میں ہیں اور جہاں موقع ہاتھ آتا ہے وہاں ان سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ اسی فصل کو کاٹا جا رہا ہے جس کا بیج جنرل مشرف نے صدر بٹش کے جھنڈے تلے آکر بویا تھا۔ ہزاروں جانیں گنوا کر بھی امارت اسلامیہ سے خیانت کی قیمت نہ چکا کی جاسکی اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں کہ خائنوں کی بھڑکائی اس آگ کو بجھانے کے لیے مزید کتنے خون کی ضرورت پڑے گی۔

محسن امت شیخ اسامہ رحمہ اللہ جیسی عظیم شخصیت کا مبارک خون بھی پاکستان میں گرا اور یہ کم نصیب زمین خدا جانے کیسے اس عظیم خون کو جذب کر گئی۔ شیخ رحمہ اللہ کے اخلاص کی وجہ سے یہ دعویٰ ہر گز گراں نہیں کہ یہ خون ضرور رنگ لائے گا اور اس مبارک خون کے ایک قطرے کا حساب چکانا ہو گا۔ اس سب کچھ کے بعد اگر آقا یہ کہے کہ آپ نے ہمیں دھوکہ دیا ہے اور ہم جو ہڈیاں پھینکتے رہے اس کی قیمت کا حق ادا نہ کیا تو پھر اس غلام کی حسرت کا کیا عالم ہو گا، اس کا اندازہ کرنے کے لیے پاکستان کی موجودہ سیاسی و عسکری قیادت کے لٹکے اور پشمرہ خبیث چہروں کا مطالعہ کافی ہے۔

ان چہروں کی یہ صورت حال ثابت کرتی ہے کہ یہ ہڈی دیکھ کر لپکنے والی فوج ہے اگر یہاں سے ہڈی ملنا بند ہو گئی ہے تو کون سا مسئلے کی بات ہے، کہیں اور سے ہڈی ملے گی تو وہاں بھاگ دوڑیں گے۔ حبیب جالب نے ”وزیران کرام“ سے متعلق نظم کہی تھی، جو آج بھی ان حکمرانوں، جرنیلوں اور وزیروں کے احوال پر بالکل صادق آتی ہے:

کوئی ممنونِ فرنگی کوئی ڈالر کا غلام

دھڑکنیں محکوم ان کی لب پہ آزادی کا نام

ان کو کیا معلوم کس عالم میں رہتے ہیں عوام

اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں متوازی حکومت:

نفس اور شیطان کے تیسری قسم کے تقاضے

گناہ کو عبادت کر کے پیش کرنا ان کو بدعات کہا جاتا ہے جو عبادت اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بتائی اسکو ثواب سمجھ کر کرنا دین میں مداخلت ہے ایسی چیزوں کو دین میں داخل کر دینا درحقیقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ہے۔ اس کو متوازی حکومت قائم کرنا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے قوانین کے مقابلے میں آکر نفس کہتا ہے کہ یہ دین ناقص ہے اس کی تکمیل کیلئے کچھ ہمارے قوانین بھی ساتھ ملا لو بلکہ یوں سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ہمارے قوانین زیادہ مؤکد ہیں ہماری حکومت انکی حکومت کے برابر ہی نہیں بلکہ اونچی سمجھو، چنانچہ ایسا ہی ہو رہا ہے مرنے پر جو بدعات اور ایصال ثواب کے غلط طریقے مروج ہیں ان کی اتنی اہمیت ہے کہ نماز روزے سے بھی بڑھ کر، آپ بہت سے لوگوں کو دیکھیں گے جو نماز نہیں پڑھتے مگر تیجا، چالیسواں ضرور کریں گے، نفس و شیطان کا مطالبہ یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا مقابل نہیں بلکہ اس سے بڑھا کر رکھو ہماری حکومت کو اللہ تعالیٰ کی حکومت سے بلند رکھو۔

اس وقت تیجا، چالیسواں وغیرہ پر تردید اور ایصال ثواب کے صحیح طریقوں کا بیان مقصود نہیں یہ تو اکثر بتاتا ہی رہتا ہوں۔ اس مجلس میں تو صرف نفس کے تقاضوں کی تفصیل بیان کرنا مقصود ہے کہ اس کی تین قسمیں ہیں: ایک ظاہری گناہوں کا تقاضا، دوسرا باطنی گناہوں کا تقاضا، یہ پہلی قسم کی بنسبت زیادہ خطرناک ہے، تیسری قسم گناہوں کو عبادت بنانے کا تقاضا کہ دین میں اپنی طرف سے ترمیم کرو۔ یہ سب سے زیادہ خطرناک ہے اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی حکومت کے مقابلے میں اپنی متوازی حکومت قائم کرنا ہے۔

غور کیجئے کہ ان تینوں قسم کے تقاضوں میں اگر کوئی تقاضا نفس میں پیدا ہوتا ہے تو اس وقت آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنے اس تقاضے کو فنا کرتے ہیں یا نہیں؟؟؟؟ اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلتے ہیں یا نفس کے حکم پر؟؟؟؟ اگر آپ اس مجاہدہ اور نفس کے ساتھ مقابلے میں کامیاب ہو جاتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم مقدم رکھتے ہیں اور اس کے مقابلے میں نفس کے تقاضوں کو فنا کر دیتے ہیں تو ٹھیک ہے اور آپ کے ایمان کا دعویٰ قبول ہے مگر ایسا نہیں ہو رہا۔ جہاں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں نفس کا حکم ہوا، نفس کے حکم کی تعمیل کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمودہ اصول کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی کسوٹی اور معیار کے مطابق قابل قبول نہیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

یہ وزیر ان کرام

ان کو فرصت ہے بہت اونچے امیروں کے لیے
ان کے ٹیلی فون قائم ہیں سفیروں کے لیے
وقت ان کے پاس کب ہے، ہم فقیروں کے لیے
چھو نہیں سکتے انہیں ہم، ان کا اونچا ہے مقام

یہ وزیر ان کرام

صبح چائے ہے یہاں تو شام کھانا ہے وہاں
کیوں نہ ہوں مغرور، چلتی ہے میاں ان کی دکان
جب یہ چائیں ریڈیو پر جھاڑ سکتے ہیں بیاں
ہم ہیں پیدل، کار پر یہ، کس طرح ہوں ہم کلام

یہ وزیر ان کرام

قوم کی خاطر اسمبلی میں یہ مر جاتے بھی ہیں
قوت بازو سے اپنی بات منواتے بھی ہیں
گالیاں دیتے بھی ہیں، اور گالیاں کھاتے بھی ہیں
یہ وطن کی آبرو ہیں، ان کو سلام

یہ وزیر ان کرام

ان کی محبوبہ، وزارت، دشتائیں، کرسیاں
جان جاتی ہے تو جائے، پر نہ جائیں کرسیاں
دیکھئے یہ کب تلک یو نہی چلائیں کرسیاں
عارضی ان کی حکومت، عارضی ان کا قیام

یہ وزیر ان کرام

☆☆☆☆☆

بقیہ: ایمان کی کسوٹی

ایسے رزائل باطنہ میں مبتلا لوگوں کا ظاہر تو ایسا ہوتا ہے کہ گویا حضرت خضر ہے۔ بشارت کے مطابق مجھے علوم قرآن کے ساتھ قرآن کی لذت، حلاوت اور قرآن پر عمل کی سعادت عطا فرمائیں اور اس خواب کو حقیقت بنادیں، اس وقت سے میں نے شعر کہنا چھوڑ دیا مگر پھر بھی کبھی کبھار کوئی پر معنی موزوں ہو جاتا ہے یہ شعر بھی اسی سلسلہ کا ہے

میں سمجھتا تھاجے خضرہ دین مبین زاہد

نقاب الناقہ در پردہ وہ ابلیس لعین نکلا

باضابطہ لڑاکا فوج تھی، نہ بحری فضائی بیڑے تھے نہ ٹیلی کمیونیکیشن کا کوئی نظام تھا... ہمیں مطعون نہ کرو...

تم اپنی خوشی سے چل کر قبرستان آئے... یہ جانتے ہوئے کہ افغانستان سپر پاوروں کا قبرستان ہے... برطانیہ، روس کے بعد تمہاری باری تھی! تم تو ہوائی جہازوں سے اتر کر برسر زمین قدم رکھتے بھی خوف سے لرز رہے تھے... یہ ہی تھے جنہوں نے تعاون کا ہاتھ بڑھا کر، اپنے برادر ملک سے دینی، ایمانی رشتے توڑ کر تمہیں سہولتیں فراہم کیں، مخبریاں جاسوسیاں کر کے تمہیں قبضے کے قابل بنایا...

گو انتامو کے سارے قیدی ہم نے فراہم کئے... درجنوں امریکی سی آئی اے کے عقوبت خانے آباد کروائے... تم نے جہاں ایک تعاون چاہا وہاں ہم نے دس جگہ اضافی تعاون تمہیں فراہم کیا... ملک بھر میں چوکھی لڑکر ہماری حکومت نے دینی جماعتوں، عوام کے ضمیر کے شور شرابے کے گلے گھونٹے... تم کیا جانو یہ کتنا بڑا یوٹرن تھا جس کے لیے حکمرانوں نے ”پاکستان کا مطلب کیلا لا الہ الا اللہ“ سے چل کر پاکستان کا مطلب کیا ”ناچ، گا اور بھنگڑے پا“ تک کا سفر طے کیا...

ہمارا سب کچھ اس سفر میں لٹ گیا... علامہ اقبال اور پاکستان کا اٹوٹ رشتہ کس طرح منقطع کیا... تم کیا جانو تمہارے نامراد ۳۳۳ ارب ڈالر کہاں کہاں کسے کسے پھیلیاں چھوڑنے کی طرح بٹ بکھر گئے... ایک دو ٹیلی ویژن چینلوں کے ۷۸ کیسے بنے... ہر ایک پر نچانے کے لیے ناریاں ہم نے کیسے کہاں سے فراہم کیں... تعلیمی نصابوں پر کیسے بلڈوزر چلائے... تمہارے ڈرونوں کے ۵۰۰ حملوں پر ہم نے تم پر آج نہ آنے دی... قوم کا دھیان بٹانے کے لیے قصے کہانیاں گھڑنے، بہلانے مصروف رکھنے کو کیا کچھ نہ کیا... اپنی لاکھوں کی آبادیاں قبائلی علاقوں سے نکال نکال کر بدر کیں... کبھی کبھی ضمیر کو خون کی الٹیاں لگ جاتی تھیں... پھر بھی تم سسک سسک کر کولیشن سپورٹ فنڈ کے نام پر مرمر کر ڈالر جاری کرتے تھے... چائے کی پیالی پیالی کا حساب مانگتے تھے... قوم کے سامنے تمہاری صفائیاں پیش کرتے حکومت ادھ موٹی ہو جاتی... سلالہ پر ڈٹ کر تم نے ہمارے ہی فوجی چن چن کر نشانہ بنائے... بھارت سے پیٹنگیں بڑھاتے رہے... وہ ہمارا موزی دشمن ہمارے سارے دریائی گیا تم نے اسے گھورا تک نہیں الٹا ہمیں چڑا چڑا کر اسے دوستی اور ایٹمی معاہدوں سے نوازتے رہے... سچ پوچھو تو پاکستان پہچانا نہیں جاتا...

نئے شمسی سال کا آغاز ۹/۱۱ کے بعد پاکستان میں بھرپور روشن خیالی اور سافٹ امیج کے تقاضوں کے عین مطابق ہوا... تمام بڑے شہروں میں گلوبل ویلج کے مغربی ممالک کے شانہ بہ شانہ رات ۱۲ بجے سے شروع ہونے والے جشن میں تمام تر لوازمات موجود تھے... ٹیلی ویژن چینلوں نے بھرپور کوریج دی... آتش بازی میں کروڑوں روپے کی کھپت نے خوب صورت مناظر تخلیق کیے جو ترقی یافتہ ممالک کے عین ہمسر ہونے کے اعتبار سے حیران کن تھے! سڑکوں پر بھنگڑے ڈالے گئے... پارٹیاں، شراب کی بے شمار سپلائی کا اہتمام، ہلا گلا، اختلاط مردوزن، ترقی کے لوازم سب پورے کر ڈالے... لیکن نجانے اتنا طویل سفر طے کرنے کے باوجود یکم جنوری کی صبح ہم ایک مرتبہ پھر بے نگ و نام دہشت گردی کے لق و دق صحرائیں ٹرمپ کی ایک ٹویٹ کے ہاتھوں لے جا کھڑے کئے گئے...

ہم کہ ٹھہرے اجنبی اتنی ملاقاتوں کے بعد!

ہمارے جوتے گھس گئے امریکی ڈوموریوں کی خدمت ۷۷ سال بجالاتے... ٹرمپ نے ایک دم آنکھیں ماتھے پر رکھ لیں... ہمیں بدترین لب و لہجے میں دھتکارتے لتاڑتے نئے سال کا آغاز کیا: ”پاکستان نے ۳۳۳ ارب ڈالر کے بدلے امریکہ کو کچھ بھی نہ دیا!“ ٹرمپ...!!؟

آؤ تمہیں بتاؤں ان سالوں میں پاکستان نے کیا کچھ قربان کیا... بات صرف یہ نہیں ہے کہ ۷۷ سالوں میں ہم نے ۷۰ ہزار جانوں کی قربانی اس نامراد جنگ پر لٹائی جس کا ہم سے دور پار کا بھی کوئی واسطہ نہ تھا... جوبش کے مطابق ایک صلیبی جنگ تھی، جو مسلم ممالک کی اینٹ سے اینٹ بجانے کو شروع کی گئی تھی... ایک غریب، قرضوں میں دبے ملک پاکستان کا ۱۳۰ ارب ڈالر کا نقصان ہوا جسے تم نے پورا تک نہ کیا... امریکہ! ہم نے تمہیں فتح دلانے، کامیاب کرنے کے لیے اتنا بھاری مالی تاوان ادا کیا... ہماری صنعتیں تباہ ہو گئیں... ملک بجلی گیس پانی کی شدید قلت کا شکار ہوا... ہماری آدمی آبادی خط غربت سے نیچے جا بیٹھی...

ہماری سڑکوں کے جال تمہارے لیے اسلحہ، جنگی ضروریات، خوراک اور آخر کار تمہارے بزدل سپاہیوں کے لیے پیپرمزنگ ڈھوتے ڈھوتے تباہ ہو گئے... حتیٰ کہ تازہ خنزیر کا گوشت پاکستان سے فراہم کیا... تم زمینی فضائی، سمندری سہولتیں مفت بٹورتے رہے... اپنے جیسے ۴۹ ممالک کی فوجیں اکٹھی کر کے ڈیڑھ دہائی میں تم ایک ایسا ملک زیر نہ کر سکے جو تمہارے مقابلے میں عسکری طاقت کے اعتبار سے ایک مٹر کے دانے کے برابر تھا؟ جس کی نہ

یوں ہے جیسے ایک مقدس پاکیزہ باوقار عزت مآب پردہ نشین، حیا ایمان لٹاکر یکایک چھچھوری حرافہ قتالہ بنی بل بورڈ پر چڑھ کر عشوے غمزے دکھانے پر آجائے۔ سبھی کچھ بدل گیا۔ ملک کے طول و عرض میں ان ۷۰ سالوں میں پروان چڑھنے والی نسل تمہاری اس جنگ میں ہماری حصہ داری کے ہاتھوں ہر لحاظ سے تہی دامن ہو چکی۔ موبائل بردار حیا سے بیگانہ، عشق عاشقی نظر بازی، حرام کاری پارٹیاں منشیات کھیل تماشوں کی رسیا اور طلب گار۔ مادر پدر آزاد۔ ملک و قوم کے بھی کسی کام کی نہیں۔ آج جنگ سے نظر ہٹا کر دیکھتے ہیں تو تعلیم میں تعلیم نہیں۔ خوراک میں خوراک نہیں (دودھ۔ مرغی۔ گوشت۔ اناج، سبزیاں) ادویات تک میں جعل سازی۔ بچے کسی زبان پر قادر نہیں۔ انگریزی میں اردو، اردو میں انگریزی۔ طلاق کی شرح روز افزوں۔ اختلاط مردوزن ہر سطح پر جس کے نتیجے میں دوستیوں کی فراوانی اور گھروں میں زلزلے۔ سیاست میں وہ جو تم پیزار کہ الاماں۔ ادارے ایک دوسرے کے درپے۔ پورا پاکستان ہر سطح پر انتشار، بد امنی، فساد عظیم کی لپیٹ میں آچکا۔ اقدار، تہذیب شائستگی کی جگہ آپادھاپی لوٹ کھسوٹ، پیسہ بنانے کی دیوانگی نے سب کچھ تباہ کر دیا۔ تمہاری جنگ کی خاطر پاکستان کا اسلامی تشخص سرتاپا بدل کر رکھ دیا۔ ڈاڑھی، پردہ، مسجد، مدرسہ، علما ہم نے دہشت گردی کے زمرے میں ڈال دیے۔ جامعہ حفصہ، لال مسجد طلبہ سمیت تہس نہس کر دی۔

تمہاری دی ہوئی اصطلاحوں کو میڈیا، سیمینارز، ورکشاپوں تعلیمی اداروں میں اس طرح زبان زد خاص و عام کیا۔ ایسی زبردست برین واشنگ کی کہ لائق دید! سکول کا بچہ ڈاڑھی دیکھ کر فوراً کہتا ہے 'دہشت گرد'! پاکستان ایک مہذب ملک تھا۔ ایسی لاقانونیت کا یہاں تصور محال تھا۔ لیکن اس جنگ کی مجبوری میں ہزاروں دینی شناخت کے نوجوان جبری گمشدگی کا نشانہ بنے۔ سیکڑوں پولیس مقابلوں میں پارکیے۔ تمہارے ہر مطالبے کو پورا کرتے کرتے ہم ہانپ ہانپ گئے۔ قوم کی بیٹی عافیہ تک اٹھا کر تمہاری فرمائش پوری کر دی اور خود گوگلے کا گڑ کھا کر عوام کے آگے نکوبنے رہے۔ قاتل ریمینڈ ڈیوس تمہیں تھما دیا۔

دیت بھی خود دی۔ ترقی یافتہ، روشن خیال پاکستان بناتے بناتے ہمیں آج یہ دن دیکھنا پڑا؟ ہم نے فلسطین تک کو اتنے سال بھلائے رکھا۔ قدس کے مسئلے پر ٹرمپ! تم اتنا پھنکارے! ہماری مجبوری تو سمجھو۔ عوام کو ہم ایک حد تک دبا سکتے ہیں۔ مقدسات میں ہم مجبور ہیں۔ شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، قادیانیت، قرآن۔۔۔ ان پر یہ جذباتی قوم پاگل ہو جاتی ہے۔ آخر ہم نے بھی بچے پالنے، بزنس چلانے، فارم ہاؤسز کی دال روٹی نبھانی ہے۔ مشرف کو تم نے بھی بھر بھر نوازا اور سعودی شاہ سے بھی کئی ملین بٹور گیا۔ ہم پر رحم کرو۔ غصہ تھوک دو۔

یہ ہمیں تم نے جو اچانک مذہبی آزادی کی شدید خلاف ورزی کے مرتکب ممالک کی واپج لسٹ پر ڈال دیا ہے، کتنا بڑا ظلم ہے۔ ہم نے کیا کیا قربانیاں نہ دیں۔ تمہاری عیسائی ہم مذہب آسیہ بی بی نے شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی کی۔ ہمارے ایک صوبے کے گورنر نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے اس عام عیسائی عورت پر اپنی جان نچھاور کر دی اور ہم نے تمہاری خوشنودی کی خاطر ممتاز قادریؒ کو پھانسی پر لٹکا دیا۔ تمہارا پھولا منہ اور چندی آنکھیں پھر بھی ٹھیک نہ ہوئیں؟

ہمارے بڑے بڑے سیاست دان، وزراء، حکمران ہولی دیوالی مناتے ہندوؤں کے ساتھ ماتھے پر تلک لگانے تک میں شریک رہے۔ مسلمانوں کو تکلیف بھی ہوئی ہم نے پروا نہ کی۔ بھارت آئے دن مسلمانوں کو گائے کے بدلے قتل کرنے اور جلانے کے باوجود اس فہرست میں نہ آیا۔ بدترین مذہبی ننگ نظری کا مرتکب بھارت! قادیانیوں کو ہم نے ملک کے کلیدی عہدوں تک عوام سے اخفا اور نظر بچا کر تعینات کر دیا۔ تمہارا منہ پھر بھی سیدھا نہ ہوا۔

حالانکہ یہاں الٹی گنگا بہتی ہے۔ دین دار فوراً تھ شیدول میں، اقلیتیں ڈٹ کر رعب سے رہتی ہیں۔ کاش تم کرسمس ہمارے ہاں آکر مناتے۔ اسرائیل میں تو یہودی ربی کرسمس کے خلاف شدید بیانات دیتے اور یہ کہہ کر منع کرتے رہے ہیں کہ یہ نظریاتی مملکت ہے۔ ہوٹلوں کو پچھلے سالوں میں اجازت نہ ملی کرسمس ٹری سجانے کی! اسے تو تم نے اف تک نہ کہا! پاکستان میں ہم نے ڈٹ کر دنیا کے ساتھ جا بجا کرسمس کیک کاٹے، ٹری سجائے۔ مبارکبادیں دیں! مولویوں نے ہمیں شرک کہہ کر ڈرایا ہم نے پروا تک نہ کی، آج ہم ان دین داروں کا سامنا تمہی بناؤ کس منہ سے کریں۔

لو وہ بھی کہہ رہے ہیں یہ بے ننگ و نام ہے

یہ جانتا تو یوں نہ لٹاتا گھر کو میں

[یہ مضمون ایک معاصر روزنامے میں شائع ہو چکا ہے]

☆☆☆☆☆

”اگر علما، تقویٰ پر عمل کریں گے تو عوام الناس فتویٰ پر عمل کریں گے۔ اگر علما، فتویٰ پر عمل کرنا شروع کر دیں گے تو عوام الناس مکروہات پر عمل کریں گے۔ اور اگر علما، مکروہات پر بھی عمل شروع کر دیں تو عوام الناس کبائر کے مرتکب ہوں گے۔ اگر علما، کبائر کے مرتکب ہوں گے تو عوام الناس کفر کا ارتکاب کیا کریں گے۔“

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

پاکستان میں بسنے والے میرے محبوب مجاہد بھائیو! یہ آزمائش کا وقت ہے... اللہ آپ کو استقامت دے، میں غازی عبدالرشید کے الفاظ آپ کو ایک بار پھر یاد دلاتا ہوں... کہ آسمانی حقائق یہ ہیں کہ حق بہر حال غالب رہتا ہے... آپ کا اس راستے پر صبر و استقامت سے چلنا ہی آپ کی کامیابی کا ضامن ہے... اللہ آپ کی قربانیاں ہر گز بھی ضائع نہ کریں گے... شریعت مطہرہ پاکستان کا مقدر ہے! یہ کھوکھلا نظام اللہ کے اذن سے عنقریب اپنے انجام کو پہنچ کر رہے گا...

☆☆☆☆☆

”کیا ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے نہیں ڈرتے؟ کیا ہمیں اللہ حی و قیوم سے حیا نہیں آتی؟ کیا ہمیں موت کا ڈر نہیں ہے؟ کیا قبر کی وحشت سے خوف نہیں آتا؟ ہمیں بلا مقصد پیدا نہیں کیا گیا نہ ہی بیکار بنایا گیا ہے! ہمارا مقصد تخلیق اللہ کی عبادت اور شریعت کا قیام کرنا ہے... کیا اللہ تعالیٰ کی شریعت ہمارے ممالک میں نافذ ہے؟ کیا فسق و فجور، نافرمانی اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن محارب جنگی کافروں کو مہمان بنانا ہمارے ملک میں عام بات نہیں؟ کلمہ حق کو اعلانیہ کہنے سے ہم کیوں ڈرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام انہیں لوگوں کے سامنے بیان کرنے سے کیا خوف روکے ہوئے ہے؟ کیا ہم نے اللہ تعالیٰ کو حساب نہیں دینا؟ ہم نے اللہ کی شریعت کے نفاذ میں سستی سے کام لیا اور مرتد سرکشوں کے سامنے خاموش رہے ہیں... صلیبی اور فاجر مرد و عورت کے قدموں نے بلادِ حریم کو ناپاک کیا ہے! کیا اس پر ہمارا محاسبہ نہ ہوگا؟ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت کی حفاظت کا یہی طریقہ ہے؟ کیا اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سر زمین کی حمایت اسی طرح کی جاتی ہے؟ کہ اس سر زمین پر صلیب کے پجاری دندناتے پھرتے ہیں اور ہم دنیا و اس کی زینت کے پیچھے دوڑ رہے ہیں... ہم کیوں ذلت و رسوائی پر راضی ہو گئے ہیں؟ ہم کیوں مجرم سرکشوں کے سامنے جھک گئے ہیں؟ ہم یہ سب کیوں نہیں سوچتے؟ ہم ان باتوں پر کیوں غور نہیں کرتے؟ ہم روز حساب کو یاد کیوں نہیں کرتے؟ مرد کہاں ہیں؟ آزاد لوگ کہاں ہیں؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو چہروں کے کریہہ ہونے اور دلوں کو مضطر کرنے والے دن سے اپنے رب کا سامنا کرنے سے ڈرتے ہیں؟ کہاں ہیں سرکشی اور بغاوت کے سامنے کلمہ حق کو بلند کرنے والے؟“

شیخ حمزہ بن اسامہ بن لادن حفظہ اللہ

وطن عزیز میں گزشتہ دنوں ٹرمپ کے ایک ٹویٹ پر پاکستانی فوج کی حالت زار اور کپکپاتی آواز میں نومور کے زبانی کلامی دعوے دیکھنے کے لائق تھے... حواس باختہ عسکری قیادت کی یہ پریشانی بلا وجہ نہیں ہے... سولہ سترہ سالہ آقائے امریکہ کی خدمات کا لامتناہی سلسلہ... ہزاروں جانیں اس آقا کی خوش نودی کے لیے قربان کر دیں گئیں... ۳۳ ارب ڈالر لے کر ۱۳۴ بلین ڈالر (جو بلاشبہ مظلوم عوام کی حفاظت کے نام پر انہی کے خون پسینے کو نچوڑ کے ٹیکسوں کی صورت اکٹھے کیے جا رہے ہیں) بہا دیے گئے... پورے ملک میں اہل ایمان کے خون کی ندیاں بہا دیں گئیں... ربانی علما کو چن چن کے قتل کروایا گیا... اس ظالم اور قاتل کفریہ نظام کے خلاف بولنے والوں کو راتوں رات لاپتہ کر دیا گیا... آقا کی خوش نودی کے لیے پورے ملک میں لادینیت، فحاشی اور روشن خیالی کو ترو تہج کر دیا گیا...

اور آج زینب بیٹی کی مظلومانہ موت پر یہی قاتل، رزیل اور منافق طبقہ مگرچھ کی طرح آنسو بہا رہا ہے... عجیب منافقت ہے... ان آنسوؤں کا مقصد ماسوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ سادہ لوح عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکی جائے اور معاملے کے اصل مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی بجائے ہمیشہ کی طرح ان سے صرف نظر کیا جائے... اسی تصور میں اس سے پہلے بارہ نابالغ بچیوں کے ساتھ یہ ظلم ہو چکا ہے... اور اسی تصور میں ۳۰۰ معصوموں کے ساتھ جنسی زیادتی اور ان کی ویڈیو بزنس کا شرم ناک واقعہ بھی پیش آچکا ہے... ان کے قاتلوں کا تاحال کچھ اتنا پتہ نہیں... حقیقت یہ ہے کہ جب تک یہ ظالم، بدبودار کفریہ جمہوری نظام ہماری گردنوں پر مسلط ہے اس طرح کے واقعات ہوتے رہیں گے...

خیر بات ہو رہی تھی اس ملک کے حقیقی ارباب اختیار کی کہ آقا کی خوش نودی کے لیے اتنا سب کچھ کیا... قومی و دینی غیرت کو بیچ کھایا... اور آقا ٹھینگا دکھا گیا... ایسے میں باجوه نے کمال ڈھٹائی و منافقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک نومور کا کھوکھلا بیان کیا داغا... گویا پاکستان امریکی غلامی نجات پا گیا...

کیا اس نومور کے کھوکھلے دعوے کا مطلب نیٹو سپلائی بند کرنا، ڈرون طیارے مار گرانے، لاپتہ افراد رہا کرنا، جعلی مقابلے بند کرنا، سی آئی اے، بلیک وائر کی مداخلت ختم کرنا اور اس جیسے دوسرے قومی و دینی غیرت پر مبنی عملی اقدامات ہو گا... یا صرف زبانی جمع خرچ اور عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے ہے؟

آج مملکت خداداد میں ان امریکی ایجنٹوں اور غداروں کا کردار اتنا واضح ہو جانے کے بعد بھی اگر کچھ بھولے لوگ ان بھیڑیوں سے کسی بھلائی کی یاد دینی غیرت کی یا پھر غزوہ ہند کی امید لگائے بیٹھا ہے تو ایسی عقل پر ماتم ہی کیا جاسکتا ہے...

سکتا ہے کہ مجاہدین یا ان کی قیادت میں سے کوئی مذکورہ بالا جرائم کا مرتکب ہو اہو؟؟؟
 امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی کون ہے مجاہدین یا پاکستانی حکومت؟؟؟ کو لیشن فنڈ کی مد میں
 ڈالر کس کو ملتے ہیں قیادت جہاد کو یا پیشہ ور قاتلوں کو؟؟؟ DO MORE کا مطالبہ کون
 کس سے کرتا ہے؟ مجاہدین سے یا پیشہ ور قاتلوں سے؟؟؟ کیری لوگر بل کی مد میں پیسہ
 کس کو ملا مجاہدین کو یا پاکستانی افواج کو؟؟؟ ہمارے بلوچ مسلمان بھائیوں کی نسل کشی
 تسلسل سے جاری ہے یہ کام کون کر رہا ہے مجاہدین یا پیشہ ور قاتل؟؟؟ ریمنڈ ڈیوس
 اور جو نیل کا کس جیسے قاتلوں اور ان کے نیٹ ورکس کو کون تحفظ فراہم کرتا ہے؟ پاکستانی
 فوج یا مجاہدین؟؟؟ لال مسجد کو کس نے خاک و خون میں نہلایا؟ ذمہ دار کون مجاہدین یا پیشہ
 ور قاتل؟؟؟ ملک میں لسانیت، قومیت اور عصیت کو کون فروغ دے رہا ہے مجاہدین یا
 پیشہ ور قاتل؟؟؟ فاٹا اور پشتون خوا میں ہمارے مسلمان بھائیوں کا قاتل کون، فاٹا میں
 کارپٹ بم باریان کر کے ہزاروں مسلمانوں کو بے گھر اور بچوں کو یتیم کرنے والے جیٹ
 فائٹر طیارے اور بھاری توپ خانہ کس کے پاس ہے؟ مجاہدین کے پاس یا پیشہ ور قاتلوں کے
 پاس؟؟؟

ذرات تاریخ میں جاتے ہیں۔ تین لاکھ بنگالی مسلمان عورتوں کو بے آبرو کس نے کیا؟؟؟
 بنگالیوں کا قتل عام کس نے کیا؟؟؟ ایک لاکھ پیشہ ور قاتل اپنے قائد کی سربراہی میں جنرل
 اروڑہ سنگھ کے آگے تسلیم ہوئے ذمہ دار کون؟؟؟ بے غیرت کون اور غیرت مند
 کون؟ مجاہدین یا پیشہ ور قاتل؟؟؟ راخان کے روہنگیا مسلمان جس ذلت کا شکار ہیں اس کا
 ذمہ دار کون ہے؟؟؟ شاہ اردن کے ایمپائر فلسطینیوں کے خون سے کس نے ہولی کھیلی
 تھی؟؟؟ فساد کون؟؟؟ قاتل کون؟؟؟ مجاہدین یا پیشہ ور قاتل؟؟؟ افغانستان میں
 مجاہدین کی اسلامی شرعی حکومت کو سقوط سے دوچار کرنے میں کس نے بنیادی کردار ادا کیا
 لاجسٹک سپورٹ کس نے فراہم کی ہوئی اڈے اور راہداری کس کی استعمال ہوئی؟؟؟
 کشمیری مجاہدین سے بے وفائی اور خیانت کس نے کی؟ عافیہ صدیقی اور اس جیسی سیکڑوں
 عفت مآب مسلمان خواتین کا سودا کس نے کیا؟؟؟ ہزاروں مسلمان مجاہدین کو امریکہ کے
 ہاتھ بیچ کر ملکی زر مبادلہ میں اضافے کے بات جنرل مشرف اپنی کتاب میں کیا نہیں لکھ
 چکا؟؟؟

لہذا فیصلہ کیجیے کہ فساد کون؟؟؟ قاتل کون؟؟؟ مجاہدین یا پیشہ ور قاتل؟؟؟

☆☆☆☆☆

ضرب کذب میں اپنا تمام زور لگادینے کے بعد بھی ناکامی منہ چڑا رہی ہے اور پاکستان کے
 انٹیلی جنس ادارے اور فوج مجاہدین پاکستان کے تابڑ توڑ حملوں سے بوکھلاہٹ کا شکار ہو
 چکے ہیں اور اسی بوکھلاہٹ اور خجالت کے نتیجے میں آپریشن رد الفساد کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس
 آپریشن کے اعلان کے بعد پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں اور سیکورٹی اداروں نے جو شر و فساد
 برپا کیا اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

غریب، بے کس اور لاچار افغان مہاجرین کو جو گزشتہ کئی دہائیوں سے پاکستان میں در بدر
 کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں انہیں پکڑ پکڑ کر جیلوں میں بند کیا جا رہا ہے۔ سڑکوں اور چوراہوں
 پر بے بس غریب پاکستانیوں کو گھسیٹا جا رہا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو محض نان شبینہ کے لیے
 اپنا خون پسینہ ایک کرتے ہیں اور نتیجے میں سرمایہ داروں کی تجوریاں بھرتی ہیں! یہ وہ لوگ
 ہیں جنہیں پاکستان کی حکومت، فساد اور مجاہدین کے سہولت کار کے طور پر پیش کرتی ہے
 اور اس پر بس نہیں ایسے لوگوں کو جعلی پولیس مقابلوں میں شہید کر کے بڑے فخر کے
 ساتھ پاکستانی پیشہ ور قاتل تصویریں بنواتے ہیں اور ہر وقت یہ ڈھنڈورہ پیٹتے ہیں کہ ہم نے
 مجاہدین کی کمر توڑ دی۔

اب سوال یہ ہے کہ فساد کون؟ مجاہدین یا پاکستان کے پیشہ ور قاتل؟

جواب یہ ہے مجاہدین پاکستان کے کفری نظام کے خلاف لڑ رہے ہیں اور اسلامی شرعی
 حکومت کے لیے مسلح جدوجہد کر رہے ہیں۔ مجاہدین کی جدوجہد کے اول روز سے لے
 کر آج تک نہ کسی مسلمان کو کسی کفری ملک کے حوالے کیا گیا، نہ ہی کسی مسلمان یا غیر مسلم
 عورت کو کسی مجاہد نے بے آبرو کیا، نہ ہی کوئی ریڈ لائن ایریا بنایا، نہ ہی کسی بازار حسن کی
 بنیاد رکھی، نہ ہی کوئی نائنٹ کلب بنایا، نہ ہی مری بروری اور اس جیسے ہزاروں شراب سازی
 کے کارخانوں کی بنیاد رکھی، نہ ہی معاشرے میں اخلاق باختگی کو فروغ دیا، نہ ہی کوئی سرے
 محل بنایا، نہ ہی سوئٹزر لینڈ کے بنکوں میں ملکی سرمایے جا کر چھپایا اور نہ ہی پاناما لیکس جیسے
 ہزاروں کیسوں میں کسی جہادی قائد کا نام شامل ہے!

سود جیسے گناہ کبیرہ کو پاکستان کے معاشی اور اقتصادی نظام کی اساس قرار دے کر اس
 سودی نظام کی حفاظت کرنے اور ملک کی عوام کی اکثریت کو غربت، کمسپرسی اور بے چارگی
 کی تصویر بنادینے کے ذمہ دار کون لوگ ہیں؟ اس گندے کفری جمہوری نظام کے علمبردار
 کون ہیں؟ کرپشن کون کرتا ہے؟ عوام کا پیسہ لوٹ کر امریکہ اور یورپ کون منتقل کرتا
 ہے؟ مافی لائڈنگ کون کر رہا ہے؟ ان کاموں کے بارے میں کوئی ایک ثبوت پیش کیا جا

سوات میں پاکستانی فوج کے مظالم کی آن کہی داستان

ڈاکٹر خولہ بنت عبد العزیز

”کسی نے تیز دھار نشتر سے اس کے چہرے پر ۲، ۳، ۴، ۵ تراشا ہوا تھا! ہاں وہ ۲، ۳، ۴، ۵ لکھا تھا۔“

یہ الفاظ میرے کانوں میں گونجتے رہے۔ میں نے اس درناک چہرے کی خیالی تصویر بنائی جس پر ۲، ۳، ۴، ۵ لکھا ہوا تھا۔ یہ ہالی وڈ قلم کا کوئی منظر نہیں بلکہ ایک مجاہد اسلام، جس کا تعلق سوات سے تھا کا حقیقی چہرہ ہے۔ پوری داستان کچھ اس طرح ہے:

”میرے چچا زاد کو سوات سے دہشت گردی کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ وہ درحقیقت انسانیت کو طاغوت کے شکنجے سے چھڑانے اور شریعت خداوندی کے نفاذ کے لیے کوشاں تھا۔ اسی جرم کی پاداش میں اسے پاکستانی فوج اور سیاست دانوں نے دہشت گرد قرار دیا۔ اسے غائب ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ایک دن وہ اچانک گھر آگیا لیکن زندہ نہیں بلکہ مردہ! یہی میرے رب کی مرضی تھی کہ اسے اپنی راہ میں شہادت کے مرتبے سے نوازے (الحمد للہ رب العالمین)۔“

اس کا جسم جگہ جگہ سے کچلا ہوا تھا۔ ہاتھ، بازو، پیر، ٹانگیں بری طرح کچلی گئی تھیں۔ چہرے پر تیز دھار آلے سے زخم کیے گئے تھے۔ وہ بہت تندرست اور تو مند نوجوان تھا لیکن اب اس کا پیٹ کمر سے چپکا ہوا تھا، شاید ہی کچھ گوشت اُس کے جسم پر بچا ہو۔ اور کچھ اور بھی تھا جو ہم کبھی نہ بھول سکیں گے۔“

یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئی۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ تھا اور وہ آنسوؤں کے سیلاب کو روکے ہوئے تھی۔ میری یہ سیمپلی سوات آپریشن کے وقت مہاجر ہوئی تھی۔ ہجرت کا یہ سفر اس سمیت لاکھوں خاندانوں نے سوات میں پاکستانی فوج کے ۲۰۰۹ء کے ظالمانہ آپریشن کے بعد شروع کیا۔ میں یہ جاننے کے لیے بے چین تھی کہ آخر وہ ”کچھ اور“ کیا تھا؟ آخر کار وہ گویا ہوئی

”اس کے چہرے پر ۲، ۳، ۴، ۵ لکھا ہوا تھا۔“

۲، ۳، ۴، ۵؟ آخر یہ کیوں؟! بلاشبہ پاکستانی فوج اور سیکورٹی ایجنسیوں کی طرف سے کیا جانے والا یہ ایک فرعون فیصل ہے۔ قابل نفرت اور متکبرانہ فعل، جو فرعون کے ظلم کو بھی پیچھے چھوڑ گیا ہے۔ کہنے کو تو پاکستانی فوج اور حکومت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ کافرانہ عالمی قوانین کی پابند ہیں لیکن جب بات ان مجاہد قیدیوں کے حقوق کی آتی ہے تو وہ تمام قوانین کو بالائے

طاق رکھ دیتے ہیں۔ میں الفاظ میں پاکستان فوج کے وادی سوات میں ڈھائے گئے مظالم کو بیان نہیں کر سکتی۔

فوج کو سوات پر حملہ اور طالبان کی شریعت اسلامیہ کے مطابق حکومت کو ختم کیے ہوئے کئی سال کا عرصہ بیت گیا ہے۔ مجاہدین اسلام کے خلاف مظالم کا جو سلسلہ اُس وقت شروع ہوا تھا وہ ان کئی گنا بڑھ گیا ہے۔ ناصر فوجی اسلام بلکہ ان کے خاندان والے بھی بلا قصور ظلم کی اس چکی میں پس رہے ہیں۔ قریبی رشتہ دار، حالانکہ وہ جہادی کارروائیوں میں شریک نہیں ہیں، انہیں ناصر فوجی اغوا کیا گیا بلکہ گرفتاری کے بعد بے جانتہ و کاشانہ بھی بنایا گیا۔ یہاں تک نہیں انہیں موت کی نیند سلا دیا گیا۔ اس میں عورتیں، بوڑھے اور بچے سبھی شامل ہیں۔ بلاشبہ پاکستانی فوج ایک غیر انسانی اور غیر اخلاقی کھیل کھیل رہی ہے۔ وہ اپنی پوری قوت استعمال کر رہی ہے تاکہ داعیان توحید کو صفحہ ہستی سے مٹا دے۔ اس کے پیچھے ان کی فانی دنیا سے محبت اور آخرت سے بے زاری مضمر ہے۔ ان کا امریکہ سے بے غیرتی اور ضمیر فروشی پر مبنی اتحاد ان کے ارتداد کا کھلا ثبوت ہے۔

ایسے ہی مظالم اور سربریت کے سبب مہاجر ہو کر اپنی ہجرت کے دوران میں میری ملاقات بہت سی سواتی مہاجرات سے ہوئیں، جو اپنے خاندان سمیت ۲۰۰۹ء کے بعد فوج کے مظالم سے بچنے کے لیے سوات سے ہجرت پر مجبور ہوئیں۔ اُس وقت سے پاکستانی فوج نے سوات اور ملحقہ علاقوں میں جو بے پناہ مظالم ڈھائے ہیں وہ ناقابل بیان ہیں۔ اسی لمحے جب میں یہ سطور لکھ رہی ہوں، کوئی بے گناہ پھانسی چڑھ رہا ہے، کوئی بے دردی سے ذبح کیا جا رہا ہے، کسی کو اُلٹا لٹا کر اور کسی کے برہنہ بدن پر ظالمانہ اور بہیمانہ تشدد کیا جا رہا ہے، مسخ شدہ لاوارث لاشوں کے انبار لگائے جا رہے ہیں۔ لیکن یہ ظلم ہے کہ کم ہونے کا نام نہیں لیتا۔

یہاں میں سوات میں پاکستانی فوج کی طرف سے کیے گئے غیر قانونی اور غیر انسانی قتل عام کی دردناک کہانی بیان کرنا چاہتی ہوں جو سواتی مہاجرات سے ملاقات کے دوران میں میں نے قلم بند کی۔ میں ملکی و غیر ملکی رپورٹرز، صحافیوں، اخبار نویسوں اور کالم نگاروں کو دعوت دیتی ہوں کہ وہ اپنے پیشہ وارانہ فرائض کو نبھاتے ہوئے پاکستانی فوج اور سیکورٹی ایجنسیوں کے مظالم کے خلاف آواز بلند کریں۔

ایک مسلمان ہونے کے ناطے میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہ دشمن دنیا میں تو عیش و عشرت کی زندگی بسر کر سکتے ہیں لیکن آخرت میں جب اعمال نامے تقسیم ہوں گے تو یقیناً اللہ کی سخت پکڑ سے محفوظ نہیں رہیں گی۔ دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکے میں ڈال دیا

ہے۔ حشر کے روز جب معصوم مجاہدین کی چیخیں سنی جائیں گی، ان کے زخموں کو دیکھا جائے گا تو وہ دن ہو گا جب الرحمن انہیں ان کی قربانیوں سے بڑھ کر نوازے گا۔ ان شاء اللہ انہیں ایسی نعمتوں سے نوازا جائے گا جسے کسی آنکھ نے نہ پہلے کبھی دیکھا ہے، کسی کان نہ پہلے کبھی سنا ہے اور کسی ذہن نے نہ پہلے کبھی سوچا ہے۔

دوسری طرف ظالم پاکستانی فوجی اور ان کے ہم نواؤں کو سیاہ، ذلیل چہروں کے ساتھ آگ کا ایندھن بننے کے لیے جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ وہ آگ کہ جس کے بارے میں مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی کہ ”اُسے پہلے ایک ہزار سال کے لیے جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سرخ ہو گئی، پھر مزید ایک ہزار سال کے لیے جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سفید ہو گئی، پھر مزید ایک ہزار سال کے لیے جلایا گیا یہاں تک کہ وہ کالی ہو گئی“۔

پھر انہیں منہ کے بل جہنم میں گرادیا جائے گا۔ وہ خون کے آنسو روئیں گے لیکن بے فائدہ۔ آخر کار جب وہ جہنم میں دردناک اذیت سے گزر رہے ہوں گے، تو مجاہدین جنت سے اس منظر سے لطف اندوز ہوں گے، اس بات سے خوش و خرم کہ جو نعمت رب کریم نے انہیں دی ہے اور جو انجام شیطان کے چیلوں کا ہوا ہے، اس سے مطمئن ہوں گے!

ایک اور سواتی خاتون نے اپنے بھائی کے ساتھ پیش آنے والے واقعات مجھے بتائے۔

”میرے والد اور بھائی کو پاکستانی فوج نے وادی سوات سے گرفتار کیا۔ اللہ کا

شکر ہے کہ کچھ سالوں کے بعد میرا بھائی جیل سے رہا ہو گیا لیکن انتہائی قابل

رحم حالت میں۔ اُس نے کہا کہ اللہ کے دشمن ہمیں پانی میں کھڑا رکھتے اور

پانی میں الیکٹرک کرنٹ چھوڑتے یہاں تک کہ ہم بے ہوش ہو جاتے۔

ہوش آنے پر ہمیں پھر بجلی کا کرنٹ دیا جاتا۔ یہاں تک کہ ہم دوبارہ بے

ہوش ہو جاتے۔ میرے بھائی کے ناخنوں کو جڑوں سے کھینچ لیا گیا۔ ہم بس

خوش تھے کہ وہ زندہ باہر آگیا۔“

ایک اور مجاہد پر کیے جانے والے تشدد کی کہانی اس نے کچھ یوں سنائی:

ایک مجاہد زخموں کی تاب نہ لاتا ہوا شہید ہو گیا، اُس کی لاش میں سوراخ

موجود تھے۔ ڈرل مشین سے اس کے جسم میں سوراخ کیے گئے تھے۔ اُس

کے گھٹنوں میں سوراخ تھے، اُس کی آنکھوں پر تشدد کے نشان تھے،

الغرض وہ شہید ہو گیا۔“

اس ظلم و ستم میں خواتین کو بھی نہیں چھوڑا گیا۔ کچھ سال پہلے ایک طالبان کمانڈر کی اہلیہ کو

گرفتار کیا گیا، پاکستانی فوج اور ایجنسیوں کی جیلوں میں قید خواتین کے ساتھ کیے جانے

والے ہیمانہ جرائم اور ظلم کا اُس نے خود مشاہدہ کیا۔ اُس نے بتایا:

”میں اور کچھ خواتین سوات کی جیل میں قید تھیں۔ جلد ہی کچھ مرد فوجی یونی فارم میں ملبوس اور کچھ پولیس کی وردی میں ملبوس ہمارے سیل میں داخل ہوئے۔ اُن میں سے ایک مرد نے نظر بھر کر سب خواتین کو دیکھا، معلوم ہوتا تھا کہ وہ قربانی کا جانور ڈھونڈ رہا ہے۔ آخر کار اُس کی غلیظ آنکھیں چمکیں اور ایک کم سن لڑکی کی طرف اُس نے گھور کر دیکھا اور اُسے اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔ اُس نے کہا کہ یہ تفتیشی مقاصد کے لیے ہے اور اُسے اُس کے بڑے افسر سے ملنا ہے۔ میرا دل دھڑک رہا تھا اور میری سانسیں اکھڑ رہی تھیں۔

جلد ہی ایک اور پولیس اہل کار سیل میں ایک عورت کے ہمراہ داخل

ہوا، اُس نے مجھے اور کچھ اور خواتین کو حکم دیا کہ ہمیں دوسرے سیل میں

ٹرانسفر ہونا ہے۔ ہم دوسرے سیل میں چلے گئے۔ بعد میں میری سیل میٹ

نے مجھے بتایا کہ عام حالات میں اگر ”چٹا ہوا قیدی“ ساتھ جانے سے انکار

کر دے تو اُس سے خوراک، بیت الخلاء الغرض تمام ضروریات چھین لی جاتی

ہیں اور اُس وقت تک ذہنی اذیت کا سنا نہ بنایا جاتا ہے جب تک وہ ساتھ

چلنے کے لیے آمادہ نہ ہو جائے۔ اگر پھر بھی وہ آمادہ نہ ہو تو زبردستی ساتھ

لے جایا جاتا ہے۔“

میں ایک قابل احترام عالمہ سے اسلام آباد میں ملی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وزیرستان کی

ایک خاتون جو پاکستانی فوج کے مظالم کی وجہ سے حاملہ ہوئی، انتہائی قابل رحم حالت میں

اُس کے پاس لائی گئی، اُس نے مقامی ہسپتال میں بچے کو جنم دیا، بعد از ولادت وہ اس بچے کو

آخر کیسے واپس اپنے ساتھ لے جاتی۔ یہ بچہ جس کا کوئی گناہ نہیں تھا، اُسے ایدھی سنٹر کے

حوالے کر دیا گیا۔ یہ سطریں لکھتے ہوئے میرا دل بے انتہا درد محسوس کر رہا ہے۔ زنا بالجبر کا

ذکھ، پھر اُس دکھ کو اپنے پیٹ میں نومینے پالنا، پھر تکلیفوں سے اُسے جہنم دینا، الغرض زندگی

تکلیف دہ ماضی اور ناقابل اعتبار مستقبل کے ساتھ گزارنا، اس عورت کا نصیب ہے۔ یہ سزا

اب تک لاتعداد خواتین کو دی جا چکی ہے۔ اُن کا جرم کیا تھا؟ وہ اللہ کے دین کی سربلندی

کے لیے نکلی تھیں! وہ ظلم کا شکار ہوئی کاتون یا تو کسی مجاہد کی ماں تھی یا بہن یا بیوی یا بیٹی۔ وہ

مجاہد جو متاعِ حیات لُٹا کر اللہ کے دین کی نصرت کے لیے نکلا تھا۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بغاوت فرض ہوتی جا رہی ہے!

ابو عمیر اسحاق

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ﴿٢٠﴾

”بے شک اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی جو لوگ مخالفت کرتے ہیں وہی لوگ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔“

سانحہ قصور، وہ فصل ہے جو ہم نے کاٹی ہے! جس کا بیج زبردستی اس وقت بویا گیا جب انگریز سامراج برصغیر کی شفاف زمین پر قابض ہوا۔ انگریز کے وضع کردہ نظام کے آگے یہاں کی عوام تسلیم ہوئی اور اللہ کے بنائے نظام کو ناصرف پس پشت ڈالا بلکہ نظام الہی میں مین میخ نکالیں، رکاوٹیں کھڑی کیں نتیجتاً قرآنی ارشادات کی رو سے ہمارے سروں پر مسلط حکمران طبقہ (بشمول فوج اور اس کے اداروں کے) اذیلین میں شمار ہوئے اور عامۃ المسلمین ان کے سامنے سپر ڈالنے کے نتیجے میں دنیا کی تنگیوں اور آخرت کی محرومیوں کا شکار ہوئے۔

بلاشبک وشبہ عصمت دری کا یہ واقعہ کوئی نیا نہیں، لیکن ایسے واقعات میں تیزی سے اضافہ ہمیں اُس خطرناک صورت حال کی طرف لے جا رہا ہے کہ عوام شخصی تحفظ سے بھی محروم ہو رہی ہے۔ اس ملک میں ہونے والے پے درپے حادثات و سانحات نے قوم کو بے حس کر دیا ہے اور یہ بے حس انفرادی حیثیت سے بڑھ کر اجتماعی شکل اختیار کر چکی ہے۔ یہ ملک سانحات کا ملک لگنے لگا ہے ہر صبح ایک نیا سانحہ جنم لیتا ہے۔

تماشا کشی رہی دنیا ہماری موت کا محسن

جانے کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں

ایک مستفق بدبودار نظام نے صرف ہمیں معاشی بد حالی کا ہی شکار نہیں کیا بلکہ معاشرتی لحاظ سے پستی کی اس گہرائی کھائی میں دھکیل دیا ہے جس میں مغرب لڑکھ چکا ہے اور جس کی تباہی سے اہلیان بصیرت ہمیں خبردار کرتے رہے ہیں۔

۲۰۰۴ء میں فاکس نیوز نے ایک خبر شائع کی ”پاکستان اب پورنستان بن چکا ہے“۔ اس خبر کی تفصیل میں بتایا گیا کہ ۲۰۰۴ء سے انٹرنیٹ کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے اور ۲۰۰۴ء سے ۲۰۱۱ء تک اب سے زیادہ فحش مواد دیکھا گیا ہے۔ فحش مواد میں سب سے زیادہ child sex کی ویڈیوز دیکھی گئیں۔ پاکستان کے مختلف مذہبی اور عوامی طبقات نے اس صورت حال پر نہایت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ایسے مواد پر پابندی عائد کرنے پر بھی زور دیا تھا۔ افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ سینما گھروں میں بھارتی فلموں کی نمائش کو فروغ دینا اور چائے کے چھوٹے چھوٹے کھوکھوں پر منی سینما کھلنا، اس اندھی بے راہ روی کا بڑھانے میں چنگاری کو آگ بنانے کا کام ہی تو دے رہا ہے۔

ہماری ریاست، ہمارا تعلیمی نظام، ہمارا میڈیا مجرموں کی نرسریاں تیار کرتا ہے۔ ترقی اور آزادی کے نام پر تعلیمی اداروں میں موسیقی و ناچ کو فروغ دینا، مغرب کی ترقی کا مقابلہ کرنے کے لیے مادر پدر آزاد ماحول کی فراہمی کے لئے تحریکیں چلانا، دجالی میڈیا کے ذریعے فحش گوئی، شعائر اسلام کو بیچ دیکھانا، حسن کا انتہائی عریاں و اہیات معیار متعارف کروانا..... یہی تو وہ اب اسباب ہیں کہ جس سے زینب جیسے کم سن معصوم بچیوں کی عصمت دری کے سانحات جنم لے رہے ہیں۔

اس اندوہ ناک سانحہ نے عامۃ المسلمین کو جھنجھوڑ دیا ہے اور عوام، مجرموں کو سزا دلوانے کے لیے اور مقتول کے حق میں احتجاج کے لیے سڑکوں پہ نکلے تو پولیس کی اندھا دھند فائرنگ کی، جس کے نتیجے میں ۳ افراد جان بحق اور متعدد زخمی ہوئے۔ دوسری طرف نام نہاد سیاسی قیادت ہے کہ جو اپنی سیاست چکانے کے لیے موقع کی تلاش میں رہتی ہے۔ نواز، عمران، زرداری، قادری وغیرہم نے اس موقع پر سوائے سیاسی دکان چکانے کے کچھ بھی نہیں کیا۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ایسے ظلم کے خلاف یہ سب یک زبان ہوتے اور سیاست کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مجرموں کو اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق قراری سزا دلوانے کے لیے ہر طرح کی تنگ و دو کرتے۔ لیکن ان سے ایسی امیدیں لگانا کٹری کی بیل سے انگور کی توقع رکھنے کے مصداق ہے۔ ان کے تو اپنے ہاتھ اس قوم کی ماؤں بہنوں کے خون سے رنگے ہیں، انہوں نے لال مسجد سے لے کر وزیرستان سمیت سوات میں اپنی ہی قوم کی بیٹیوں کی عزت کی لانج نہ رکھی۔ یہ ن لیگ کی وہی حکومت ہے کہ جس کے سربراہ نے وزیراعظم بننے کے بعد امریکہ سے بہن عافیہ کو رہائی دلوانے کا وعدہ کیا تھا، لیکن وزیراعظم بننے کے بعد، عافیہ بہن کی وکیل نے بیان دیا کہ آج تک پاکستان کی حکومت کی طرف سے کبھی اپیل تک نہیں آئی کہ ڈاکٹر عافیہ کو رہائی دی جائے۔

اے میری سادی قوم کے لوگو! آپ کیوں حکمرانوں کی اس جزع فزع پر گزارہ نہیں کر لیتے؛ سبحان اللہ، دل چیر دینے والے بیانات! جو آپ عوام نے کرنا تھا وہ یہ کر رہے ہیں! یہ خود انسانوں کے روپ میں درندے ہیں۔ یہ بے چاری زینب کے قاتلوں کو کیا سزا دیں گے، جب کہ سرعام امت کی مظلوم بیٹیاں اسی قوم کے رکھوالوں کے پول کھولتی ہیں کس طرح سے زبردستی گھروں میں گھس کر ماؤں بہنوں کی عزت کا تماشا بناتے ہیں۔ مسلمانو!

انصاف آپ کو وہ حکمران دے سکتا ہے جو خدا سے ڈرنے والا ہو نہ کہ ’اگلے الیکشن میں ہارنے‘ سے ڈرنے اور انسانوں کو ووٹ کی نظر سے دیکھنے والا!

اور یہ حکمران تو ایسے انصاف کے قائل ہیں کہ جس طرح مختار ایں مائی کو انصاف فراہم کیا گیا! اسے بین الاقوامی سطح پر اس سپر پاور کی طرف سے ”عزت“ دی گئی جہاں ہر ۳ سیکنڈ میں دس عورتوں کی عصمت پامال کی جاتی ہے! ایسا انصاف جس نے این جی اوز کی آئیٹوں کو پاکستان میں قدم بھانے کا موقع فراہم کیا۔ مغرب زدہ خواتین جو باقاعدہ مقاصد کے ساتھ آپ عوام کے درمیان پھل پھول رہی ہیں۔ LGBT کی تحریک ان ایجنٹوں کے ذریعے سے ہی آپ کے گھروں تک میں داخل ہو چکی ہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

اس صورت حال میں اب بھی ہماری عوام میں ایسے بھولے لوگوں کی کمی نہیں کہ جو ان بے دین اور گمراہ حکمرانوں اور اسلام بے زار خائن جرنیلوں سے انصاف کی توقع رکھے ہوئے ہیں۔ جن کے لیے شراب نوشی، زنا، بیٹیوں اور بیویوں کا تبادلہ کوئی معنی رکھتا ہی نہیں۔ اس موقع پر جنرل باجوہ نے بھی اپنی ”کردار“ ادا کیا کہ وہ زینب کو انصاف دلانے گا! سبحان اللہ! کیا یہ وہی فوج نہیں، جس کے ایک افسر نے بلوچستان میں ڈاکٹر شازیہ کے ساتھ زیادتی کی اور اس بے چاری بیٹی کی انصاف کے لیے کی گئی چیخ و پکار گونج بن کر فضا میں تحلیل ہو گئی۔ کیا یہ وہی فوج نہیں کہ جس نے جامعہ حفصہ کی سیکڑوں زمینوں کو فاسفورس بموں سے جلایا اور جامعہ کی معلمات و طالبات کو قید کیا جو ابھی تک ان کے عقوبت خانوں میں بند ہیں۔ یہ وہی فوج ہی تو ہے کہ جس نے سوات سے کئی ہزار عفت مآب خواتین کو لاپتہ کیا۔ جنہوں نے وزیرستان میں طاقت کا اندھا استعمال کر کے سیکڑوں عورتوں اور بچوں کو شہید کیا۔ اور سب سے بڑھ کر اس قوم پر جو کلنک کا ڈیکا لگایا، ڈالروں کے عوض اپنی بیٹی کو بیچا!

جو لوگ قرآن و سنت سے ہٹ کر اپنی آزاد خیالی اور ترقی پسندی کا مظاہرہ کرتے ہیں، وہ دراصل یہ چاہتے ہیں کہ انسان اور حیوان کا امتیاز مٹ جائے اور انسان جانوروں کی طرح جو جی میں آئے کرتار ہے۔ وہ نظام کہ جہاں لوگ اپنے ماں باپ کو اولڈ ہاوس کے حوالے کر کے کتوں کی خدمت کو سعادت سمجھتے ہو، اپنے گھر کتے بلیوں کے روپڑ پالتے ہوں لیکن انسانوں سے تعصب رکھتے ہیں، جب ہم ایسے لوگوں میں اپنی ترقی تلاش کریں گے تو ان کی طرح کا بگاڑ ہمارے معاشرے میں بھی آئے گا۔

یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبیر، یہ حکومت

پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیم مساوات

بریکاری و عریانی و مئے خواری و افلاس

کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کی فتوحات؟

کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ؟

دنیا ہے تری منتظر روزِ مکافات

جو لوگ زنا کی شرعی سزا سنگساری اور کوڑوں کے خلاف پروپیگنڈے کرتے ہیں، ان کو اب تو سمجھ جانا چاہیے کہ قرآن کے بتائے قانون میں ہی انسان کی زندگی کا راز مضمر ہے۔ اس طرح آئے روز ہونے والی درندگی میں قصور ہمارا ہی تو ہے! ہم نے گھر کا روبرو نوکری تعلیم سیاست سمیت زندگی کے کسی شعبے میں اب تک مسلمان بن کر جینے کا فیصلہ ہی نہیں کیا۔

اے پاکستان کے سادہ لوح عوام! کیا اب وہ وقت آ نہیں گیا کہ آپ اس باطل نظام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ آپ کی عزتیں محفوظ نہیں، آپ کی جانیں ان لادین سیکولر گمراہ حکمران و جرنیلوں پر قربان ہو رہی ہیں۔ آپ کو عدل و انصاف کا مفہوم بھی یاد نہیں! مسئلہ اس نظام کا ہے! کیا وقت آ نہیں گیا کہ ہم حقائق کا سامنا کریں، محض افراد کو قصور وار ٹھہرا کر مسئلے کی اصل جڑ سے سے آنکھیں نہ چرائیں۔ مسئلہ افراد کا نہیں! رذیل، بد طینت، بد کردار افراد تو مختلف تناسب سے ہر معاشرے میں ہی پائے جاتے ہیں۔ مسئلہ اس نظام کا ہے! اس نظام سے بغاوت اور برأت ہی اصل حل ہے!

لہو پر قرض ہوتی جا رہی ہے

بغاوت فرض ہوتی جا رہی ہے

شہید عالم ربانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ اپنے بیان ”پادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمیں!“ میں فرماتے ہیں

”مسئلہ اس نظام کا ہے جو ان رذیل ترین لوگوں کو معزز قوم پر مسلط کرتا

ہے۔ جو حقیقی معززین کو ذلیل اور ذلیل و حقیر لوگوں کو معزز بناتا ہے۔

جب تک یہ باطل نظام جڑ سے نہیں بدلا جاتا، محض چہرے بدلنے سے کچھ

حاصل نہ ہو گا! اس نظام نے ہم سے ہماری آزادی چھینی ہے، ہمارے

معاشروں پر سے علما کی گرفت کو توڑا ہے، ہمارے درمیان سے شریعت کو

معطل کیا ہے، اور ہمیں فرنگی قانون ماننے پر مجبور کیا ہے۔“

اسی طرح شہید کمان دان فرمان شنواری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اے پاکستان کے بے چارے عوام! کیا اب بھی وقت نہیں کہ ہم اپنے

عظیم الشان عالمگیر دین اسلام کی حقانیت کو تسلیم کریں۔ متحد ہو کر شرعی

حدود کے نفاذ کا پُر زور مطالبہ کریں۔“

یہ بات کسی کے ذہن سے اوچھل نہیں رہنی چاہیے کہ نفاذ شریعت اور احکام شریعت لاگو کرنے سے پوری امت افراتفری اور تباہی سے محفوظ ہوگی، معاشروں میں بگاڑ پیدا نہیں ہوگا، اس کے لیے ترقی کے راستے میں رکاوٹ بننے والے بے وقوف، مجرم اور فسادی طبع لوگوں کو روکنا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے معاشرے کو سمندر میں چلتی ایک کشتی سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر ساحل تک پر امن انداز سے پہنچنا چاہتے ہو تو کشتی میں سوراخ کرنے والوں کو روکنا ہوگا۔

شرعی سزاؤں کے بارے میں زبان درازی کرنے والے بظاہر تو مجرم سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں لیکن حقیقت میں پورے معاشرے کے حقوق نظر انداز کر دیتے ہیں، وہ مجرم پر شفقت تو کرتے ہیں لیکن جرم سے متاثر شخص کو بھول جاتے ہیں، وہ سزا کو دیکھتے ہیں لیکن مجرمانہ گھٹیا حرکت سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔

ان سزاؤں سے اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف اور اس کی حکمت کا پتہ چلتا ہے؛ کیونکہ یہ سزائیں مفاد عامہ کے حصول اور امن و امان برقرار رکھنے کی ضامن ہیں۔
فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ [البقرة: ۱۷۹]

”اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔“

یعنی ہمہ قسم کی زندگی ہے، چنانچہ معصوم جانوں کو زندگی بخشی اس کے لیے معصوم جانوں کا قتل حرام قرار دیا۔ املاک کو زندگی بخشی اس کے لیے کسی کا حق غصب کرنے سے روکا۔ عزت و آبرو کو زندگی بخشی کہ ہتک عزت حرام قرار دی۔

حدود اللہ شریعت کا حصہ ہیں، ان کی وجہ سے ہر شخص کی انفرادی خوشیوں کو تحفظ ملتا ہے۔ اور پورے معاشرے میں امن و امان قائم ہوتا ہے، لہذا احکاماتِ الہی پر چلنے والوں کو حدود اللہ کی وجہ سے مستحکم اور پرسکون زندگی ملتی ہے۔ حدود اللہ کی وجہ سے معاشرے کو طیش مزاج لوگوں اور گھٹیا حرکتوں سے تحفظ ملتا ہے، کینہ پرور لوگوں کی دسیہ کاریوں کے لیے راستے بند ہوتے ہیں، اور انتہا پسند فکر زمین دوز ہوتی ہے، منحرف لوگوں کو راہ اعتدال ملتی ہے، جس سے خطرات و خدشات میں خاطر خواہ کمی واقع ہوتی ہے۔

حدود اللہ کو شریعت کا حصہ اس لیے نہیں بنایا گیا کہ دل کی بھڑاس نکالی جائے، انتقام لیا جائے، اور مجرموں کو اذیت دی جائے۔ بلکہ حدود اللہ کے مقاصد اور اہداف بہت عظیم ہیں۔ ان مقاصد میں یہ شامل ہے کہ پورے معاشرے کے لیے بڑے اہداف حاصل کیے جائیں اور وہ ہیں: دین، جان، عقل، مال اور عزت آبرو کی حفاظت۔

حدود اللہ اصل میں جرائم کی جانب مائل لوگوں پر رحمت و شفقت کا اظہار ہیں۔ حدود اللہ کے ذریعے انہیں جرائم سے روکا جاتا ہے، چنانچہ سزا دیکھ کر مجرم اپنے ارادے تبدیل کر لیتے ہیں۔ حدود اللہ کی وجہ سے جرائم پیشہ لوگوں کیساتھ ساتھ دیگر لوگوں کو بھی جرائم سے دور رہنے کا سبق براہ راست ملتا ہے۔

امت کے حالات قابو میں رکھنے کے لیے حدود اللہ کا نفاذ اصل میں مجرموں کے ساتھ رحمت و شفقت ہے، تبھی تو تعمیر و ترقی کا پیہ رواں دواں رہے گا، اور بد عنوان و شر انگیز عناصر کو اپنے انجام کا بھی علم ہوگا۔

جن لوگوں کو مجرم کے جرم سے دلی صدمے پہنچے ہوتے ہیں انہیں حدود اللہ کے نفاذ سے قلبی سکون ملتا ہے۔ نیز جرائم سے متاثر ہونے والے لوگوں میں دہشت کی جگہ امن و سکون سرایت کر جاتا ہے۔

اے پاکستان کے باعزت شہریوں! اٹھیے اپنے دین کی حقانیت کو بچانے اور شرعی حدود کے عالمگیر فوائد کو قلب و ذہن میں مستحضر کیجیے۔ حدود اللہ کے نفاذ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت، فضل، اور خیر و بھلائی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ

وَالْأَرْضِ [الأعراف: ۹۶]

”اگر بستی والے ایمان لائیں اور تقویٰ اختیار کریں تو ہم ان پر آسمان و زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیں“

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِقَامَةُ حَدِّ مِّنْ حُدُودِ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنْ مَّطَرٍ أَزْبَعَيْنِ لَيْلَةً فِي بِلَادِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی ایک حد کا نفاذ کرنا اللہ تعالیٰ کی زمین پر چالیس رات بارش ہونے سے بہتر ہے۔“ (ابن ماجہ)

☆☆☆☆☆

”آپ اپنے اعمال میں اخلاص کو لازم پکڑیں، آپ کا جہاد کسی جاہلی عصبيت کی بنیاد پر نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی وطنیت و قومیت آپ کے قتال کا مقصد ہو، بلکہ آپ کے پیش نظر صرف اور صرف ایک ہی مقصد ہونا چاہیے اور وہ یہ کہ زمین پر اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے، اور یہ بات سمجھئے کہ اخلاص ہی فتح ہی کنجی ہے اور اسی سے نصرت و ابستہ ہے۔“

شیخ ابو یحییٰ اللیبی رحمہ اللہ

معاشرے کو جنسی ہیجان کون مبتلا کیے ہوئے ہے؟ پھر مظلومیت کا رونا رو کر ریٹنگ اور شہرت کون حاصل کرتا ہے؟ کیا یہی دجالی میڈیا نہیں ہے؟

لیکن کیا اس لیے اس کے جرائم معاف ہیں کہ یہ تمہاری کی ہاں میں ہاں ملائے جاتا ہے؟ جزل باجوہ ایسی درندوں کو کیسے انصاف کے کٹہرے میں لائے گا کہ یہ جس فوج کی سرچنگ ہے وہ فوج بنگال سے سوات تک جنسی جرائم کی ایک مستقل تاریخ رکھتی ہے! ڈاکٹر شازیہ کی عزت کس نے تار تار کی؟ ڈاکٹر عافیہ کی ناموس کا سودا کس نے کیا؟ کئی لاکھ بنگالی مسلمان بہنوں کے عصمتوں سے کن حیوانوں نے کھلوڑا کیا؟ سوات کی مسلمان بہنوں کی عصمت دریاں کر کے ان کی برہنہ لاشوں کو ہیلی کاپٹروں سے کس نے پھینکا؟ وزیرستان اور قبائل کے ”آئی ڈی پیز“ کی بستیوں سے سیکروں جو ان بچیوں کو کون اٹھا کر لے گیا؟ جامعہ حفصہ کی ہزاروں عفت مآب طالبات کن کے خفیہ عقوبت خانوں میں اپنے گوبر عصمت سے محروم کی جا رہی ہیں؟ جزل باجوہ! اب زینب کے سانچے پر یہاں ہیر و بننے آئے ہو! سوال تو یہ ہے کہ تمہیں اگر اتنا ہی درد ہے تو معصوم کلیوں کو بھنبھوڑنے کا ماحول بنانے والے آج بھی کیوں آزاد ہیں؟ نیم برہنہ شہوت انگیز لباس میں کنسرٹ کون کرواتا ہے؟ ننگ دھڑنگ ماحول کو کون ثقافت قرار دیتا ہے؟

اے حاکمانِ وقت! ملک میں سادگی سے شادی کے قوانین بنانے میں کون کون سے بھیڑیے ہیں جو رکاوٹ بنتے ہیں اور کہتے ہیں یہ انفرادی معاملہ ہے ریاست کا اس سے کوئی تعلق نہیں؟ سیکولر ریاست کا بیانیہ کس کس بھیڑیے کا ہے؟ ان بھیڑیوں کو ٹی وی چینلز پہ کون لاتا ہے کون پروموٹ کرتا ہے؟ اخباروں، رسالوں میں نیم برہنہ تصویریں آرٹ کے نام پہ کون چھاپتا ہے؟ صنف نازک کے اعضا کی نمائش کون کرتا ہے؟ کبھی ڈالر خوری سے فرصت پا کر خبر لی تم نے؟

کیا صاف دکھائی نہیں دیتا کہ المیوں کی تاریخ میڈیا کی آزادی کے بعد عروج پہ پہنچی؟ زینب کاریپ اور قتل ایک رات میں پلٹنے والا حادثہ ہے کیا؟ کیا حادثے ایک رات میں پروان چڑھتے ہیں؟ حادثوں کے پالنہار کون ہیں؟ کیوں ہیں اور کب تک رہیں گے؟ آخر کب تک؟ فحش نگاری و فحش کاری کیوں کہا جاتا ہے؟ اس فن کی تشہیر کیوں ہے؟ اس فن کے پالنہار آزاد کیوں ہیں؟ کون ہیں وہ بھیڑیے جو فحش نگاری کو نصاب کا حصہ بناتے ہیں؟ کون ہیں جو فحش افسانوں کو نصاب میں داخل کرتے ہیں؟ (بقیہ صفحہ ۶۶ پر)

ہماری ریاست، ہمارا تعلیمی نظام، ہمارا میڈیا مجرموں کی نرسریاں تیار کرتا ہے۔ ایک اور سات سالہ معصوم سی کلی، جنسی درندوں کے ہاتھوں بھنبھوڑ دی گئی ہے۔ نہ یہ پہلی درندگی ہے اور نہ ہی اسے آخری کہا جاسکتا ہے۔

درندگی اور اسباب درندگی، ذرا بعد میں دیکھتے ہیں۔ میں پہلے اس بچی پہ بیتنے والے مظالم سامنے رکھتا ہوں۔ یہ محض سات سالہ پروان چڑھتی زینب انصاری بنت امین انصاری کی تصویر ہے۔ اس کے امی اور ابو دونوں عمرے کی ادائیگی کو گئے تھے۔ اس معصوم کلی کو گھر سے چار درندے اٹھا کر لے گئے۔ پہلے اس معصوم کلی کو بھنبھوڑتے رہے۔ معلوم نہیں آسمان کیسے ختم کیا؟ معلوم نہیں زمین پھٹنے سے کیسے رہ گئی؟

درندگی کی ہوس نے اس بار درندگی سے بھی ایک قدم آگے رکھا۔ بعد از درندگی اس معصوم بیٹی کو قتل کر کے جھاڑیوں میں پھینک دیا گیا۔ میں نوحہ گر ہوں، میں بھی بہنوں، بھتیگیوں، بھانجیوں، والا ہوں۔ لیکن میں آج ستم گری کی وجہ بھی بتاؤں گا۔

آرمی چیف، وزیر اعظم، چیف جسٹس!

یہ ایک سال کے دوران تقریباً دو سو واقعہ رپورٹ ہوا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ توجناب اس کی وجہ آج کا دجالی میڈیا ہے، اس کی وجہ انٹرنیٹ پہ فحش کاری کا ایک وسیع کاروبار ہے۔ اس کی وجہ ہماری تعلیمی نظام میں تربیت کا نہ ہونا ہے اس کی وجہ بہنوں، بیٹیوں، ماؤں کی تقدیس پہ مبنی لٹریچر کا نہ ہونا ہے۔ اس کی وجہ ریاست کا سیکولر بیانیہ ہے۔ جس میں شخصی زندگی کو بے لگام چھوڑ دیا گیا ہے جو چاہے کرتا پھرے۔ تم نے ”انسدادِ ہشت گردی“ کے نام پر مدراس و مساجد پر قدغنیں لگائیں، سیکولر طبقے نے لفظ مولوی کو تشنیع و تضحیک کا نشانہ بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا، تمہاری ناک کے نیچے ملحدیں مساجد و مدارس اور علماء و حفاظ کے خلاف پروپیگنڈے کرتے رہے اور انہیں ”جنسی بھیڑیوں“ جیسے القابات دیتے رہے۔ تم نے ان ملحدین اور اپنے آقاؤں کے اشاروں پر مساجد و مدارس کا ناطقہ بند کر دیا۔ اب میں بتاؤں کہ بچوں کو بچیوں کو ڈراموں میں، فلموں میں کون بتلاتا ہے کہ لڑکی، لڑکا چھپ کر کیسے دوستی لگاتے ہیں؟ دھندے کون بتلاتا ہے؟ کون بتلاتا ہے کہ چھپ کر ڈیٹ کیسے مارتی ہے؟ کون بتلاتا ہے کہ ماں باپ سے چھپ کر دھندہ رچایا جاتا ہے؟ کون بتلاتا ہے کہ دھندہ رچانے کہاں کہاں جایا جاتا ہے؟ شہوت کو بڑھاوا دے کر کون ابھارتا ہے؟ ڈراموں، فلموں، اشتہارات اور پروپیگنڈے کے ذریعے پورے

اور میں اس ماتمی فضا میں کوئی ایمان والا ڈھونڈ رہا ہوں... ہمارے بڑے بتلاتے ہیں کہ جب تقسیم کا غلطہ تھا اور پورے ہندوستان کے مسلمان اپنی جانیں اور عزتیں بچا کر ہجرت کی کوششوں میں مصروف تھے ایسے میں ریاست ٹونک کے مسلمان اطمینان کے ساتھ تھے... جی ہاں ایک ایسی ریاست کہ جہاں ہندوؤں کی اکثریت تھی مگر حکومت مسلمانوں کی تھی... جی ہاں وہاں کے مسلمانوں نے انتہائی اطمینان کے ساتھ ہجرت کی جانتے ہیں کیوں... کیونکہ ہندوؤں کو اس وقت بھی وہ شکست یاد تھی کہ جو راجپوتوں کو پٹھانوں کے ہاتھوں ہوئی تھی... جان لیجیے آپ کی قوت ماتم میں نہیں انتقام میں ہے!

ایک لمحے کو نہیں آتا مرے دل کو سکون
لمحہ لمحہ بڑھ رہا ہے آج تو مجھ میں جنوں
قتل اپنے ہاتھ سے جب تک نہیں کرتا نہیں
چین سے سونے نہیں دے گا مجھے زینب کا خون

☆☆☆☆☆

بقیہ: محرموں کی ترسریاں

کون ہیں منٹو جیسے غلاظت سے لٹھڑے افسانوں کی تعریفیں کرنے والے؟ کون ہیں وہ بھیڑیے جو سرعام اسلامی سزاؤں کو برا کہتے ہیں؟ کون ہیں وہ بھیڑیے جو سرعام اسلامی سزاؤں کو صبح سحری میں چھپ کر دینے کی دہائی دیتے ہیں؟ کون ہیں وہ بھیڑیے جو ان سزاؤں میں رکاوٹ بنتے ہیں؟ ان چار درندوں کو سرعام کیوں نہیں لٹکایا جائے گا؟ صرف اس لیے کہ لبرل بھیڑیے ناراض ہو جائیں گے؟

کیا ممنون حسین کو یا کسی بھی صدر کو حق حاصل ہے کہ پانچ پانچ سال پھانسی کی سزا معطل رکھیں؟ اس ملک میں پانچ پانچ سال سزا قصاص کیوں معطل رہی کہ تمہارا انگریز آقا تم سے ناراض ہو جائے گا؟ یہ سب دھندے تمہاری نظروں سے اوجھل ہیں کیا؟ ان دھندہ زدہ بھیڑیوں سے منہ چرانے کی آخر وجہ کیا ہے؟

باقی تو نظام ہی کٹھ پتلی ہے اصل حاکم تو یہاں فوج ہے تو باجوہ سانپ سے سوال بتاتا ہے کہ آخر کب تک؟ آخر کب تک؟

☆☆☆☆☆

ہمارا مزاج ماتمی نہیں ہے ہاں ہم بے رحم اور سنگ دل بھی نہیں مگر ہم انتقام لینا جانتے ہیں ہماری تاریخ بزدلی کی تاریخ نہیں ہماری تاریخ ہمت و جرات کی تاریخ ہے ہم اپنی عزت کو اہمیت دینے والے لوگ ہیں ہمیں اپنی عزت کے لیے جان لینا بھی آتی ہے اور جان دینا بھی

حدثنا محمد بن المثنی، ومحمد بن بشار واللفظ لابن المثنی، قال: حدثنا محمد بن جعفر، حدثنا شعبة، عن هشام بن زيد، عن انس بن مالك، ان يهوديا قتل جارية على اوضاع لها فقتلها بحجر، قال: فجيء بها إلى النبي صلى الله عليه وسلم وبها رمق، فقال لها: اقتلك فلان؟ فاشارت براسها ان لا، ثم قال لها: الثانية، فاشارت براسها ان لا، ثم سالها الثالثة، فقالت: نعم و اشارت براسها، فقتله رسول الله صلى الله عليه وسلم بين حجرين

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک یہودی نے ایک لڑکی کو مارا، چند چاندی کے ٹکڑوں کے لیے، تو پتھر سے اس کو مارا۔ وہ لائی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس، اس میں کچھ جان باقی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ”تجھ کو فلاں نے مارا ہے؟“ اس نے اشارہ کیا سر سے نہیں، پھر فرمایا: ”فلاں نے مارا ہے؟“ اس نے اشارہ کیا سر سے نہیں، پھر تیسری بار پوچھا تو اس نے کہا: ہاں اور اشارہ کیا اپنے سر سے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کو بلوایا، اس نے اقرار کیا) تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کیا، دو پتھروں سے کچل کر۔

جی ہاں یہی ہماری تاریخ ہے!

ہاں ہاں مجھے وہ ظالم حجاج بن یوسف ثقفی بھی یاد ہے کہ جس نے ایک بیٹی کی پکار پر اپنے بھتیجے محمد بن قاسم کو ہندوستان روانہ کر دیا تھا!

ہاں ہاں مجھے معتمد بھی یاد ہے کہ جو ایک مسلمان بہن کی فریاد پر مسیحی سلطنت کے سرپر فوج لے کر جا پہنچا تھا! جی ہاں یہی ہماری تاریخ ہے!

اب جب کہ ہماری زینب مضروب ہے... اس کا بے جان لاشہ فریاد کر رہا ہے، تو میں دیکھ رہا ہوں کہ اچھے بھلے مرد بڑے غمگین ہیں... آنسو ہیں کہ رُکنے کا نام ہی نہیں لے رہے... کسی کا کھانا بند ہے تو کسی سے پانی نہیں پیا جا رہا... اور کچھ تو شاید کل سے سانس لیے بغیر زندہ ہیں

بہنوں کا سہارا چھیننا جارہا ہے اور تمہارے چپ کے روزے نہیں ٹوٹ رہے... بوڑھے والدین کے نازک کندھوں سے ان کی بیساکھیاں توڑ کر انہیں زندہ لاشہ بنایا جارہا ہے مگر تم سب خاموش !!!

سنو!! سنو!! یہ مجرمانہ خاموشی عند اللہ قابل قبول نہیں ہوگی! تمہاری مصلحتیں قبول نہیں ہوں گی... ظلم دیکھ کر سن کر بھی خاموش رہنا ظلم ہے، ظالموں کا ساتھ دینے کے مترادف ہے... میں ایک عام مسلمان ہونے کی حیثیت سے جھولی پھیلا کر اپنا سر آپ کے اکابر ہی پاؤں میں رکھ کر یہ التجا کرتا ہوں کہ آؤ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کٹتی امت کا درد محسوس کرو اور اس بوڑھی ماں کی آہ و بکا سنو، جس کے لعل کو آج خونی رنگ میں رنگ کر لال کر دیا گیا ہے... آؤ آج ان بہنوں کی سسکیاں سنو جن کو بھائی کی تڑپتی لاشیں تحفے میں دی جا رہی ہیں...

آؤ اُس سہاگن کے درد کو محسوس کرو جو اپنے سر پر بیوگی کی تلوار لٹکائے، اپنے اجڑے آگن میں جھولی پھیلا کر انصاف مانگ رہی ہے... آؤ ان بچوں کی بلکتی آوازیں سنو جو ماں کی گود میں بیٹھ کر اپنے کھلونوں کا انتظار کر رہے ہیں...

آؤ! رہ نماؤ... آؤ میرے لیڈرو! کچھ تو بولو!!!

قبل اس کے کہ آواز بھی چھین لی جائے... اگر آج ہم خاموش ہیں تو کل اسی آگ میں ہم بھی جھلس کر دھوا بن جائیں گے... ارے اور کتنی لاشوں کے گرنے کا انتظار کرو گے... ارے ظلم بس ظلم نہیں ہوتا... ظلم سہنا بھی ظلم ہوتا ہے ناداں!

☆☆☆☆☆

لائحے کی اشاعت کے درج ذیل بڑے مقاصد ہیں:

- جماعت سے منسلک مجاہدین کے سامنے دائرہ عمل رکھنا، انہیں غیر شرعی کارروائیوں سے روکنا اور ایسے اہداف کو نشانہ بنانے سے بھی انہیں باز رکھنا جو شرعاً تو جائز ہوں مگر تحریک جہاد کے لیے نقصان دہ یا غیر مفید ہوں۔
 - میدان جہاد میں موجود تمام مجاہدین کو اہداف کے چناؤ اور طریقہ کار میں یک جہتی، یکسانیت اور وحدت عمل کی پُر خلوص دعوت دینا۔
 - عوام کو اپنے مقاصد و طریقہ کار سے آگاہ کر کے انہیں دعوت جہاد دینا۔
- جماعت قاعدۃ الجہاد بر صغیر کے 'لائحہ عمل' سے اقتباس

اے وارثانِ ممبر و محراب! اے صاحبانِ جبہ و دستار!

اے میدان سیاست کے شہسوارو! اے گورنری، وزارتِ اعلیٰ کے طلب گارو!

اے اسلام کے نام پر ووٹ لینے والو ملاؤ! اے مذہب کے نام نہاد ٹھیکے دارو!

اے اہل سنت کے بزعیم خود رہبر و راہنماؤ! اے مساجد مدارس میں اپنے چندے کی جنگ لڑنے والو!

اے اہل حق کے گدی نشین بننے والو!

اے زینب کی مظلومانہ شہادت پر انسانیت، مظلومیت کے مگر مچھی آنسو بہانے والو!!

شہر کرچی میں سنی نوجوانوں کو خاک و خون میں تڑپایا جارہا ہے... اہل سنت کی بدترین نسل کشی کی جا رہی ہے... باطل قوتوں کی خوش نودی کے لیے اہل حق کے سرکچلے جا رہے ہیں...

تمام ظالم، جابر، قاتل بھیڑے نمادرندے اپنے تیروں سے امت مسلمہ کہ غیور جوانوں کے سینوں کو چھلنی چھلنی کر رہے ہیں... یہ قانون نافذ کرنے والے اداروں میں چھپے خوں

خوار جانور اپنے ناپاک پنچے اہل سنت طبقہ کے سینوں میں پیوست کر رہے ہیں... آنسو ہیں جو خشک نہیں ہو رہے... آہیں اور سسکیاں ہیں جو دب نہیں رہیں ظلم جو بڑھتا جارہا

ہے... اہل سنت کے بچے یتیم ہو رہے ہیں... مائیں ہیں جو بچوں کو نکالیف اٹھا کر پیدا کرتی ہیں اور بڈیاں گھٹلا کر پرورش کرتی ہیں، آج انہیں آہوں اور سسکیوں کی چھاؤں میں دفن کر دی

ہیں...

ارے گلیاں ہیں جو اہل سنت کے خون سے رنگین ہو رہی ہیں... ایران اور شیعہ کی خوش نودی کی خاطر تمہاری مقتدیوں کو مارا جارہا ہے... سہاگنوں کے سہاگ اجاڑے جا رہے ہیں...

ظلم کے طوفان برپا کر کے قہر خدا کو دعوت دی جا رہی ہے...

مگر تم سب خاموش، تمہارے ماتھوں پر ایک بھی شکن نہیں، تمہاری کانٹوں پر ایک سلوٹ نہیں، تمہارے جبہ دستار میں ایک بھی خم کم نہیں! ارے کچھ تو بولو! تمہارے

کارکن ناسہی انسان تو ہیں! تمہاری جماعت سے نہیں مگر اہل سنت میں سے تو ہیں... ذرا آنکھیں کھولو اور دیکھو کیسے انسانیت کی تذلیل ہو رہی ہے! سیکڑوں زینب روزانہ شفقت

پدری سے محروم، یتیمی کی چادر اوڑھ رہی ہیں مگر تم سب خاموش!!!

علاج کچھ اس کا بھی اے چارہ گراں! ہے کہ نہیں؟

وہیق الرحمن

آئین پاکستان کے بعد ملک کی سب سے اہم دستاویز پاکستان کے تمام مسالک کے ممتاز ترین علمائے کرام نے متفقہ طور پر فتویٰ دے دیا۔

دستاویز پاکستان میں درج سوالات:

پاکستان کیا ایک مکمل اسلامی ریاست ہے یا نہیں؟

مسلمان ریاست میں پرائیویٹ جہاد ہو سکتا ہے یا نہیں؟

خود کش حملے جائز ہیں یا نہیں؟

کسی کو کافر قرار دینے کا اختیار کس کو ہے، کس کو نہیں؟

پوچھے گئے سوالات کے جوابات پر مشتمل فتوے پر ملک کے ممتاز ترین علمائے کرام نے

متفقہ طور پر دستخط کر دیئے۔ تفصیلات کے مطابق ملک کے ممتاز ترین علمائے کرام نے

متفقہ طور پر ایک فتوے پر دستخط کر دیئے ہیں۔ یہ فتویٰ ان جوابات پر مشتمل ہے جن میں

ان سے سوالات کئے گئے تھے۔ سلیم صافی کا کہنا تھا کہ ملک کے ۱۸۲۹ علمائے کرام جو

مختلف مسالک سے تعلق رکھتے ہیں نے متفقہ طور پر ان سوالات کے جوابات پر مشتمل

فتویٰ پر دستخط کئے ہیں۔ جب کہ اس فتوے میں مولانا لدھیانوی اور علامہ امین شہیدی کے

بھی دستخط ہیں۔ فتوے کا جواب اور متفقہ اعلامیہ جن علما اور مفتیوں نے تیار کیا ہے، ان میں

مفتی منیب الرحمان اور مفتی رفیع عثمانی بھی شامل ہیں، یعنی کہ جید علمائے کرام نے مسالک

اور مدارس کے تمام بورڈز کے نمائندے شامل کر کے ان پانچ سوالوں کا جواب دیا۔ یہ

متفقہ اعلامیہ اور متفقہ فتویٰ ہے جس کو آئین پاکستان کی تشکیل کے بعد ایک بہت بڑی اور

اہم آئینی دستاویز اور بہت بڑی کامیابی قرار دیا جا رہا ہے، اس فتویٰ کو ایک کتاب کی شکل

دی گئی ہے، اس کتاب کو آج یعنی ۱۶ جنوری ۲۰۱۸ء کو ایوان صدر میں ہونے والی ایک

تقریب میں صدر مملکت کی موجودگی میں لانچ کیا جائے گا، جب کہ اس کتاب میں ممنون

حسین کی جانب سے پیش لفظ لکھا گیا ہے۔

یہاں تک کی خبر سے تو ہر بندہ واقف ہو گیا ہو گا۔ جو لاعلم ہیں وہ پڑھنے کے بعد جان جائیں

گے۔ دستاویز پاکستان پر دستخط کرنے والے علمائے کرام سے بھی چند ایک سوالات ہیں،

جیسے سرکاری ”سوالات“ کے جواب میں ایک مبسوط دستاویز تیار بنا ڈالی گئی، امید ہے ویسے

ہی ان سوالات کا جواب بھی مرحمت فرمایا جائے گا۔

کیا ڈرون حملے جائز ہیں؟؟

کیا قبائلی عوام کا سینہ چھلنی کرنا جائز ہے؟

کیا ملکی سالمیت کا سودا کرنا جائز ہے؟

کیا فاشی و عریانی کے خلاف احتجاج کرنے والی طالبات کو ان کی جامعہ اور مسجد سمیت جلا کر

بھسم کر دینا جائز ہے؟

کیا سودی معیشت کو ناگزیر قرار دے کر ”اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے

مسلل برسر جنگ رہنا“ جائز ہے؟

کیا ریاستی سطح پر سیکولر ازم رائج کرنے کے عزائم کو عملی جامہ پہنانا جائز ہے؟

کیا کفار کا فرنٹ لائن اتحادی بن کر لاکھوں مسلمان بھائیوں کو قتل کرنا جائز ہے؟

کیا بالاکنڈ ڈویژن اور قبائل میں ہزاروں مساجد و مدارس، بازاروں، ہسپتالوں اور جیتی جاگتی

آبادیوں کو کارپٹ بم باریوں سے تباہ کر دینا جائز ہے؟

کیا پرائی جنگ میں اپنے بندے مارنا جائز ہے؟

کیا بیٹیاں بیچنا جائز ہے؟؟

کیا اخروٹ آباد میں غریب الدیار مہاجر اور ”اللہ اللہ“ کی دُہائیاں دیتی خواتین اسلام کو

گولیوں سے بھون ڈالنا جائز ہے؟

کیا مساجد، مدارس کا تحفظ پامال کرنا، جو توں سمیت گھسنا، ہزار ماہانہ لینے والے کو تنگ کرنا

جائز ہے؟

کیا نہتے مظلوموں پر گولیاں چلانا جائز ہے؟

کیا جیلوں سے نکال نکال کر شہید کرنا، ماورائے عدالت قتل جائز ہے؟

کیا گستاخ رسول کو تحفظ دینا جائز ہے؟

کیا مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلنا جائز ہے؟

کیا ملک و قوم کے دشمن کو معاف کر دینا جائز ہے؟

کیا بے گناہ لوگوں کو ۱۸ سال جیل میں رکھنا جائز ہے؟

فہرست تو بہت طویل ہے لیکن انہی سوالات کا جواب مل جانا ہی غنیمت ہے۔ امید ہے

مفتیان کرام، مسائل کو شرعی و دینی احکامات کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں گے۔

مسائل

وہیق الرحمن

لاپتہ افراد کا مسئلہ پاکستانی خفیہ اداروں کی انسانیت دشمنی سمجھنے کے لیے بہت کافی ہے۔ عبدالوحید مراد ایک نئی ٹی وی میں رپورٹر ہیں اور اسلام آباد میں سپریم کورٹ میں ہونے والے مختلف سیاسی، سماجی اور فوجداری مقدمات کی رپورٹنگ کرتے ہیں۔ موصوف کے دیگر افکار و خیالات سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔ یہ سپریم کورٹ میں لاپتہ افراد کے مقدمات سے متعلق ہونے والی سماعتوں میں سے چند ایک کا احوال سناتے ہیں۔ ججوں کے ڈائلاگ اور لاپتہ افراد کے لواحقین کی حالت زار اس طاغوتی نظام کے سامنے ”عدل“ کی بے بسی ظاہر کر رہے ہیں۔ اور ”عدل“ بے بس کیونکہ یہ بھی تو اسی طاغوتی نظام ہی کا ایک اہم ستون ہے۔ اس نظام بد کا دوسرا اہم ستون ’پارلیمان‘ ہے۔ اس کے احوال بھی قوم کے سامنے ہیں کہ سینٹ کا چیئرمین بھی فوج اور خفیہ اداروں کے بارے میں کھل کر بات کرتے ہوئے جھجکتا اور جان کی امان پا کر کہتا ہوا پایا جاتا ہے کہ ”مجھے بھی لاپتہ کر دیں گے“۔ اس نظام کے سارے ہی ”ستون“ اپنی ہی ”چھت“ کے وزن سے کانپ رہے ہیں۔ سو یہ ”چھت“ مزید کتنی دیر ظلم، گھٹن اور کفر کا بوجھ اپنے ’خاکي کندھوں‘ پر اٹھا سکتی ہے؟ باذن اللہ بہت قریب ہے کہ جب یہ نظام بد اور اس کے محافظوں پشتی بانوں کی دراز رسی، اللہ پاک ایک ہی جھکے سے کھینچ ڈالیں گے، ان شاء اللہ۔ [ادارہ]

ملک کے کیس میں عدالت کو بتایا گیا تھا کہ ایک میجر کا ٹرائل ہو رہا ہے اس کی پیش رفت رپورٹ طلب کی جانی چاہیے۔

عدالت نے دوسرے لاپتہ عادل خان کے مقدمے میں سرکاری وکیل سے پیش رفت کا دریافت کیا تو بتایا گیا کہ چودہ نومبر دوہزار آٹھ کو پشاور ہائیکورٹ نے حکم دیا تھا جس پر انکوائری میں معلوم ہوا کہ صرف لاپتہ ہے اور کسی پر کوئی الزام عائد نہیں کیا گیا، تمام ایجنسیوں کو دوبارہ لکھا گیا ہے جواب کا انتظار ہے۔ جسٹس اعجاز افضل نے کہا کہ اب ایسی صورت حال میں کیا کریں؟ آمنہ مسعود جنجوعہ نے کہا کہ یہ ان سرکاری وکیلوں کا معمول ہے، لاپتہ افراد کمیشن بھی ایسے ہی کام کر رہا ہے، سات سال ہو گئے عادل خان کے مقدمے کو بھی۔ پورے ملک میں لاپتہ افراد کے ورثا قاتلوں میں لگے ہوئے ہیں، کمیشن میں سات ماہ بھی ایک کیس کی باری آتی ہے، انصاف دینے کا کمیشن کا یہ تیس سالہ منصوبہ ہے۔ لوگ اذیت کا شکار ہیں ان کے مسئلے حل کرنے کا یہ طریقہ نہیں۔

عدالت میں لاپتہ مدثر اقبال کے مقدمے کا نمبر پکارا گیا تو جسٹس دوست محمد نے سرکاری وکیلوں سے پوچھا کہ جے آئی ٹی اور دیگر کی رپورٹس میں تضاد کیوں ہے؟ دونوں کو آمنہ سامنے بٹھا کر پوچھا کیوں نہیں گیا کہ کون سچ بول رہا ہے اور کون جھوٹ؟ آمنہ مسعود نے عدالت کو بتایا کہ اقوام متحدہ کے جبری لاپتہ کیے گئے کمیشن کی رپورٹ کے مطابق مدثر اقبال کسی خفیہ ادارے کے سیل میں ہے۔ سرکاری وکیل نے کہا کہ مدثر اقبال کے حوالے سے رپورٹ دی جا چکی ہے اور خفیہ ایجنسیاں اس کی موجودگی سے لاعلمی ظاہر کر چکی ہیں۔ جسٹس دوست نے کہا کہ عدالت میں جمع کرائی گئی رپورٹ جوڈیشل ریکارڈ بن چکی ہے، کل کو اگر مدثر اقبال کا فوجی عدالت میں ٹرائل کر کے سزا دی گئی تو سپریم کورٹ کا ریکارڈ خلاف جائے گا اور بات کھل جائے گی کہ غیر قانونی طور پر حراست میں رکھا گیا اور عدالت سے جھوٹ بولا گیا۔ جسٹس دوست محمد نے کہا کہ سوات میں آپریشن کے بعد اڑھائی تین ہزار

لاپتہ افراد کا مقدمہ سنا، اور اسے رپورٹ کرنا بھی ایک مشکل کام ہے کیونکہ ججوں سمیت سب بے بس ہوتے ہیں، صرف لیکچر ہوتا ہے یا بیمار کس دیے جاتے ہیں۔

جسٹس اعجاز افضل کی سربراہی میں جسٹس دوست محمد خان اور جسٹس اعجاز الاحسن پر مشتمل تین رکنی بنچ نے لاپتہ افراد کے مقدمے کی سماعت کا آغاز کیا تو عدالت کے روسٹرم پر آمنہ مسعود جنجوعہ اور وکیل کرنل ریٹائرڈ انعام لاپتہ افراد کی جانب سے موجود تھے جب کہ ڈپٹی انٹرنی جنرل ساجد الیاس، پختون خوا، پنجاب کے سرکاری وکیل اور لاپتہ افراد کمیشن کے رجسٹرار بھی کھڑے تھے۔

عدالت کی جانب سے پوچھا گیا کہ لاپتہ تاسف ملک سے حراستی مرکز میں اہل خانہ کی ملاقات کرانے کا حکم دیا تھا کیا ہوا؟ سرکاری وکیل نے بتایا کہ ملاقات کرادی گئی ہے۔ تاسف ملک کے سسر نے عدالت کو بتایا کہ صرف تین منٹ کی ملاقات کرائی گئی اور اس میں بھی چار گارڈز گنیں تانے کھڑے تھے، ہماری گفتگو بھی ٹیپ کی جا رہی تھی، تاسف نے کہا کہ عدالت بلائے گی تو تب ہی کچھ بتاؤں گا۔ وکیل کرنل انعام نے کہا کہ تین سال بعد تین منٹ کی ملاقات کرائی گئی۔

جسٹس دوست محمد خان نے کہا کہ یہ نازک معاملہ ہے، جب ہائیکورٹ میں تھابت آئی ایس آئی اور ایم آئی کے نمائندوں کی مرضی سے طے کیا گیا تھا کہ حراستی مراکز میں قیدیوں کی اہل خانہ سے ملاقات کے لیے طریقہ کار کیا ہوگا، احتیاطی تدابیر ضروری ہیں مگر ملاقات سہولت کے ساتھ کرائی جائے۔ جسٹس اعجاز افضل نے کہا کہ ہم جاننا چاہیں گے کہ کس قانون کے تحت کس جرم میں زیر حراست ہے؟ ایڈیشنل انٹرنی جنرل سے اس بارے میں رپورٹ بھی مانگی ہے۔ جسٹس دوست محمد نے کہا کہ متعلقہ حکام سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر بھارتی جاسوس کو اہل خانہ سے ملاقات کے لیے سہولت فراہم کی جاسکتی ہے تو یہی سہولت اپنے شہریوں کے لیے کیوں فراہم نہیں کی جاسکتی؟ وکیل کرنل انعام نے کہا کہ تاسف

افراد کو کسی دوسری جگہ حراست میں رکھا گیا، ہائیکورٹ نے کہا تھا کہ ان افراد کو چھوڑ دیں یا پولیس کے حوالے کر دیں۔ وکیل کرئل انعام بولے کہ قوم کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ حراستی مراکز میں کتنے افراد ہیں، کل بیلیس مراکز ہیں۔ سرکاری وکیل ساجد الیاس نے فوراً رد عمل ظاہر کرتے ہوئے کرئل انعام کو بتایا کہ کل ایک ہزار چار سو گیارہ افراد حراستی مراکز میں ہیں اور اس کی رپورٹ دی جا چکی ہے۔

جسٹس اعجاز افضل نے پوچھا کہ حراستی مراکز میں قید افراد کا ٹرائل کیوں نہیں کیا جاتا؟ سرکاری وکیل بولے کہ اخبار میں خبر آئی ہے کہ کچھ مقدمات فوجی عدالت میں ٹرائل کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ جسٹس دوست محمد نے کہا کہ وفاقی حکومت کا وکیل بھی اخبار کی خبروں سے بتا رہا ہے، عدالت کو رپورٹ میں بتانا چاہیے۔ جسٹس دوست محمد نے کہا کہ آئین کی سبز کتاب کا احترام ہی نہیں، اس کو نصاب میں بڑی کلاسوں کے لیے شامل کرنا چاہیے، اگر کسی نے جرم کیا ہے تو قانون کے مطابق سزا دیں، سالہا سال سے سوات اور قبائلی علاقوں میں لوگ حراست میں ہیں، آئین میں لکھا ہے کہ گرفتار شخص کو چوبیس گھنٹے کے اندر مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جائے گا، برسوں سے حراست میں رکھنا غیر آئینی اور غیر قانونی ہے۔ جسٹس اعجاز افضل نے کہا کہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ کسی کو غیر معینہ عرصے کے لیے زیر حراست نہیں رکھا جاسکتا۔ وکیل کرئل انعام نے کہا کہ یہ تو عام شہری ہیں، گروپ کیپٹن کو سروس کے دوران ٹارچر کر کے مار دیا گیا ہے۔ جسٹس دوست محمد نے کہا کہ بد قسمتی یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنی سزا کو کھوایا ہے، انجینی والے عدالت کے سامنے بیچ نہیں بولتے، ہم بھی نہیں چاہتے کہ کسی مجرم کو معاشرے میں کھلا چھوڑ دیں۔

جسٹس اعجاز الا حسن نے کہا کہ لاپتہ افراد کے بارے میں معلومات ہیں اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی ثبوت۔ سرکاری وکیل ساجد الیاس بولے کہ ان میں سے کچھ افغانستان میں ہیں۔ جسٹس دوست محمد نے کہا کہ افغانستان کی بات رہنے دیں یہ بتائیں کہ آپ کے پاس معلومات کیا ہیں اور ثبوت کہاں ہیں؟ فراہم کر دیں تو ہم معاملہ نمٹا دیں گے۔ سرکاری وکیل نے کہا کہ کمیشن نے وقت مانگا ہے چھ ہفتے میں معلومات دے دیں گے۔

عدالت میں سفید داڑھی والا ایک عمر رسیدہ شخص کھڑا ہوا، پشتو میں کچھ بولنے لگا تو آمنہ مسعود نے کہا کہ یہ لاپتہ خیر الرحمن کا والد ہے، آج ان کا مقدمہ نہیں لگا، گزشتہ سماعت پر کارروائی مکمل نہیں ہوئی تھی اس لیے یہ آج بھی آئے ہیں۔ جسٹس اعجاز افضل نے انگریزی میں کہا کہ (ہیریوری پریزنس ان داکورٹ از سپائن چلنگ فار اس) اس بزرگ کی عدالت میں موجودگی ہی ہمارے روگٹے کھڑے کر دیتی ہے۔ سرکاری وکیل نے کہا کہ آئی ایس آئی اور ایم آئی کی رپورٹ بھی دی تھی، آئی بی نے بھی کہا ہے کہ شدت پسندوں سے رابطے تھے۔ آمنہ مسعود نے کہا کہ خیر الرحمن کو لے کر جانا والا پولیس ایس ایچ اور شدت آج تک قبل از گرفتاری ضمانت پر ہے، عرصہ ہو گیا اس کے خلاف مقدمہ درج ہوا تھا مگر

آج تک تفتیش نہیں ہو سکی کہ اس نے خیر الرحمن کو کس کے حوالے کیا؟ اس دوران بزرگ شخص روٹرم پر بولنے کی کوشش کرتا رہا تو وکیل نے کندھے پر ہاتھ کر دلا سا دیا اور خاموش رہنے کے لیے کہا۔ بزرگ شخص نے روٹرم کو چھوڑا، عدالت میں کرسیوں پر بیٹھے پنجاب پولیس کے اہلکاروں کے پاس گیا اور ایس ایچ اور شدت کے بارے میں پشتو میں پوچھتا رہا۔ (حالانکہ کیس پختون خوا کا ہے)۔ پولیس والوں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو بزرگ شخص واپس روٹرم پر آیا اور آمنہ مسعود کو کچھ بتانے کی کوشش کرنے لگا۔ جسٹس اعجاز افضل نے کہا کہ ہمیں یہ مقدمہ یاد ہے۔ عدالت میں معاوضہ کی بات کی گئی تو وکیل کرئل انعام نے کہا کہ یہ ریاست کے خلاف جرم ہے معاوضے کی بات کیسے کی جاسکتی ہے۔ آمنہ مسعود نے بتایا کہ عدالتی حکم کے باوجود سپریم کورٹ میں پیش کی جانے والی لاپتہ افراد کمیشن کی رپورٹ ہمیں نہیں ملتی، پتہ ہی نہیں ہوتا کہ کیا لکھ کر لائے ہیں، رپورٹ فراہم کی جائے تاکہ متاثرین کی مدد کرتے ہوئے ان کو آگاہ کر سکیں۔ (عدالت کے باہر خیر الرحمن کے بزرگ والد نے میرے پوچھنے پر پشتو میں بتایا کہ اس کے بیٹے کو حراست میں لینے والے ایس ایچ اور شدت نے گھر آکر بیس لاکھ دینے کی پیش کش کی تھی مگر میں نے انکار کر دیا، میرے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں مگر اپنے بیٹے کا گوشت بیچ کر پوتوں کو نہیں کھلا سکتا)۔

سرکاری وکیل ساجد الیاس نے کہا کہ ہر بار نئی رپورٹ ہوتی ہے، اگر یہ کیس مکمل ہو گیا تب بھی یہ عدالت آئیں گے۔ آمنہ مسعود نے وکیل کے طنز کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اگر سو سال لگیں گے تب بھی ان کو ہر بار رپورٹ دینا ہوگی، اور جب تک آخری لاپتہ شخص کا معلوم نہیں ہوتا عدالت میں کھڑی رہوں گی۔ جسٹس اعجاز افضل نے ریمارکس دیے کہ عدالتوں کو اصل حقائق نہ بتانے کے پیچھے چھپی منطق سمجھ نہیں آتی۔

جسٹس دوست محمد نے کہا کہ جب پشاور ہائیکورٹ میں تھا تو ایک لاپتہ شخص کا مقدمہ آیا، خفیہ اداروں نے رپورٹ دی کہ ہمارے پاس نہیں۔ اگلے ہفتے اس لاپتہ نے سنتری سے بندوق چھینی اور فائر کر دیا، اس کی رپورٹ متعلقہ تھانے میں درج کر کے اس کی حراست کو قانونی بنانے کی کوشش کی تو ہائیکورٹ نے ایکشن لیا اور کیپٹن کے کورٹ مارشل کی سفارش کی بات کی تو وہ ہل گیا۔ ہم نہیں چاہتے کہ موجودہ حالات میں ایسی کوئی بات ہو۔ ایک شخص کو لاپتہ کر کے ڈیڑھ سو افراد کو اپنا دشمن بنادیا جاتا ہے کیونکہ غائب کئے جانے والے کے رشتہ دار ہوتے ہیں۔ وکیل کرئل انعام نے کہا کہ ایک سو سے زائد لاپتہ افراد حراست میں مر چکے ہیں۔

عدالت میں ایک بزرگ خاتون کھڑی ہوئی اور کہا کہ جج صاحب، میرے بیٹے فیصل فراز کا پتہ لگائیں، بارہ سال گزر گئے۔ آمنہ مسعود نے عدالت کو بتایا کہ فیصل فراز اور میرے شوہر مسعود ایک ہی دن لاپتہ ہوئے تھے، فیصل فراز لاہور میں انجینئر تھے، کمیشن نے چار

سال قبل یہ معاملہ نمٹا دیا ہے۔ جسٹس اعجاز افضل نے کہا ہم یہ کیس ختم نہیں کر رہے، اس طرح نہیں چھوڑ سکتے۔ جسٹس دوست محمد نے کہا کہ وفاقی حکومت کے وکیل عدالت کو بتا رہے ہیں کہ ریاست میں ایسی جگہیں بھی ہیں جہاں حکومت نہیں جاسکتی اور ہماری پہنچ سے دور ہیں۔

بزرگ خاتون نے کہا کہ مجھے ذرا بولنے دیں۔ جسٹس اعجاز افضل نے کہا کہ آپ ایک گھنٹہ بولیں آپ کو سنیں گے۔ بزرگ خاتون بولیں کہ میں اب کیا کہہ سکتی ہوں، یادداشت ختم ہو رہی ہے، اکلوتا بیٹا تھا، اور کتنا جھیلوں گی۔ بارہ سال سے کچھ نہیں ہو سکا، مجھے میرا بیٹا چاہیے، یہ ریاست نہیں مرے گی مگر ہم نے مر جانا ہے، اب وقت کم ہے۔ جسٹس اعجاز افضل نے کہا کہ ریاست وہی رہتی ہے جہاں ایک شخص کا مرنا پوری ریاست کے مرنے کے برابر ہو، ریاست کے لیے ہم نے بھی یہی کہنا ہے۔ بزرگ خاتون نے کہا کہ نہیں، یہ نہیں مانتے، انہوں نے نہیں مرنا۔ جسٹس اعجاز افضل نے کہا کہ یہ قرآن کا حکم ہے (پھر ایک انسان کے مارے جانے کو پوری انسانیت کے قتل کے برابر قرار دینے والی آیت پڑھی)۔ یہ ہم نہیں کہتے اللہ کا حکم ہے، یہ ہو گا ان شاء اللہ۔

عدالت میں لاپتہ گل محیط خان کے کیس کا نمبر پکارا گیا تو سرکاری وکیل نے بتایا کہ وارث کمیشن کے سامنے بھی پیش نہیں ہوتے، ہو سکتا کہ وہ واپس آگیا ہو۔ عدالت میں آواز گونجی کہ ہو سکتا ہے کہ اس کے وارثوں نے امید چھوڑ دی ہو۔ عدالت نے کمیشن کو ہدایت کی کہ کچھ ہفتے میں رپورٹ دی جائے۔ سماعت جنوری کی نو تاریخ تک ملتوی کر دی گئی۔

... ..

غائبانہ کی سپریم کورٹ:

ایک ماہ بعد مقدمے کی سماعت ہوتی ہے، سیکڑوں لاپتہ میں سے چھ کے کیس سننے کی باری ہوتی ہے۔ بہت سے لاپتہ افراد کے لواحقین ویسے ہی کسی امید میں عدالت پہنچ جاتے ہیں۔ آمنہ مسعود جنجوعہ کے ساتھ چار خواتین جن میں تین عمر رسیدہ ماہیں تھیں جب کہ کچھ بوڑھے شہری صبح نو بجے سپریم کورٹ پہنچے۔ جسٹس اعجاز افضل کی سربراہی میں تین رکنی بنچ کے سامنے بیٹھے رہے اور دن ڈیڑھ بجے مقدمے کی باری اس وقت آئی جب دیگر تمام کیس سن لیے گئے۔ لاپتہ افراد مقدمے کے آغاز میں ایک بزرگ نے عدالت کو بتایا کہ میرے داماد تاسف ملک سے عدالتی حکم کے مطابق ملاقات نہیں کرائی گئی صرف چند منٹ کے لیے دکھایا گیا، آج عدالت نے میری درخواست کو سماعت کے لیے مقرر نہیں کیا، ایسا کیوں ہوا؟ جسٹس اعجاز افضل نے کہا کہ آئندہ سماعت پر مقرر کر دی جائے گی، آپ تشریف رکھیں۔ ہم نے واضح کیا ہے کہ حراستی مراکز میں موجود ہر شخص کے بارے میں معلوم کریں گے، پوچھا ہے کہ الزام سامنے لایا جائے اور عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔

لاپتہ مدثر اقبال کے بارے میں عدالت کو لاپتہ افراد کمیشن کے سیکرٹری نے بتایا کہ ایجنسیوں سے چھ ہفتے میں رپورٹ مانگی اور لاپتہ کو پیش کرنے کے لیے کہا ہے۔ آمنہ مسعود نے عدالت کو بتایا کہ مدثر اقبال کی والدہ کو کمیشن نے پیش ہونے کے لیے نوٹس جاری کیا ہے وہ معذور ہیں، عدالت ہدایت کرے کہ ان کی جگہ میں پیش ہوں۔ سیکرٹری کمیشن نے مخالفت کرتے ہوئے کہ وہاں ہر کسی کو آنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ تاہم سپریم کورٹ نے ہدایت جاری کی کہ آمنہ مسعود لاپتہ مدثر اقبال کی جانب سے کمیشن کے سامنے پیش ہوں گی۔

لاپتہ نوید الرحمان کے بارے میں کمیشن کے سیکرٹری نے بتایا کہ اس کو پیش کرنے کے حکم کے اجرا کے بعد جب نہ لایا گیا تو کمیشن نے وزارت داخلہ کو ہدایت کی کہ جن افراد نے اس کے گھر پر چھاپہ مار کر حراست میں لیا تھا ان کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے۔ عدالت کے پوچھنے پر بتایا گیا کہ ابھی تک معلوم نہیں کہ کارروائی ہوئی یا نہیں۔ کمیشن کے سیکرٹری نے بتایا کہ اس دوران نوید الرحمان کے اہل خانہ کی جانب سے ایک اور درخواست آئی کہ معاملے کو دوبارہ کھولا جائے اور ہمیں معاوضہ ادا کیا جائے۔ عدالت کے پوچھنے پر ڈپٹی اٹارنی جنرل ساجد الیاس نے بتایا کہ کمیشن نے وفاقی حکومت کو اس پر نوٹس جاری کیا ہے، ابھی تک جواب نہیں آیا، دیکھ رہے ہیں کہ کیا یہ ہماری پالیسی کے مطابق ہے یا نہیں۔ عدالت نے ڈپٹی اٹارنی کو ہدایت کی کہ ایک ہفتے میں واضح جواب دیا جائے۔

اس کے بعد آمنہ مسعود جنجوعہ کے شوہر کے مقدمے کی باری آئی تو ڈپٹی اٹارنی جنرل نے عدالت میں سر بہر لفافے میں وزارت دفاع کی جانب سے میمورنڈم پیش کیا، بتایا گیا کہ یہ آئی ایس آئی اور ایم آئی کا جواب ہے، اس کو سامنے نہ لایا جائے۔ آمنہ مسعود نے کہا کہ یہ رپورٹ مجھے بھی دی جائے، کیا پڑھ کر جواب دینے کی اجازت دی جائے گی؟ جسٹس اعجاز افضل نے کہا کہ ہم ایسے نہیں ہٹیں گے، جو کچھ بھی کر سکے کریں گے، رپورٹ میں سے بین السطور پڑھتے ہیں۔ ڈپٹی اٹارنی نے کہا کہ یہ رپورٹ مسعود جنجوعہ اور ان کے ساتھ لاپتہ ہونے والے فیصل فراز کے بارے میں ہے اسی دوران لاپتہ فیصل فراز کی والدہ عدالت میں بولیں کہ اس رپورٹ میں کیا ہے بتائیں۔ جسٹس اعجاز الاحسن نے کہا کہ بی بی! انہوں نے رپورٹ فائل کی ہے۔ ماں پھر بولی کہ یہ ہزار دفعہ رپورٹ دے چکے ہیں، بارہ سال سے ایسا کر رہے ہیں، وقت گزاری کے لیے ہے۔ ڈپٹی اٹارنی جنرل ساجد الیاس نے کہا کہ یہ لوگ اس لیول پر یہ کر رہے ہیں۔ ماں بولی کہ لیول کیا ہے بیٹا، مجھے بتائیں ذرا۔ جسٹس اعجاز افضل نے کہا کہ ایسا نہیں ہے۔

لاپتہ عبدالرحمان کے مقدمے میں عدالت کو بتایا گیا کہ یہ دوہزار گیارہ میں غائب ہوا تھا، گزشتہ سال کمیشن سے رجوع کیا گیا، اس کے خلاف فیصل آباد میں مقدمہ درج ہے، جے آئی ٹی بھی بن چکی ہے۔

عدالت کو لاپتہ کے لواحقین نے بتایا کہ کمیشن پر اعتماد نہیں، سپریم کورٹ خود ہی مقدمات سنے۔ جسٹس اعجاز افضل نے کہا کہ ہم واقعاتی شواہد کو دیکھتے ہیں، وفاقی حکومت کے جواب کے بعد ہم اندھیرے میں بھٹک جاتے ہیں اس لیے کمیشن کو مقدمات بھیجتے ہیں، اس کے بعد کسی کو کمیشن پر اعتماد نہیں تو عدالت کے دروازے بند نہیں کرتے، اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لیے موجود ہیں، یہاں آجائیں۔ لاپتہ افراد کی جانب سے پیش ہونے والے وکیل انعام الرحیم نے کہا کہ کمیشن ناکام ہو چکا ہے۔ ڈپٹی انٹرنی نے کہا کہ ایسی بات نہیں، کمیشن کام کر رہا ہے۔ آمنہ مسعود نے کہا کہ کمیشن کو سات سال ہو گئے، رپورٹ کو تالے لگا کر رکھتے ہیں، چند سو مقدمات تھے اب پانچ ہزار سے بڑھ گئے ہیں، کیا یہ ایک کاروبار ہے؟ یہ ایجنسیوں پر ہے کہ وہ جب جس کو چاہتے ہیں رہا کر دیتے ہیں، کمیشن کا کوئی کردار نہیں، یہ ویسے ہی کریڈٹ لیتے ہیں۔ کمیشن تو پوسٹ آفس ہے۔ عدالت ان والدین کو دیکھ جو مر رہے ہیں، لوگوں کو ملک کی سب سے بڑی عدالت سے توقعات ہیں، آج یہاں مہمند ایجنسی سے والدین آئے ہوئے ہیں۔

جسٹس اعجاز افضل نے کہا کہ ہمیں معلوم ہے کہ کیا ہوا ہے، مالاکنڈ میں شورش ہوئی، وہاں سے کچھ لوگ افغانستان چلے گئے، وہاں ان کے ساتھ کیا ہوا، یہ بھی ایک معاملہ ہے۔ دو ہزار پانچ سے اب تک جو ہو رہا ہے۔ عدالت اور کمیشن سمیت کوئی بھی پورے یقین سے کسی لاپتہ فرد کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا، اگر ہم ایسا کوئی حکم جاری کر دیتے ہیں تو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ اس کو بھی دیکھنا ہوتا ہے۔ عدالت کے سامنے مکمل اور درست معلومات نہیں ہوتیں، ایسی صورت میں کوئی موثر حکم جاری نہیں کر سکتے۔ عدالت اسی لیے ہے کہ ریاست کے ہر شہری کا تحفظ کرے۔

وکیل انعام الرحیم نے کہا کہ عدالت ان سے حراستی مراکز میں قید لوگوں کی فہرست تو طلب کر لے، کتنے لوگ ہیں، ان پر کیا الزامات ہیں؟ سپریم کورٹ نے دو ہزار چودہ میں ۳۵ افراد کے بارے میں حکم جاری کیا تھا، ان کو حراستی مراکز سے ہی غائب کر دیا گیا مگر عدالت نے اپنے حکم پر عمل نہ کرایا۔ (اس بات پر جج تمللا کر رہ گئے)۔

لاپتہ گل محیط خان کے بارے میں کمیشن کے سیکرٹری نے بتایا کہ پیش کے لیے حکم جاری کیا تھا، آئی ایس آئی اور ایم آئی سے رپورٹ بھی مانگی ہے۔ اسی دوران ایک شخص عدالت میں کھڑا ہوا اور کہا کہ میرا نام سردار محمد صدیق ہے اور میرے بیٹے ڈاکٹر سہیل کو انیس دسمبر دو ہزار سترہ کو اسلام آباد سے تحویل میں لیا گیا ہے، پولیس ہمارا مقدمہ درج نہیں کر رہی، کہا جا رہا ہے کہ ایجنسیوں نے اٹھایا ہے اس لیے مقدمہ درج نہیں کر سکتے، میری اہلیہ دل کی مریضہ ہے۔ جسٹس اعجاز افضل نے کہا کہ ہمارے سامنے آپ کی درخواست نہیں آئی۔ ابھی دفتر نے اس کو مقرر نہیں کیا۔

اسی دوران آمنہ مسعود نے عدالت کو بتایا کہ یہاں دو لاپتہ جوانوں کے ماں باپ دونوں آئے ہوئے ہیں، ان کا مقدمہ آج نہیں لگا مگر یہ ہمارے سمجھانے کے باوجود سپریم کورٹ آ جاتے ہیں۔ عدالت ہدایت جاری کرے کہ آئندہ سماعت پر ان کے بیٹوں کے مقدمے کو بھی سماعت کے لیے مقرر کیا جائے۔

(بزرگ میاں بیوی ایک دوسرے کو عدالتی کرسیوں کے سہارے کھڑے رہنے میں مدد کرتے رہے، اس بات سے بے خبر کہ آج ان کو نہیں سنا جائے گا، یہ الگ بات ہے کہ جب ان کا کیس مقرر بھی ہوتا ہے تب بھی کچھ نہیں ہوتا)۔

☆☆☆☆☆

جماعت 'قاعدة الجہاد بر صغیر'، جماعت 'قاعدة الجہاد' (المعروف بہ القاعدة) کی ایک شاخ ہے جس کی تاسیس سال ۱۴۳۵ھ میں ہوئی۔ جماعت کی ابتداء میں زیادہ تر وہ مجموعات اس میں ضم کیے گئے جو عرصہ دراز سے جماعت قاعدة الجہاد کے تحت یہاں مصروف جہاد تھے۔ یہ جماعت مرکزی جماعت قاعدة الجہاد کے امیر کی اطاعت میں ہے۔ اس کا دائرہ کار برما سمیت بر صغیر کا مکمل خطہ ہے جس میں خاص طور پر تین بڑے ممالک پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش شامل ہیں۔ اپنی ابتدا سے یہ جماعت، جماعت قاعدة الجہاد کی عمومی ہدایات کے مطابق برسر جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اب جماعت قاعدة الجہاد بر صغیر کا لائحہ عمل جاری کیا جا رہا ہے۔

اس لائحہ کی تیاری میں جماعت قاعدة الجہاد کے امیر شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی جانب سے جاری کردہ جہادی عمل سے متعلق عمومی ہدایات [توجیہات عامة للعمل الجہادی] بنیادی مرجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس طرح دیگر علمائے جہاد کے فتاویٰ اور نصف صدی سے زائد کے طویل جہادی تجارب سے بھی مدد لی گئی ہے۔ اس لائحے میں اصولی امور کے ساتھ ساتھ گاہے بگاہے انتظامی نوعیت کے امور بھی شامل کیے گئے ہیں جن میں حسب ضرورت تبدیلی ممکن ہے۔ یہ تبدیلی امیر جماعت قاعدة الجہاد بر صغیر، جماعت قاعدة الجہاد بر صغیر کی شوریٰ کی موافقت سے کر سکتے ہیں۔ جماعت سے منسلک ہر فرد اس لائحہ عمل کے مطابق کام کرنے کا پابند ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں امیر جماعت اور جماعت کی شوریٰ احتساب کا حق رکھتے ہیں۔

[جماعت قاعدة الجہاد بر صغیر کے 'لائحہ عمل' سے اقتباس]

پر چلنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اس کے کچھ ہی عرصے کے اسی بھائی کا پیغام کفار اور ان کے جمہوری آلہ کاروں کو موت کا پیغام دے گیا۔ آپ نے وادی میں آئندہ سرخی کے انتخابات میں حصے لینے والوں کو انتہائی اذیت ناک انجام کی دھمکی دی۔ اور تمام تعریفیں تو اللہ ہی کے لیے ہیں۔ ہم اپنے اس انتہائی شفیق، سینئر اور عظیم بھائی کے لیے اللہ سے راہ حق پر استقامت طلب کرتے۔ اور اگر اللہ نے چاہا تو مجاہدین اسلام عنقریب کاندھے سے کاندھا ملائے سری نگر کے لال چوک پر کلمے والا پرچم لہرا رہے ہوں گے اور اللہ یہ منظر بھی ہماری آنکھوں کو دکھلائے جب اسی لال وک سے غازیوں کے قافلے دہلی کی سمت پیش قدمی کریں۔ اللہ کے اذن کے کشمیری مجاہدین نے جو نئی وطنیت کے بت توڑے ہیں، آئی ایس آئی اور اس ہر کارے اپنی اوقات دکھا چکے ہیں۔ معمولی معمولی باتوں پر فیلڈ میں موجود مجاہدین کی سرزنش، امریکی امداد پر پلٹنے والی خائن ایجنسی کے بے وقوف نوکروں کی بے بسی اور کج فہمی کو مجاہدین پر اور واضح کرتی جا رہی ہے۔ آج وہ مجاہدین کہ جن کا اس نظام سے کچھ نہ کچھ تعلق ہی موجود ہے، انہیں بھی اپنے وسائل کے معاملہ میں پریشانی کا سامنا ہے۔ اور یہی بات انہیں ہندوستانی مفادات سے غنائم چھیننے پر مجبور کرتی ہے۔ یقیناً میدان جنگ میں موجود مجاہدین کا حمایتی و مددگار اکیلا عرش والا اللہ ہی ہے جو الٰہی القیوم ہے اور کبھی اپنے بندوں کو تنہا نہیں چھوڑتا، اور بندے بھی وہ جو اس کے خاص، مقرب اور چنیدہ ہوں مگر یہ واقعات مجاہدین کشمیر کی آنکھیں کھول دینے کے لیے ضرور کافی ہیں کہ چلئے ”شریعت یا شہادت“ کے علم بردار بھائی تو عالمی طواغیت سمیت ہر ایک ہی کے ”مجرم“ ہیں مگر عام مجاہدین سے کیا دشمنی؟ ان معاملات کو مزید بہتر انداز میں سمجھا جاسکتا ہے اگر شہید برہان وانی کی وہ صوتی گفتگو سن لی جائے جس میں تعاون طلب کرنے پر جواب میں انہیں فقط ”دعائیں“ بے رخی یا آسان الفاظ میں تحارت ہی ملتی ہے۔ اللہ اس خائن اور کفر کی ایجنٹ خفیہ ایجنسی کو تباہ و برباد کریں۔

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ نے مجاہدین کشمیر کو مخاطب کر کے فرمایا:

”الحمد للہ، اللہ کی نعمت ہے کہ تحریک آزادی کشمیر آج خود اپنے پاؤں پر کھڑی ہو رہی ہے۔ آج یہ جہادی تحریک پڑوس کی ایجنسیوں اور فوج کے ہاتھوں میں ان شاء اللہ نہیں ہے۔ ایجنسیوں اور فوج کی خیانت کے آپ ڈسے ہوئے ہیں اور ہمیں آپ کی ایمانی فراست پر یقین ہے کہ ان شاء اللہ

بالآخر شیخ اسامہ محمود حفظہ اللہ تعالیٰ کا ادارہ السحاب کو دیے گئے انٹرویو کا دوسرا حصہ جو کہ خاص کشمیر کے لیے تھا، نشر ہوا۔ الحمد للہ۔ عام مسلمانوں، جہاد کشمیر کے محبین اور مجاہدین کشمیر کو اس کا شدید انتظار تب سے تھا جب انٹرویو کے پہلے حصے میں کشمیر کی بابت اس خاص نشست کا اعلان کیا گیا تھا۔ شیخ نے بہت سے شبہات کا رد کیا، کئی غلط فہمیاں دور ہوئیں، بہت سی نئی معلومات ملیں اور ساتھ ہی شیخ نے خوش خبریاں بھی دیں۔

جہاں شیخ نے بباگ دہل اس بات کا اعلان کیا کہ جہاد کشمیر اب اپنے پاؤں پر کھڑا ہو رہا ہے وہیں کشمیر و ہند کے مسلمانوں اور مصروف عمل مجاہدین کو یہ خوب صورت پیغام بھی دیا کہ ہم عنقریب اپنے کشمیری بھائیوں کے ساتھ مورچوں میں ہوں گے (ان شاء اللہ)۔ صرف اتنا ہی نہیں اب تو خود ہند کے اندر اللہ مجاہدین خراسان کے لیے راستے ہموار کر رہے ہیں۔ اور امت باذن اللہ عنقریب ہندوستان سے خوش خبریاں سننے لگیں گی۔ اور کشمیر سے تو سبحان اللہ! فرحت ہی فرحت دیکھنے کو ملتی ہے۔ اور ایسا ہو بھی کیوں نہ کہ شہد کی وارث اور ان کے خون سے وفادار کشمیری قوم ایک مدت سے کفار ہند کے سامنے سینہ تان کر ڈٹی ہوئی ہے۔ اللہ کے سامنے اپنے فرزند پیش کرتی اور مہاجرین و مجاہدین کی خاطر اپنے گھر اور بستیاں مسمار کرواتی، اسی قوم کے ہاتھوں اللہ نے شرک کے اماموں کی رسوائی لکھ رکھی ہے۔ اس عرصے میں عظیم ترین جہادی و دعوتی کامیابیوں کے تذکرے سے قبل ایک اور خوش خبری ملاحظہ کیجیے۔ احباب جانتے ہیں کہ کشمیر صرف اور صرف شریعت چاہنے والے مجاہدین کا ہے۔ ان مجاہدین کے سامنے منزل بالکل واضح ہے۔ کہ کشمیر سے مشرک فوج کو نکال کر باری مسجد تک پیش قدمی کرنا، پھر رخت سفر برما کی جانب باندھنا تاکہ اللہ ی زمین پر خلافت علی منہاج النبوة قائم کی جاسکے، ظالموں کی سرکوبی کی جائے اور مظلوموں کو دین محمدی علی صاحبہا السلام ٹھنڈی اور میٹھی آغوش میں لایا جاسکے۔ وادی میں شریعت یا شہادت کے علم بردار ہمارے بھائیوں نے اگر اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس راستے کو اپنانے میں پہل کی ہے تو الحمد للہ وادی میں موجود دیگر برادر مجاہدین بھی اسی منہج کو اب بلند آواز میں بیان کرنے لگے ہیں۔ خلافت کے سپاہی شہید برہان وانی رحمہ اللہ ہی کے ایک ساتھی اور وادی میں اپنے نظم کے قائد بھائی کی صوتی گفتگو کشمیری مسلمانوں کی سماعتوں سے لکرائی جس میں آپ توحید باری تعالیٰ پر گفتگو کر رہے تھے۔ اور بتا رہے تھے کہ ایسے لوگوں اور علما کی توحید میں کچھ کمی ہے جو فقط اختلافی مسائل ہی میں امت الجھائے رکھتے ہیں اور اسلام کی حکومت و سطوت کی طرف دعوت نہیں دیتے، نہ راہ جہاد

آئندہ بھی آپ اپنے اس مبارک جہاد کو ان خائوں کا کبھی محتاج اور تابع نہیں کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

”ایک مومن ایک سوراخ سے دودفعہ نہیں ڈساجاتا۔“

یہ افواج اور یہ ایجنسیاں، کشمیر میں ہمارے اس مبارک جہاد کو اپنا غلام دیکھنا چاہیں گی۔ مگر آپ اپنے اس قافلے کو اور صرف اللہ کا غلام رکھیے۔ آپ کا جہاد آپ کے اخلاص پر مبنی ایک عظیم تحریک ہے۔ اور آپ کی قربانیوں کی طویل تاریخ ان کے لیے کھیل ہے۔ یہ ان کی سیاست اور گندی تجارت ہے۔ یہ سب اپنے مفادات کے اسیر ہیں۔ یہ لالچی، غرض اور مطلب کے بندے ہیں۔ واللہ! یہ آپ کی قربانیوں کو اپنے مفادات اور اغراض کی بھینٹ تو چڑھا سکتے ہیں۔ یہ بد معاشوں کے ہاتھ آپ کی قربانیاں بیچ سکتے ہیں۔ مگر ان ظالموں کے مقابل یہ آپ کے دفاع میں کھڑے ہو جائیں یہ ناممکن ہے۔ لہذا ہماری درخواست ہے کہ اللہ کے بعد صرف اللہ کے مومن بندوں کو اپنے انصار سمجھیے۔ انہی کو اپنا ہم راز رکھیے۔ اور مومن بندے وہ مومن بندے جو تنخواہ ترقی، پلاٹ اور کسی دنیاوی غرض کی خاطر نہیں لڑتے بلکہ اللہ کے لیے محبت کرتے ہوں اور اللہ کے لیے نفرت کرتے ہوں۔ جو اللہ کے لیے دوستی رکھتے ہوں اور اللہ کے لیے دشمن رکھتے ہوں اور جو اللہ کے سامنے جواب دہی کے خوف سے اپنی کشمیری ماں، بہن اور بھائی کی مدد اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوں۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولیاء بعض۔

”مومنین ایک دوسرے کے دوست ہم راز اور پشتی بان ہوتے ہیں۔“ جب کہ اس کا اُلٹ دیکھیے

وان الظالمین بعضهم اولیاء بعض واللہ ولی المتقین

”اور ظالم ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں۔ جب کہ اللہ متقین کا دوست ہے۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں متقین بنائے۔ تو میرے بھائیو! مومن کشمیر کے اندر ہو، پاکستان، ہندوستان یا افغانستان کے اندر ہوں۔ وہ آپ کے دوست ہیں، وہ آپ کا درد سمجھتے ہیں۔ اور ظالم ہندوستان کے اندر ہو یا پاکستان و افغانستان کے اندر ہو، وہ ظالم ہی ہے وہ آپ کا درد نہیں سمجھے گا۔ وہ خود غرض ہوتا

ہے وہ کبھی بھی کسی بھی وقت آپ کو چیتا چلاتا کر اہتا ہوا چھوڑ کر واپس ہو سکتا ہے۔ وہ آپ کی پیٹھ میں چھرا گھونپ سکتا ہے۔ اور کل کسی بھی موقع آپ کے تمام راز اپنی دنیا کی خاطر آپ کے دشمنوں کو دے سکتا ہے۔ بلکہ کسی وقت وہ خود آپ کا اعلانیہ دشمن بن سکتا ہے۔ یہاں میں یہ بھی عرض کر دوں کہ اللہ کے مومن بندے خراسان، پاکستان، بنگلہ دیش اور ہندوستان میں اس پورے خطے میں الحمد للہ بے شمار موجود ہیں۔ یہی ان شاء اللہ ظالم بھارت کا ہاتھ کاٹیں گے اور انہیں کے ساتھ آپ کا رابطہ بننا اور آپ کی نصرت کے لیے انہیں کھڑا کرنا اور کھڑا رکھنا ہم القاعدہ برصغیر میں آپ کے بھائی اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق دیں اور اللہ ہمیں حق کے لیے ایک دوسرے کا دوست اور مددگار بنائیں۔“

اور یہی بات ”شریعت یا شہادت“ کے علم بردار مجاہدین اپنے دیگر بھائیوں کو اور شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی اٹھائی گئی عالم گیر جہادی تحریک مقامی مجاہدین کو ایک شاعر کی زبان میں یوں کہتی نظر آتی ہے۔

اے عاشقان شہر وفا ہم سے آملو

کب تک سہو گے رسم جفا ہم سے آملو

چاہت کے معاملات ہیں سود و زیاں سے پاک

چھوڑو یہ سب جزا و سزا ہم سے آملو

ہم نے تمہارے پیار میں سب کچھ بھلا دیا

شکوہ ہے کیوں؟ کیا ساگھ؟ ہم سے آملو

اس ہجر نامہ را کو دے ڈالو اب شکست

ہو نٹوں پہ لے کے حسن عطا ہم سے آملو

اچھے دنوں کی آس پہ بیٹھے رہو نہ دور

کر ڈالیں مل کے کفر فنا ہم سے آملو

اسی عرصے میں کمان دان نور محمد ترائی کی شہادت کی خبر آن پہنچی، دل غمگین اور آنکھیں نم ہو گئیں، اللہ تعالیٰ آپ کی شہادت قبول فرمائیں۔ جہاد تو خیر کسی کا محتاج نہیں، یہ اللہ کا کام ہے اور اس کو چلانے اور سنبھالنے والی ذات بھی اللہ ہی کی ہے۔ آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ غازی بابا رحمہ اللہ کے ساتھی تھے۔ تو سبحان اللہ منہج و موقف میں یکساں ہونے کے سبب محبت اور بڑھ جاتی ہے۔ مجاہدین کی داخل ہندوستان بہت نصرت کی، ایک وقت ہندی فوجوں کے ہاتھ کثیر رقم سمیت گرفتار ہوئے اور کفار سے ”موت کا

سوداگر“ لقب پایا۔ اللہ کی قسم جھوٹے مشرک کافرو کی زبان سے سچ ہی نکل گیا، مجاہدین اب اللہ کے دین سے جنگ کرنے والے ہر شخص کی موت کا سودا اپنے رب سے کر چکے ہیں۔ مرنے والا جہنم کا ایندھن بنا اور کاروباری عہد کے تحت مجاہد دوزخ سے آزاد ہو گا اور منافع میں جنت بھی پکی ہے۔ ہم ان شاء اللہ شہید نور محمد کا انتقام ہند کے اندر ہی مشرکوں سے لیں گے۔ مشرک منتظر رہیں۔ اللہ کی قسم شہید کمان دان نور محمد کے اسلامی بھائی اور روحانی بیٹے جلد ہی ہند سے امت کو خوش خبری بھیجیں گے۔ اور ایسا نہیں یہ صرف باتیں ہی ہوں۔ کمان دان نور محمد شہید تو ہو گئے مگر ان ہی کا ترتیب دیا منصوبہ ان کی شہادت کے کچھ ہی وقت بعد دشمنوں کو بتا گیا۔ شہید مرتے نہیں بلکہ زندہ ہوتے ہیں مگر تم شعور نہیں رکھتے۔ ۲۰۱۷ء کے اختتام اور پر جب ایک مجاہد پلوامہ میں کے اوانتی پورہ میں سی آر پی ایف کے ہزاروں اہلکاروں پر مشتمل تربیتی اور رہائشی مرکز میں داخل ہو گئے اور دشمن کی صفوں کو ادھیڑ کر رکھ دیا۔ چانکیا کے مرید شاطر مشرک اپنے پانچ مردار خود منہ سے تسلیم کر رہے ہیں جو کسی صورت وادی میں دشمن کا کم نقصان نہیں مگر خوش خبری ہو اہل ایمان کے لیے کہ یہ دشمن کا حقیقی نقصان نہیں۔ دشمن ہندوستان کے دور دراز علاقوں کے مردار سپاہیوں کے قتل کی خبریں اکثر چھپانے میں کامیاب ہو جاتا ہے مگر رات کی تاریکیوں میں کانڈی کارٹنز میں انڈیا بھیجی جاتی مشرکوں کی ساری لاشیں مجاہدین کے زیر ملاحظہ رہتی ہیں الحمد للہ۔ پلوامہ سی آر پی ایف کیمپ میں یہ لڑائی تقریباً دو دن پر محیط پر رہی۔ اور اس کارروائی کے بعد دشمن نے کشمیر بھر میں ریڈ الرٹ جاری کیا ہوا ہے۔ وجہ یہ کہ ایسے فدا کی حملے عمومی طور پر مجاہدین سرانجام دیتے آئے ہیں۔ مگر ایک طویل عرصے کے بعد مقامی بھائیوں نے ایسی کارروائی سرانجام دی۔ اے مشرک! تم جتنے مرضی الرٹ جاری کر لو اور اے خانو! تم جتنی مرضی چالیں چل لو اب جہاد کشمیر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو چکا ہے۔ اور اب کی بار بنیادیں بھی بہت مضبوط ہیں۔ اب آزادی جناح یا گاندھی والی نہیں صحابہؓ والی درکار ہے۔ اب جنگ وطن کے لیے نہیں خلافت کے لیے ہے۔ اب دشمنی زمین کے لیے نہیں توحید کے لیے ہے۔ اب ہم نے نماز جمعہ مظفر آباد نہیں بلکہ دہلی میں ادا کرنے کا عہد کیا ہے۔ کشمیری مسلمان تم سے آزادی مانگتے رہے۔ پرامن ہو کر بھی مانگی اور جلسوں اور قراردادوں سے بھی۔ تم نے جواب میں قتل عام کیے۔ ہر وہ ظلم جو تم کر سکتے تھے تم نے کیا۔ مسلمان تم سے آزادی مانگتے رہے تم نے نہیں دی قریب ہی تھا تم چناروں کی سر زمین پر ناک رگڑتے مگر ہمارے ”اپنوں“ نے ہی ہماری پیٹھ میں خنجر گھونپ دیا۔ تم نے آزادی نہیں دی بلکہ آسیہ اور نیلو فرجیسے زخم دیے۔ تم نے اپنی انا کی خاطر ہمارے افضل گورو کو شہید کیا۔ پھر اس کی

لاش تک نہ دی۔ اب ہم تم سے کشمیر کی آزادی مانگتے بھی نہیں، اللہ کی قسم اب تو نظریں سیدھی ایدوھی پڑیں۔ اب گجرات اور آسام آزاد کروایا جائے گا۔ اب بات دکن سے پہلے ختم نہیں ہوگی۔ اب تم روؤ گے اس دن کو جب تم نے کشمیر کے مسلمانوں کو محکوم رکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ تم لعن طعن کرو گے اپنے پچھلوں کو جو اسلام کے خلاف جنگ چھیڑ کر خود تو مر کھپ گئے مگر تمہارے لیے آگ کا سمندر تیار کر گئے۔ کیا تم نے کشمیری قوم کا مجاہدین اور مہاجرین سے پیار نہیں دیکھا۔

احباب! کمانڈر ابوالقاسم شہید کی شہادت پر دو سے تین کشمیری گاؤں کے باسی تو باقاعدہ آپس میں جھگڑ پڑے کہ یہ مہاجر ہمارے ہاں دفنائے جائیں گے۔ بھارتی مشرکین نے مہاجرین کی لاشیں عامۃ المسلمین کے حوالے کرنا ہی چھوڑ دیا تو سبحان اللہ کمانڈر ابود جانہ کی شہادت پر کشمیر کی ایک ماں نے دعویٰ کر دیا کہ ابود جانہ میرا بیٹا ہے جو ۱۳ سال قبل گھر سے جہاد کے لیے نکلا تھا۔ ابھی ۲۰۱۷ء ہی کے دسمبر میں شوییاں میں ہماری ایک اور بہن، مجاہدین کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہوئیں ہیں۔

تو آؤ اے مشرک! اب جنگ کو آؤ۔ اب خوف کھاؤ اپنے سائے سے بھی کہ مجاہدین تمہیں کہیں بھی آن پکڑیں گے۔ جس طرح تمہارے ساتھ ابھی سوپور کے مرکز میں ہوا۔ ایک بارودی سرنگ کے دھماکے سے پانچ پولیس اہل کار سیدھے جہنم روانہ ہوئے۔ یہ تو محض ایک تجربہ تھا عنقریب ان شاء اللہ ہم بھی دھماکے تمہارے قدموں کے نیچے سے زمین بھی کھینچ لیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سب کو اپنے دین میں مکمل اور کامل داخل کر لیں اور فرعون سے آزادی لے کر نمرود کی غلامی اختیار کرنے والے نظریے سے نکلنے اور صحابہؓ والی آزادی کا نظریہ اختیار کرنے کی توفیق دیں۔ اور صحابہؓ والی آزادی مکہ اور مدینہ سے نکل کر روم و فارس کو تاراج کرنا سکھاتی ہے۔ صرف زمین کے ٹکڑے کو اپنا جینا مرنا بنالینا اور اس ہی کے لیے آزادی مانگنا گاندھی کا طریقہ ہے اللہ ہمیں صحابہ کا طریقہ اپنانے کی توفیق دیں۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

اے برادران اسلام اور مجاہدین کرام! شیخ اسامہ اور ملا عمر رحمہما اللہ دونوں کے کردار، مومنین و مجاہدین کے لیے حقیقی مشعل راہ ہیں۔ انہوں نے نہ تو اپنی امت کو دھوکہ دیا اور نہ وہ امر کی جارحیت اور جرائم پر گھبرائے۔ پس ان کا جائزہ لو اور ان کے نقش قدم پر چلو۔

أُولَٰئِكَ أَبَايَ فَجِئْنِي بِشِلْهِمْ..... إِذَا جَمَعْتَنِيَا جَرِيْرَ السَّجَاوِمِ

شیخ ابیمن الظواہری حفظہ اللہ

امت کے رجاں کہاں ہیں؟

چند دن قبل الجزیرہ ٹی وی پر بشار قصائی کے عقوبت خانوں میں ظلم و جبر سہنے والی چند شامی بہنوں کی ایک ویڈیو نشر ہوئی جس میں یہ بہنیں اپنے ساتھ روار کھنے جانے والے جو رو ستم کے متعلق بتاتی ہیں۔ اسی ویڈیو اور اپنی بہنوں کی حالت زار پر ارض شام میں موجود دو علمائے جہاد شیخ مصلح العلیانی اور شیخ عبداللہ المحمیدی حفظہما اللہ کی دلوں کو جھنجھوڑ دینے والی درد مندانہ ایبل جہادی اعلام میں نشر ہوئی۔ الجزیرہ کی ویڈیو اور شیوخ جہاد کی گفتگو کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے، تاکہ ہم جان لیں کہ امت کی بیٹیوں پر گزرنے والے حالات ایسے ہیں کہ راہ جہاد و قتال سے پیچھے بیٹھ رہنے سے متعلق اللہ کے حضور ہمارا کوئی بھی عذر قابل قبول نہ ہوگا [ادارہ]

شیخ مصلح العلیانی حفظہ اللہ:

”پچھلے ہفتے الجزیرہ چینل اور دیگر چینلوں پر ایک ویڈیو نشر کی گئی، جس نے امت مسلمہ کو لگنے والے زخموں میں سے ایک زخم کو نمایاں کیا۔ ویڈیو کو ”نداء الم“ کا نام دیا گیا ہے جو طاغوت کی قید میں بند خواتین کے بارے میں ہے۔ ہم اس ویڈیو کا ایک مختصر حصہ دیکھتے ہوئے بات کریں گے تاکہ دیکھنے والوں کو معلوم ہو کہ اسیران کس حال میں ہیں اور ہر ایک خود سے سوال کرے کہ ”وہ ان اسیر بہنوں کے لیے کیا کر سکتا ہے؟“

ویڈیو:

پہلی اسیر بہن کہتی ہیں:

”انہوں نے کہا کہ اسے چھوڑ کر سب کو لے جاؤ۔ وہ لوگ مجھے بیت الخلاء لے گئے۔ انہوں نے میرے بازو اوپر کر کے مجھے دیوار کے ساتھ باندھ دیا۔ آپ تصور نہیں کر سکتے کہ آپ کہاں ہیں اور یہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ لوگ مجھے بُری طرح مارتے رہے یہاں تک کہ اور دائیں طرف سے میرا جسم بالکل سیاہ ہو گیا اور میرا گردہ بالکل بے کار ہو گیا۔ وہ بشار الاسد کے حکم کے بغیر آپ کو نہیں چھوڑتے۔“

وہ لوگ ہمیں نیچے سیڑھیوں میں لے آئے۔ میں وہ کمرہ (زندان کی کوٹھڑی) کبھی نہیں بھول سکتی۔ رات ہو چکی تھی اور مجھے ایسے لگ رہا تھا کہ سب کچھ ختم ہو گیا ہے۔ کسی نے مجھے کہا کہ ڈرو مت، وہ لوگ تمہیں خوف زدہ ہی تو کرنا چاہتے ہیں۔ بس تم خوف مت کھاؤ۔“

پھر وہیں سے تشدد کا آغاز ہوا تھا۔ تشدد کے دوران میں انہیں سب کچھ بتاتی رہی تھی۔ آپ تصور نہیں کر سکتے کہ وہ رات کیسی تھی۔“

دوسری اسیر بہن کہتی ہیں:

”وہ لوگ قلعہ الحصن سے ایک ۱۲ سال کی بچی کو لے کر آئے۔ انہوں نے اس بچی کی ماں کے سامنے اُس کی عصمت دری کی اور وہ بچی مر گئی۔ اُن کی درندگی کے باعث ایک اور معصوم بچی تفتیشی کمرے میں بے ہوش ہوئی تو

اسے زمین پر پھینک کر چلے گئے۔ جب اس لڑکی کو ہوش آیا تو وہ دروازہ پیٹتے ہوئے چیخنے چلانے لگی۔ دس آدمی آکر ہمیں مارنے لگے۔ وہ لوگ ہمیں ڈنڈوں سے پیٹتے تھے۔“

وہ لوگ ایک اور بچی کو پکڑنے لگے تو بچی کی ماں نے محسوس کر لیا کہ یہ بچی کو لے جائیں گے۔ اس نے پوچھا کہ وہ بچی کو کہاں لے کر جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اسے واپس بھیج دیں گے۔ لیکن وہ بچی کبھی واپس نہیں آئی۔“

یہ تو (وہاں) معمول کی بات تھی۔ میں ایک کمرے میں سات مردہ انسانوں کے ساتھ سوئی رہی ہوں۔ ہر طرف خون بکھرا ہوا تھا اور میں اکیلی ہوتی تھی۔ وہاں ایک ستر سالہ بوڑھی خاتون بھی تھیں، جن کا نام ام زیاد تھا۔ وہاں قیدی مر چکے تھے اور مر رہے تھے۔“

شیخ مصلح العلیانی حفظہ اللہ:

”ہم نے دیکھا اور سنا۔ قید خانوں میں مسلم بہنوں کی عصمت دری کی جا رہی ہے۔ ایک ۱۲ سالہ بچی کو اس کی ماں کے سامنے زیادتی کر کے مار دیا گیا۔ وہ ظالم نصیری ہماری پاک باز، عفیفہ، طاہرہ، پردہ دار بہنوں کو صرف ان کی دین پر ثابت قدمی کی وجہ سے اپنی ہوس کا نشانہ بنا رہے ہیں۔“

زندہ و بیدار قلوب اور صدق و سچائی والے قلوب شام میں ہونے والے واقعات پر ضرور غیرت کھائیں گے۔ اور اگر یہ ظلم کی داستانیں بھی ہمارے دلوں کو بیدار نہیں کرتیں تو کون سی چیز کرے گی؟ شیخ عبداللہ المحمیدی حفظہ اللہ انہی واقعات کے بارے میں امت مسلمہ کے نوجوانوں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں:

شیخ عبداللہ المحمیدی حفظہ اللہ:

”در حقیقت، اس ویڈیو کو دیکھ کر تو زبان گنگ ہو جاتی ہے۔ یہ کسی مصنف کی لکھی ہوئی کہانیاں یا افسانے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ ہماری شامی بہنوں اور

بیٹیوں کے ساتھ پیش آنے والے دردناک واقعات ہیں... جو کسی فلاں بن فلاں نے بیان نہیں کیے۔

یہ کوئی ایسی کہانی نہیں جس کے سچا اور جھوٹا ہونے کے بارے میں فیصلہ کیا جائے... نصیریوں کی جیل میں سزا کاٹنے والی ایک خاتون یہ سب بتا رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بارہ سالہ لڑکی نہیں مری، جس کے ساتھ اس کی ماں کے سامنے زیادتی کی گئی، وہ نہیں مری، بلکہ امت کی مردانگی اور بہادری مر گئی ہے۔ اس امت کے دل سے غیرت اور مردانگی مٹ گئی ہے... جو دیکھ رہی ہے کہ ہماری عزتیں پامال کی جا رہی ہیں... ہمارے مسلمان بہنوں کی عصمت دری کر کے انہیں زندگی سے محروم کیا جا رہا ہے۔

مصالحات پسندو! سن لو!

ہتھیار ڈالنے والو! سن لو!

سفر کی طوالت سے گھبرا کر مایوس ہونے والو! سن لو!

جہاد کو چھوڑ دینے والو! سن لو!

ترکی کی طرف بھاگ جانے والو! سن لو!

طویل سفر سے تھک جانے والے نوجوانو! سن لو!

کہانی یہیں پر ختم نہیں ہوتی... کہ ایک بچی کی عصمت دری کر کے اسے مار ڈالا گیا، بلکہ نصیریوں کی جیلوں میں چالیس ہزار سے زیادہ مسلمان بچیاں، خاموشی سے دفنائی گئی ہیں۔

پس اے گمراہ اور بھٹکے ہوئے حکمرانو! سن لو!

اللہ کی طرف سے تباہی ہے تمہارے لیے!

تباہی ہے تمہارے لیے!

تباہی ہے تمہارے لیے!

اے وہ قائدین جہاد کہ جو میادین میں اب تک متحد نہیں ہوئے! واللہ آپ عملیات کے میدانوں میں متحد ہو جائیں تو ہم آپ کے ہاتھ چومیں گے اور آپ کی قدم بوسی کریں گے!

اے وہ نوجوانو! جنہوں نے تفرقہ کیا اور قلتِ خوراک کا بہانہ بنا کر جہاد چھوڑ دیا، سن لو!

اپنے بیٹیوں کو جہاد فی سبیل اللہ سے روکنے والے ماؤں! سن لو!

اور ساری دنیا سن لے!

ہم اللہ کی راہ میں جہاد جاری رکھیں گے اُس وقت تک جب تک ہمارے شانوں پر ہماری گردنیں موجود ہیں!

ہم اس منزل کو پا کر رہیں گے یہاں تک کہ ہمیں قتل کر دیا جائے!

ہم جہاد جاری رکھیں گے چاہے ہم اکیلے رہ جائیں!

ہم جہاد جاری رکھیں گے چاہے پوری امت ہمارا ساتھ چھوڑ دے!

ہم لڑتے رہیں گے چاہے ہمیں خالی ہاتھوں اور ڈنڈوں سے لڑنا پڑے!

ہم جہاد فی سبیل اللہ جاری رکھیں گے یہاں تک کہ بروزِ حشر اپنے رب کے روبرو اللہ عذر پیش کر سکیں...

یا اللہ!!!!

بھلا روزِ محشر ان خواتین اسلام کے سامنے کھڑے ہو کر مرد کیا عذر تراشیں گے؟

ہمیں معاف کر دینا ہماری بہنو! اللہ کی قسم! ہمارے پاس اپنی جانوں کے سوا

کچھ نہیں ہے اور ہم انہیں قربان کر دیں گے... ان شاء اللہ

اے مجاہدین امت! سن لو! آپ اس امت کی امید ہیں... طاغوت کے

عقوبت خانوں میں اس امت کی بیٹیاں لٹ رہی ہیں اور یہ امتِ واحدہ تماشا

دیکھ رہی ہے... لا حول ولا قوۃ الا باللہ

شیخ مصلح العالیانی حفظہ اللہ:

”امت کے رجال کہاں ہیں؟ امت کے نوجوان کہاں ہیں؟ کیا ان کے دلوں میں کچھ مردانگی اور غیرت باقی ہے؟ کیا ان کے دل اپنی بہنوں کی چیخوں سے دھلتے نہیں؟ جو پکار رہی ہیں چیخ رہی ہیں کہ نصیریوں کے جیلوں میں ان کی عزتیں پامال کی جا رہی ہیں!! کیا کوئی غیرت مند موجود ہے؟ اسیر بہنوں کو تقریروں اور بیانات کی ضرورت نہیں ہے، انہیں مخلص دل اور امت کے غم میں رونے والوں کے عمل کی ضرورت ہے! جو انہیں اس ظلم سے آزاد کروادیں...

مجھے مساوات پر کہانیاں لکھ کر مت بتاؤ! نف ہے تم پر لکھا ریو اور خطیبو! میری جیلیں تو روشنی کی امیدوں سے بھرپور کھوکھلی عبارتوں سے بھری پڑی ہیں

اپنے بے فائدہ لفظوں ڈھیر اپنے پاس رکھو

کیا تمہارے یہ لفظ میرے زخموں کو مندمل کر سکتے ہیں؟“

☆☆☆☆☆

سننا چاہتے ہو تو سنو! میرے سامنے میری لال مسجد کو زخموں سے چھلنی کیا گیا۔ ہاں! میرے ان بھائیوں اور بہنوں کی مسخ شدہ جلی ہوئی لاشیں ملیں، جن سے میں اللہ بہت مانوس تھا۔ جن کا جرم اسلام کی بات کرنا تھا، تمہیں اسلام کے نفاذ کی طرف توجہ دلانا تھا مگر... میں دیکھ رہا تھا ان کی بے بسی... کیوں؟ کیونکہ میں مجرم تھا! ہاں! میں مجرم تھا! کیونکہ میں اس وقت بھی خاموش تھا۔

ہاں! میرے ہی سامنے میرے مہمان وہ معصوم عورت اور اس کے رحم میں وہ بچہ جو اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی آخرت میں تمہارے جرم کے خلاف دلیل بن گیا تھا۔ ہاں! میں اس وقت بھی مجرم تھا کیونکہ میں اس وقت بھی خاموش تھا۔ میری خاموشی ہی قاتل ہے ان معصوموں لاچاروں کی...

ہاں! تو سناتا چلوں جب اعلائے کلمۃ اللہ کی ذمہ داری کی دعوت دینے والے ان مخلص نوجوانوں کو رات کے اندھیروں میں ان کے گھروں سے اٹھالے جایا گیا۔ اور ماورائے عدالت ان کو ہتھکڑیوں میں جکڑی حالت میں جعلی پولیس مقابلوں میں بے بسی کی حالت میں شہید کر دیا گیا۔ ہاں میں ہی ان کا مجرم تھا کیوں؟ کیونکہ میں اس وقت بھی خاموش تھا۔

ہاں سنتے ہونا!...

اگر ہمت ہے تو جواب دو!...

نہیں نا! کوئی جواب نہیں نا!...

ہاں! آخر جواب دو گے ہی کیوں؟ کیونکہ تم کون سا مجرم ہو؟...

مجرم تو میں ہوں! جو اس امت کے قتل پر خاموش رہا۔ میری مجرمانہ خاموشی ہی تو شہ تھی دشمن کے لیے۔ میری غفلت بھری خاموشی کی کوئی تو سزا ہونی تھی۔ ہاں! سنو! میری خاموشی مجھے سزا دے گی۔ ہر اس شخص کی بے بسی جو رب کو پکارتے ہوئے شہادت پا گیا اس کی بے بسی مجھے سزا دے گی۔ جب میرے گھر پر میرے دشمن کا قبضہ ہو گا جب میرے ہاتھ زنجیروں میں جکڑے ہوں گے۔ جب میرے گھر والوں کی حالت ان سب بے بسوں کی سی ہوگی۔ یہی میری سزا ہوگی۔ کیونکہ میں ہر ظلم کا ساتھی تھا اپنی غافل و مجرمانہ خاموشی کو لے کر۔

یہ خاموشی آخر کب تک...

☆☆☆☆☆

نرم گرم بستر، آسائش دنیا، کاروبار زندگی سب کچھ میسر ہے۔ مگر ایک بات ہے جو سکون نہیں لینے دیتی، وہی بات ہے جو پریشان کنے رکھتی ہے۔ میں اپنے گھر پاکستان سے شروع کرتا ہوں۔ ایک جاہل وقت کا طاغوت اکبر سے مل جانا اور پھر اپنے ہی ملک کے باسیوں کے خلاف جنگ کرنا اور عرب سے آئے مہمان مجاہدین کا سودا کرنا۔ جب اتنی آسانی سے یہ سب حشر کے سامان بپا ہو رہے تھے میں تب بھی خاموش تھا۔ جب میرے ہمسائے افغانستان میں امت کے مخلص ترین نوجوانوں نے انتھک محنتوں سے، خون کی آبیاری سے اس ایمان کی فصل کو تروتازہ کیا تھا، اس امارت اسلامی کے خلاف، اس امت محمد کے خلاف دشمن کا ساتھ دیتے ہوئے لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کا قتل عام کروایا گیا۔ میں اس وقت بھی خاموش رہا۔

جب کشمیر کہ جسے ”جنت نظیر“ کہا جاتا ہے یہاں مقامی و بیرونی تحریک جہاد کو مخمد کر دیا گیا صرف اس عالمی طاغوتی ایجنڈے کی خاطر۔ میں تب بھی خاموش تھا۔

میں تب بھی خاموش تھا

جب سیاہ اور تاریک راتوں میں اہل سنہ کے مخلص نوجوانوں کو کہ جن کا عقیدہ بہترین عقیدہ تھا۔ کہ جن کا علم اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ ان کے شہروں پر خاموشی کے ساتھ ان کے آرام کے وقت جدید ترین ہتھیاروں سے لیس ہو کر بے خبری میں جالیا اور شدید ترین حملہ کیا گیا۔ میں اس وقت بھی خاموش تھا۔

ہاں! میں اس وقت بھی خاموش تھا جب صومالیہ میں میرے ہی موحد ساتھیوں کے خلاف نارگیٹڈ آپریشنز کئے گئے۔ ہاں میں اس وقت بھی خاموش رہا جب ایک شاندار گروہ نے مفاد امت کی خاطر مالی (افریقہ) میں اسلام کے نفاذ کی ادنیٰ سی کوشش کی، مگر دشمنان اسلام کو یہ بھی گوارہ نہ تھا۔ دشمن نے اپنی فوجیں بھیجیں اور قتل و غارت گری شروع کر دی گئی۔ میں تب بھی خاموش تھا۔ میں تب بھی خاموش تھا جب میرے سامنے مشرقی تیمور ایک عیسائی ریاست قائم کی گئی جو ایک اسلامی ملک کو توڑ کر بنائی گئی تھی، جس کے ساتھ وقت کے طواغیت کھڑے تھے۔ ہاں میں تب بھی خاموش تھا۔ میں تب بھی خاموش تھا۔

ہاں! سنو! اس داستان کو کہ میں تب بھی خاموش تھا جب میرے ہی عرب کے پیارے ساتھیوں کو امریکیوں کے ہاتھوں بیچا گیا اور ان پر ظلم کی داستانیں رقم کی گئیں۔ میرے ان بھائیوں کا آخر قصور ہی کیا تھا۔ ہاں! قصور تو میرا ہی تھا کہ میں تب بھی خاموش تھا۔

صومالیہ:

10 دسمبر: حرکت الشباب المجاہدین کے ولایہ بای وکول کے شہروں حدرد اور عیلبردی کے درمیانی راستے پر لگائی گئی کمین میں سرکاری فوج کے 7 اہل کار قتل ہوئے۔

بای وکول ہی کے شہروں بیدوا اور بورھلہ کے درمیان ایک سرکاری فوجی قتل کر کے اس کے اسلحے کو غنیمت بنا لیا گیا۔

بوصاصو شہر کے علاقے جیلا میں پنٹ لینڈ کے فوجی اڈوں پر بھاری اسلحے اور توپ خانے سے حملہ اور بم باری کی گئی۔

11 دسمبر: پنٹ لینڈ کے انسداد بارودی سرنگ ادارے کے ذمہ دار برائے بوصاصو شہر اور جیلا قصبہ، خود بارودی سرنگ دھماکے کا نشانہ بن کر ہلاک ہوا۔

مقدیشو کے علاقے میں سرکاری فوج کے 2 سپاہی قتل ہوئے۔

13 دسمبر: ولایہ شمیلی السفلی کے شہر کونیو برو میں شرعی عدالت نے مسلمانوں کے 5 گھروں سے تقریباً 5 ہزار ڈالر رقم اور دیگر قیمتی سامان چرانے کے مجرم شخص پر حد نافذ کی۔

مقدیشو کے علاقے حدن میں سرکاری فوج کے دو اہل کار قتل ہوئے۔

مقدیشو میں مجاہدین نے فوجی اکیڈمی پر استشہادی حملہ کیا جس میں 27 سپاہی ہلاک اور درجنوں زخمی ہوئے۔

15 دسمبر: ولایہ بری کے شہر بوصاصو میں پنٹ لینڈ کے فوجی مرکز پر مجاہدین نے شدید حملہ کیا جس کے نتیجے میں درجنوں فوجی ہلاک ہوئے۔

مقدیشو کے علاقے علمدا میں بارودی سرنگ کے دو دھماکوں میں سرکاری فوج کے 17 اہل کار قتل اور متعدد زخمی ہوئے۔

مقدیشو کے علاقے حدن میں خاص نوعیت کی کارروائی میں ایک سرکاری فوجی قتل، اس کی گاڑی اور اسلحہ غنیمت کر لیا گیا۔

17 دسمبر: مقدیشو کے علاقے ہروا میں انٹیلی جنس کا ایک سپاہی قتل، گاڑی اور اسلحہ غنیمت کیا گیا۔

18 دسمبر: بوصاصو شہر میں پنٹ لینڈ کے دو فوجی مجاہدین کے ہاتھوں قتل ہوئے۔

ولایہ ہیران وسط کے شہر بلدوین میں انتھوپیا کے درجن بھر سپاہی قتل، کمین میں درجنوں اہل کار زخمی اور بکتر بند گاڑی تباہ ہوئی۔

19 دسمبر: ولایہ بای وکول کے شہر دینسور میں سرکاری افواج کے مجمعے کے وسط میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں درجنوں سپاہی قتل اور کئی زخمی ہوئے۔

جیلا اور بوصاصو کے درمیان پنٹ لینڈ کی فوجی گاڑی بارودی سرنگ کے دھماکے سے تباہ ہوئی اور سوار قتل ہوئے۔

20 دسمبر: ولایہ شمیلی السفلی کے شہر شلانوہود میں یوگنڈا کا فوجی قافلہ مجاہدین کی کمین میں پھنس گیا جس کے نتیجے میں دشمن کی فوجی گاڑی تباہ اور کئی اہل کار قتل ہوئے۔

مقدیشو سے 30 کلومیٹر دور آفوجی شہر میں سرکاری فوج کے مورچوں پر مجاہدین کے تعارض میں دشمن کو شدید نقصان اٹھانا پڑا۔ کئی دنوں سے مجاہدین پنٹ لینڈ کی انتظامیہ اور

افواج کو ناکوں چنے چبوائے ہوئے تھے۔ مجاہدین کی سخت جارحانہ پالیسی تنگ آکر انتظامیہ نے امریکی افواج کو مدد کے لیے پکارا۔ مجاہدین، جو پہلے ہی دشمن کی تمام نقل و حرکت

بھانپ چکے تھے، نے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے دشمن پر کاری ضرب لگانے کا فیصلہ کیا۔ اور امریکی پنٹ لینڈ کی فوجوں کے مشترکہ قافلے کو بارودی سرنگ کے دھماکے سے نشانہ

بنایا۔ جس کے نتیجے میں پنٹ لینڈ کی انٹیلی جنس کا آپریشنل کمانڈر قتل اور دیگر کئی بیرونی و مقامی کفار اور ہرکارے بھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

21 دسمبر: آفوجی اور ونلوین شہر کے درمیانی روڈ پر مجاہدین کی سخت ترین کمین میں امریکی تربیت یافتہ صومالیہ کی سپیشل فورسز کے دسیوں کمانڈوز ہلاک، تین فوجی گاڑیاں تباہ اور دو

غنیمت کر لی گئیں۔

مقدیشو کے علاقے کاران میں ہینڈ گرنیڈ کے حملوں میں 3 سرکاری فوجی ہلاک ہوئے۔

22 دسمبر: اسلامی صوبے جلیدود کے شہر جلیہیری میں شرعی عدالت نے قوم لوط کا عمل کرنے والے دو افراد پر حد جاری کی۔ یہیں پر ہی مسلمانوں کے لاکھوں ملین چرانے والے

ایک چور پر بھی حد نافذ کی گئی۔

ولایہ ہیران کے شہر جلیقی میں بارودی سرنگ کے دھماکوں میں جبوتی کے 4 فوجی ہلاک اور دیگر کئی زخمی ہوئے۔

23 دسمبر: مقدیشو، صدارتی محل پر مارٹر کے گولوں سے بم باری کی گئی جس میں دشمن سخت مالی و جانی نقصان سے دوچار ہوا۔

مقدیشو کے علاقے حروینی میں حکومت کا عہدے دار ہلاک ہوا۔

مقدیشو کے علاقے میں ہروا میں سرکاری فوج کے اڈوں پر تعارض کیا گیا جس میں کئی فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

مقدیشو کے مرکزی روڈ پر بارودی سرنگ کے دھماکے میں افریقی یونین کی غاصب افواج کا ایک ٹینک تباہ ہوا۔ جس میں متعدد فوجی ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔

مقدیشو کے علاقے حروینی میں سرکاری فوج کا اہل کار ہلاک ہوا۔

اسلامی صوبے بنادر کی افواج کے تحت اللہ کے شیر مقدیشو میں وزارت دفاع کی مرکزی عمارت پر حملہ آور ہوئے جس کے نتیجے میں دشمن کو شدید جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔

24 دسمبر: مقدیشو کے علاقے ہروا میں سرکاری فوج کے اکٹھ پر دستی بم سے حملہ کیا گیا۔ ولایہ بای وکول کے شہر بیدوا میں شرعی عدالت نے امریکہ، کینیا اور صومالیہ کے لیے جاسوسی کرنے والے پانچ مختلف جاسوسوں پر حد جاری کی۔

مقدیشو سے 30 کلومیٹر آجیوی شہر میں افریقی یونین کی بکتر بند گاڑی بارودی سرنگ کے دھماکے سے تباہ ہوئی اور سوار قتل ہوئے۔

25 دسمبر: مجاہدین نے آجیوی شہر کے باہر سرکاری افواج کے مراکز پر تعارض کیا۔

ولایہ مدق کے شہر جالکیو میں پنٹ لینڈ کا ایک سپاہی ہلاک ہوا۔

27 دسمبر: ولایہ شنبیلی السفلی کے ساحلی شہر مراک میں مجاہدین نے یوگنڈا کی افواج کو کمین میں جکڑ لیا۔ جس کے نتیجے میں درجنوں ہلاک و زخمی ہوئے۔

28 دسمبر: ولایہ ہیران وسط میں بولوبردی شہر کے ایئر پورٹ میں قائم جہوتی کی افواج کے ایک اڈے کو مجاہدین نے بارودی سرنگ کے دھماکے سے نشانہ بنایا جس میں دشمن کو جانی و مالی نقصان ہوا۔

29 دسمبر: ولایہ بای وکول کے شہر حدری میں ایتھوپیا کے فوجی اڈے پر مارٹر کے گولوں سے بم باری کی گئی جس میں دشمن شدید جانی و مالی نقصان سے دوچار ہوا۔

30 دسمبر: مقدیشو میں وزارت دفاع کے دفتر کے قریب بارودی سرنگ کے دھماکے میں افریقی یونین کے 5 فوجی ہلاک اور ان کی ہمر گاڑی تباہ ہو گئی۔

یکم جنوری: مقدیشو کے قریب بلعد میں سرکاری فوج کے مورچے پر حملے میں ایک فوجی ہلاک اور دو کلاشکوف غنیمت ہوئیں۔

واجد شہر میں ایتھوپیا کے فوجی اڈے پر ہاون (مارٹر) کے گولوں سے بم باری کی گئی۔

ولایہ شنبیلی السفلی کے شہروں براوی اور بولومریہ کی درمیانی سڑک پر یوگنڈا کی فوجی گاڑی بارودی سرنگ کے دھماکے سے تباہ ہوئی اور تمام سوار ہلاک ہوئے۔

مقدیشو کے علاقے یاقشید میں ہینڈ گرنیڈ سرکار فوجیوں کے ایک جتھے پر اچھال دیا گیا، جس کے نتیجے میں کئی سیکورٹی اہل کار زخمی ہوئے۔

2 جنوری: مقدیشو میں صومالی فوج کا ایک کمانڈر ہلاک ہوا۔

مقدیشو کے علاقے حدن میں انٹیلی جنس کے مرکز پر تعارض کیا گیا جس میں درجنوں کمانڈوز اور انٹیلی جنس اہل کار ہلاک ہوئے۔

3 جنوری: ولایہ شنبیلی السفلی کے شہر کرتواری میں مجاہدین نے شرعی عدالت کے حکم پر ایتھوپیا، کینیا اور صومالیہ کی افواج کے پانچ مختلف جاسوس قتل کر دیے۔

بوصاصو اور جلملا کے درمیان دو بارودی سرنگوں کے دھماکے سے پنٹ لینڈ کے بارودی سرنگیں تلاش کرنے والے اہل کاروں کو نشانہ بنایا گیا۔ جس کے نتیجے میں ایک گاڑی تباہ اور کئی اہل کار قتل ہوئے۔

4 جنوری: بوصاصو حسن حیر نامی پنٹ لینڈ کی فوج کا افسر مجاہدین کے ہاتھوں قتل ہوا۔

مقدیشو کے علاقے ہروا میں مجاہدین نے سرکاری فوجی اڈوں پر تعارضی حملہ کیا۔

5 جنوری: ولایہ ہیران وسط کے شہر بولوبردی کے ایئر پورٹ میں مجاہدین کی جانب سے بارودی سرنگ کے دھماکے سے جہوتی کا ایک اہل کار ہلاک اور درجنوں سرکاری فوجی زخمی ہوئے۔

ولایہ بای وکول کے شہروں بورھکبا اور بیدوا کے درمیانی روڈ پر بارودی سرنگ کے دھماکے سے ایتھوپیا کا فوجی ٹرک درجنوں سواروں سمیت تباہ ہوا۔

مقدیشو کے علاقے حروینی میں مجاہدین کے حملے میں 12 انٹیلی جنس اہل کار ہلاک ہوئے۔

7 جنوری: بوصاصو شہر میں پنٹ لینڈ کے فوجی اڈے پر مارٹر کے گولوں سے بم باری کی گئی جس میں دشمن کو سخت نقصان ہوا۔

8 جنوری: مقدیشو کے علاقے علیشا میں امریکی تربیت یافتہ خصوصی فورس ایلفا کے کئی ارکان اُس وقت مارے گئے جب مجاہدین نے ان کی گاڑی کو بارود کے دھماکے سے تباہ کیا۔

9 جنوری: مقدیشو کے فیکٹری روڈ پر بارودی سرنگ دھماکے میں سرکاری فوج کے 5 اہل کار ہلاک اور ان کی بیک اپ گاڑی تباہ ہو گئی۔

ولایہ جیزو کے شہر عیلاق اور قصبے بوسار کے قریب بارودی سرنگ کے دھماکے میں کینیا کی فوج کی BMP تباہ اور اس میں سوار تمام اہل کار قتل ہو گئے۔

ولایہ ہیران وسطی کے شہر بلدوین میں انتھوپیا کے فوجی کو دستے مجاہدین نے کمین میں جکڑ لیا جس میں دشمن کو شدید مالی و جانی نقصان اٹھانا پڑا۔

بلدوین میں ہی مجاہدین نے دستی بم سرکاری فوج کی ایک ٹولی پر اچھال دیا جس کے نتیجے میں 9 فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

10 جنوری: مقدیشو کے علاقے ہروا میں مقامی حکومت کا اعلیٰ ترین رکن ایک بارودی سرنگ دھماکے میں ہلاک ہوا۔

11 جنوری: ولایہ شنبیلی السفلی کے شہر شلانود میں سرکاری فوجی قافلے پر مجاہدین نے بارودی سرنگ کا دھماکہ کیا جس کے نتیجے میں 4 فوجی ہلاک اور 2 زخمی ہو گئے۔

کینیا اور صومالیہ کی خود ساختہ سرحد کے قریب دیف شہر پر مجاہدین نے مرتد افواج سے سخت جنگ کے بعد مکمل کنٹرول حاصل کر لیا۔

مقدیشو کے صدارتی محل اور دیگر سرکاری عمارتوں پر مجاہدین نے ہاون (مارٹر) کے گولوں سے بم باری کی جس میں دشمن سخت نقصان سے دوچار ہوا۔ 11 اہل کار ہلاک ہوئے۔

مقدیشو کے عین وسط میں سوق بکارہ کے علاقے میں سرکاری فوج کا ایک رکن مجاہدین کے ہاتھوں قتل ہوا۔

ولایہ شنبیلی السفلی کے شہر عیلورملقو کے قریب مجاہدین کی کمین میں افریقی یونین کا فوجی ٹرک تباہ جس میں درجنوں قتل اور زخمی ہوئے۔

مقدیشو کے قریب بلعد میں مجاہدین نے دشمن کے مورچوں پر طوفانی تعرض کیا جس کے نتیجے میں 11 اہل کار قتل اور بھاری اسلحہ غنیمت ہوا۔

12 جنوری: ولایہ ہیران وسط کے شہر بلدوین میں سرکاری فوج کا ایک اہل کار ہلاک اور اسلحہ غنیمت ہوا۔

13 جنوری: مقدیشو کے قریب آفوی شہر میں انٹیلی جنس کا ایک رکن ہلاک ہوا۔

مقدیشو کے علاقے جزیرہ میں مجاہدین کے حملے میں سرکاری فوج کا ایک اہل کار ہلاک ہوا جب کہ ایک فوجی گاڑی تباہ ہوئی۔

ولایہ شنبیلی السفلی کے شہر کرتواری میں شرعی عدالت کے حکم پر زانی کو کوڑے لگائے گئے۔

کینیا:

28 دسمبر: حرکتہ الشباب المجاہدین نے ساحلی شہر لامو میں جامبا اور ویتونامی قصبوں کے درمیان مجاہدین غاصب کینیائی عیسائیوں کے ایک قافلے پر حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں 2 ہلاک اور ان کی گاڑی غنیمت ہوئی۔

29 دسمبر: ملک کے شمال مشرقی علاقے جاریسا کے شہر ایجاری پر مجاہدین نے قبضہ جماتے ہوئے عسکری سازوسامان کا ذخیرہ غنیمت کر لیا، مقامی پولیس سٹیشن جلادیا اور کینین کمونیکیشن کمپنی سفاریکوم کامرکز منہدم کر دیا۔

جمعہ کی رات مجاہدین نے کینیا کے شہر ایجاری میں 4 کینین پولیس اہل کار قتل کر دیے اور ان کے تمام ہتھیار اور سواریاں غنیمت کر لیں۔ ساتھ ہی ایک پولیس سٹیشن، اور سفاریکوم (موبائل کمپنی) کے مرکز کو بھی منہدم کر دیا۔

2 جنوری: ملک کے شمال مشرق میں ماندیرا کے علاقے کتلو میں مجاہدین نے کمین لگا 6 اہل کار ہلاک اور درجنوں زخمی کر دیے۔ یاد رہے کمین میں دشمن کی ایک گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

6 جنوری: کتلو کے قریب ماندیرا کے علاقے میں مجاہدین نے کینیائی فوج کے ایک بڑے فوجی ٹرک کو بارودی سرنگ کے دھماکے سے اڑا دیا۔ دسیوں صلیبی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

7 جنوری: دجیر کے علاقے میں مجاہدین کی کینیائی فوج سے سخت جنگ ہوئی جس کے نتیجے میں دشمن کی فوجیں علاقے سے فرار ہوئیں۔ مجاہدین نے کئی سرکاری عمارتیں منہدم کر دیں۔

12 جنوری: مومباسا اور لامو کے راستے پر کمین میں 6 فوجی ہلاک اور دو فوجی گاڑیاں تباہ ہوئیں۔

یمن:

11 دسمبر: انصار الشریعہ کے مجاہدین نے ولایہ ابین کے علاقے آحور میں حزام الامنی کی بکتر بند گاڑی بارودی سرنگ کے دھماکے سے تباہ کی۔

12 دسمبر: مجاہدین نے ولایہ ابین کے علاقے المحفد میں حزام الامنی کے ٹھکانوں پر مارٹر کے گولوں سے شدید بم باری کی۔

16 دسمبر: ولایہ بیضا کے علاقے عزہ میں بارودی سرنگ کے دھماکے سے درجنوں حوثی کفار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

18 دسمبر: ابین کے علاقے المحفد میں حزام الامنی کے اڈوں پر مارٹر کے گولوں سے بم باری کی گئی۔

19 دسمبر: ولایہ شبوہ کے محاز المصینعہ پر صبح 3 بجے مجاہدین نے مارٹر، بھاری اسلحے اور دیگر توپ خانے سے دشمن کے مورچوں پر بم باری کی۔

20 دسمبر: البیضاء شہر میں حوثیوں کے اٹیلی جنس شعبے کی گاڑی کو بارودی سرنگ سے نشانہ بنایا گیا۔ جس کے نتیجے میں کئی اہل کار ہلاک ہوئے۔

21 دسمبر: ولایہ بیضا میں حوثی کفار کے مورچے کو بارود سے نشانہ بنایا گیا۔ جس کے نتیجے میں کئی اہل کار قتل اور زخمی ہوئے۔

25 دسمبر: ولایہ ابین کے علاقے المحفد میں مجاہدین نے حزام الامنی کے ایک کمانڈر کو بارودی سرنگ کے دھماکے سے نشانہ بنایا۔

ولایہ حضرموت کے شہر مکلاء کے مغرب میں عرب امارات کے تابع مسلمانوں پر ظلم کرنے والی ملیشیا النخبۃ الحضرمیہ کی چھاؤنی کو مجاہدین نے گراؤ میزائلوں سے نشانہ بنایا۔ نتیجے میں دشمن کو شدید مالی و جانی نقصان کا سامنا ہوا۔

مذکورہ ولایت ہی کے علاقے دوعن میں بھتہ کے محاذ پر مجاہدین نے کاتیو شامیزائلوں اور 81 ملی میٹر قطر کے مارٹر کے گولوں سے دشمن پر بم باری کی۔

اسی ولایت ہی میں مجاہدین نے النخبۃ الحضرمیہ کی چھاؤنی پر گراؤ میزائل داغے۔

24 دسمبر: ولایہ رداع کے علاقے العبل میں الجحفہ کے مقام پر حوثی کفار کے تابع 2 جتھوں پر حملے میں کئی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

26 دسمبر: ولایہ رداع کے علاقے صرار العشاش میں بارودی سرنگ کے دھماکے سے 2 حوثی ہلاک ہوئے۔

28 دسمبر: ولایہ رداع کے علاقوں المناح اور جبل جنفیہ کے درمیان حوثیوں کے اڈے پر مجاہدین کے حملے میں 3 اہل کار ہلاک، ایک گرفتار ہوا۔ فوجی گاڑی اور موٹر سائیکل تباہ ہوئی۔

3 جنوری: ولایہ رداع میں قبیضہ کے گاؤں حمہ صرار میں حوثیوں کی دفاعی چوکی پر مجاہدین کے تعارض میں دشمن کو سخت ہزیمت اٹھانی پڑی۔

4 جنوری: ولایہ رداع کے علاقے قبیضہ میں الشعال اور جمیدہ کے پہاڑوں کے درمیان حوثیوں کی دفاعی چوکی پر مجاہدین نے تعارضی حملہ کیا جس میں دشمن کو سخت نقصان ہوا۔

6 جنوری: ولایہ شبوہ کے علاقے بلخاف میں عرب امارات کی غاصب طاغوتی ظالم افواج کی چھاؤنی پر مجاہدین نے 5 گراؤ میزائل داغے۔

10 جنوری: ولایہ حضرموت کے علاقے دوعن میں مجاہدین نے النخبۃ الحضرمیہ کی افواج کے بھتیجی فوجی مرکز کو چھوٹے بڑے ہتھیاروں اور دیگر توپ خانے سے نشانہ بنایا۔

11 جنوری: ولایہ شبوہ کے علاقے الصعید میں مجاہدین نے مسلمانوں سے برسر پیکار عرب امارات کے تابع النخبۃ الشبوانیہ کے فوجیوں کو بارود بھری گاڑی کے دھماکے سے نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں دشمن کے 20 سپاہیوں میں اکثر ہلاک اور بقیہ ماندہ تمام زخمی ہو گئے۔

12 جنوری: رداع شہر میں بارودی سرنگ کے دھماکے سے حوثیوں کے لیے پانی لے جانے والی گاڑی تباہ اور 3 حوثی جنگ ہلاک ہوئے۔

رداع شہر کے وسط میں جبن کے عسکری خط کے قریب بارودی سرنگ کے دھماکے سے حوثیوں کا 4 رکنی فوجی دستہ قتل ہوا۔

ولایہ حضرموت میں سیئون میں مجاہدین نے طاغوتی افواج کے قافلے کو بارودی سرنگ کے دھماکے سے نشانہ بنایا۔

تیونس:

11 دسمبر: کتبہ عقبہ بن نافع کے مجاہدین نے الشعانہ کے علاقے میں بارودی سرنگ دھماکے سے تیونسی فوج کا ایک اہل کار ہلاک اور 7 زخمی کر دیے۔

مالی:

21 نومبر: ولایہ کو لیکرو کے علاقوں نارا اور مر جا کے درمیان مجاہدین نے مالی کی سرکاری افواج کو کمین میں جکڑا۔ جس کے بعد شدید ترین جنگ چھڑ گئی جو طویل وقت تک جاری رہی۔ جنگ سے بھاگتے ہوئے درجنوں سرکاری فوجی ہلاک اور ان کی 2 گاڑیاں تباہ ہوئیں۔

2 دسمبر: برکینا فاسو کی افواج کے مسلمانوں پر مظالم کے جواب میں مجاہدین نے مالی اور برکینا فاسو کے سرحد پر فوجیوں کو طاقتور بم کے دھماکے سے نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں برکینا فاسو کی ظالم افواج کے درجن بھر سپاہی قتل ہوئے۔

12 دسمبر: ولایہ مو. بتی میں دونوں اور دلہ کے درمیانی راستے پر مجاہدین اقوام متحدہ کے فوجی قافلے کو نشانہ بنایا ایک بکتر بند گاڑی تباہ اور اس سوار فوجی اہل کار ہلاک ہوئے۔

15 دسمبر: صمبہنی اور سونہی کے درمیانی علاقے ماسینا میں صلیبی فرانس کے تابع اسلام اور مسلمانوں سے برسر جنگ جیش الساحل کے فوجی قافلے کو مجاہدین نے زبردست کمین میں جکڑ لیا جس میں دشمن کی 2 فوجی گاڑیاں تباہ، 2 سپاہی ہلاک، درجنوں زخمی اور بقیہ فرار ہوئے

17 دسمبر: ابو عبیدہ اغ ملونامی کفار کا کھ پتلی افواج کا ظالم کمانڈر، دسیوں اہل ایمان کے شہادت کا ذمہ دار مجاہدین کے ہاتھوں قتل ہوا۔ جماعت نصرۃ الاسلام والمسلمین نے اس کارروائی کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے کہا کہ یہ عمل مجاہدین کی طرف سے شہد اکا بدلہ اور مظلومین کے لیے خوش خبری ہے۔

18 دسمبر: عین کیدال شہر کے اندر میں مجاہدین نے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے غاصب اقوام متحدہ کے فوجی قافلے پر بارودی سرنگ سے دھماکہ کیا گیا جس سے بکتر بند گاڑی تباہ اور دشمن کو سخت جانی کا سامنا ہوا۔

21 دسمبر: ولایہ سیتو کے شہر فونو میں مجاہدین نے رات کے وقت مالی کی سرکاری افواج کے اڈے پر تعارضی حملہ کیا اور اللہ کی مدد و نصرت سے اس کو فتح کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس حملے میں دشمن کی ایک بکتر بند گاڑی تباہ بھی ہوئی جب کہ مفتوحہ مرکز سے ہلکے و بھاری اسلحے کا وسیع ذخیرہ مجاہدین کے ہاتھ آیا۔

مجاہدین کے ایک شیر دل دستے نے مالی اور برکینا فاسو کی سرحد کے قریب اربند نامی قصبے میں مالی کی سرکاری افواج کے اڈے پر حملہ کیا۔ وہاں موجود جنگ جوؤں سے مختصر جنگ کے بعد مجاہدین مرکز پر کنٹرول حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور ایک موٹر سائیکل اور ہلکے و بھاری اسلحے کا ذخیرہ غنیمت کیا۔

26 دسمبر: ولایہ مو. بتی کے شہر دونزا میں بارودی سرنگ کے دھماکے سے سرکاری فوج کی بکتر بند گاڑی تباہ اور 4 سپاہی ہلاک ہوئے۔

28 دسمبر: ولایہ مو. بتی کے شہر دونزا میں مالی افواج کی بڑی فوجی گاڑی تباہ اور 9 فوجی اہل کار ہلاک ہوئے۔

ولایہ مو. بتی کے علاقوں بونی اور بلو کسی میں بھاری اسلحے سے لیس سرکاری فوجی گاڑی تباہ ہوئی۔

31 دسمبر: مالی اور برکینا فاسو کی خود ساختہ سرحد کے قریب مجاہدین نے بارانی کے علاقے میں بور کینی کی فوج کے ایک مرکز پر مجاہدین نے حملہ کیا جس میں ہلکے و بھاری ہتھیار کا ذخیرہ اور دو موٹر سائیکل غنیمت کر لیا مجاہدین واپس اپنے مراکز میں سلامت لوٹ آئے۔

مصر:

24 دسمبر: طنطا شہر میں جہادی جماعت لواء الثورۃ کے مجاہدین نے پولیس ٹریننگ سنٹر کے باہر دھماکہ کیا جس میں درجنوں زیر تربیت اور حاضر سروس اہل کار قتل و زخمی ہوئے۔ یاد رہے یہ حملہ برطانیہ کی طرف سے حرکت سواعد مصر حسم اور لواء الثورۃ کو ”دہشت گرد“ تنظیمیں قرار دیے جانے کے بعد عمل میں آیا۔

ایران:

29 دسمبر: ایرانی بلوچستان میں اہل سنت کی جہادی جماعت انصار الفرقان نے حال ہی میں ایران کے زیر قبضہ ’احواز‘ میں کتیبہ شہدائے احواز نامی اپنی نئی شاخ کا اعلان کیا تھا۔ کتیبہ کے مجاہدین نے احواز کے علاقے امیدہ میں بارودی سرنگ کے دھماکے سے ایرانی گیس پائپ لائن کا بڑا حصہ تباہ کر دیا۔ جس سے نہ صرف لاکھوں مسلمانوں کے قاتل ایرانی رافضی سرما کے موسم میں سخت تکلیف واذیت سے دوچار ہوئے ہیں بلکہ، ایرانی ظالم حکومت کو بھی شدید مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

برما:

5 جنوری: ماونگڈا گاؤں میں مجاہدین نے بارودی سرنگوں کے دھماکوں کے ساتھ برمی فوج کے قافلے پر کمین (گھات) لگائی۔ دشمن کے مطابق 15 اہل کار زخمی ہوئے۔

☆☆☆☆☆

”شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے جو کیا بانگ دہل کیا... وہ تمہاری ٹیکنالوجی، خفیہ اداروں، ڈرونز، بے رحم بموں، جاسوسوں، جیٹ طیاروں، مراکز اور سیکڑوں سیٹلائٹس سے ہرگز مرعوب نہ ہوئے... انہوں نے یہ سب کچھ طویل زمینی فاصلوں کے باوجود قندھار کے پہاڑوں میں بیٹھ کر سرانجام دیا... وہ اپنے مقصد سے نہ ہٹے... اپنے آپ سے پوچھو کہ کیا شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے کسی ایک ہسپتال کو تباہ کیا؟ کسی ایک سکول، چرچ کو نشانہ بنایا؟ جیسا کہ تمہارا الزام ہے کہ شیخ اسامہ کا مقصد لوگوں کا قتل عام کرنا تھا تو انہوں نے کیوں نیویارک میں انڈین پوائنٹ ایٹمی پاور سٹیشن اور سپرباؤل کو نشانہ نہ بنایا؟“

[خالد شیخ محمد فک اللہ اسرہ کا اوباما کے نام لکھے گئے خط سے اقتباس]

اعداد و شمار:

آئی بی ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں یومیہ ۲۵۰ ملین ڈالر خرچ کیا ہے۔ دی بیلنس کی رپورٹ کے مطابق امریکہ افغانستان جنگ میں اب تک ۷.۱ ارب ملین ڈالر خرچ کر چکا ہے۔ قرضے حاصل کر کے لڑی جانے والی جنگ کے لیے ان قرضوں پر سود ۴۵۲ بلین ڈالر ادا کیا ہے جو اگلے چالیس سالوں میں ۹.۷ ٹریلین ڈالر تک قرضوں میں اضافے کا سبب بنے گا۔ جنگ سے متاثرہ معذور افراد کو اگلے چالیس سال تک سنبھالنے کے لیے امریکا کو تقریباً ایک ٹریلین ڈالر خرچ کرنا ہو گا۔ افغانستان اور عراق میں ڈیوٹی سرانجام دینے والے ۳۲۰۰۰۰ سپاہی دماغی امراض سے دوچار ہیں جن میں ۸۲۳۷ کی بیماری شدید نوعیت کی ہے۔ ۱۶۴۵۰ سپاہی اپنے عضو مکمل یا جزوی طور پر کھو چکے ہیں۔ ۱۳۸۰۰۰ نفسیاتی مسائل کا شکار ہیں۔ این بی سی نیوز کی رپورٹ کے مطابق ٹرمپ انتظامیہ نے گزشتہ سالوں کے مقابلے میں افغانستان میں کی جانے والی بم باری کو تین گنا بڑھایا ہے۔ سال ۲۰۱۵ء میں امریکی فضائیہ نے افغانستان میں ۹۴ بم گرائے، ۲۰۱۶ء میں ۱۳۳۷ جب کہ سال ۲۰۱۷ء میں اکتوبر کے مہینے تک امریکی فضائیہ ۳۵۵۴ بم گرا چکی تھی۔ بیورو آف انویسٹی گیشن جوہر لزم کی سال ۲۰۱۷ء کی رپورٹ کے مطابق امریکی افواج نے ۲۶۰۹ فضائی حملے کیے جن میں ۱۱۴۴۵ افراد ہلاک ہوئے۔ رپورٹ کے مطابق سال ۲۰۱۴ء تک امریکی افواج نیٹو اور اتحادی افواج کے ہمراہ فضائی حملے کرتے رہے جب کہ اس کے بعد سے اب تک امریکی فضائیہ ہی حملے کر رہی ہے۔

امارت اسلامیہ کی جانب سے جاری کردہ رپورٹ کے مطابق سال ۲۰۱۷ء میں امریکی و افغان فوج پر ۵۰۳ حملے کیے گئے جن میں ۴۸ فدائی عملیات تھیں۔ ان حملوں میں ۱۴۹۳۸ افغان اہل کار ہلاک ہوئے اور ۹۴۳۰ زخمی ہوئے جب کہ ۲۷۹ اتحادی فوجی مارے گئے اور ۱۲۹ زخمی ہوئے۔ چونکہ اب اتحادی افواج افغان فوج کو بطور ڈھال استعمال کرتے ہیں اسی سبب افغان سیکورٹی فورسز کی ہلاکتوں میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ افغان فوج کے ہلاک ہونے والے کمانڈروں کی تعداد ۴۰۸ رہی۔ تباہ ہونے والی ریجنر گاڑیوں اور ٹینکوں کی تعداد ۲۹۷ رہی۔

اہم کارروائیوں کا خلاصہ:

۷ نومبر امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ میدان دشت ٹوپ کے علاقے میں واقع پولیس اکیڈمی پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے لیس حملہ کیا، سب سے پہلے ایک فدائی مجاہد

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَ رَأَوْا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۚ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا ۚ كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَمَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ وَ مَا هُمْ بِمُخْرِجِينَ مِنَ النَّارِ (البقرة: ۱۶۶-۱۶۷)

”جب کہ بیزار ہو جائیں گے وہ کہ جن کی پیروی کی تھی ان سے کہ جو ان کے پیرو ہوئے تھے اور دیکھیں گے عذاب اور منقطع ہو جائیں گے ان کے سب علاقے اور کہیں گے پیرو کیا اچھا ہوتا جو ہم کو دنیا کی طرف لوٹ جانا تو پھر ہم بھی بیزار ہو جاتے ان سے جیسے یہ ہم سے بیزار ہو گئے اسی طرح پردکھلائے گا اللہ ان کو ان کے کام حسرت دلانے کو اور وہ ہرگز نکلنے والے نہیں ناسے“ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ، تفسیر عثمانی میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”یعنی وہ وقت ایسا ہو گا کہ بیزار ہو جائیں گے متبوع اپنے تابعداروں سے اور بت پرست اور بتوں میں کوئی علاقہ باقی نہ رہے گا ایک دوسرے کا دشمن ہو جائے گا عذاب الہی دیکھ کر اور مشرکین اس وقت کہیں گے کہ اگر کسی طرح ہم کو پھر دنیا میں لوٹ جانا نصیب ہو تو ہم بھی ان سے اپنا انتقام لیں اور جیسا یہ آج ہم سے جدا ہو گئے ہم بھی ان کو جواب دے کر جدا ہو جائیں لیکن اس آرزو محال سے بجز افسوس کچھ نفع نہ ہو گا۔ یعنی جیسے مشرکین کو عذاب الہی اور اپنے معبودوں کی بیزاری دیکھ کر سخت حسرت ہو گی اسی طرح پران کے جملہ اعمال کو حق تعالیٰ ان کے لئے موجب حسرت بنادے گا کیونکہ حج و عمرہ اور صدقات و خیرات جو اچھی باتیں کی ہو گی وہ سب تو بسبب شرک مردود ہو جائیں گی اور شرک و گناہ جس قدر رکھتے ہوں گے ان کا بدلہ عذاب ملے گا تو اب ان کے بھلے اور برے اعمال سب کے سب موجب حسرت ہوں گے کسی عمل سے کچھ نفع نہ ہو گا اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے بخلاف موحدین اور اہل ایمان کے کہ اگر بسبب معاصی دوزخ میں جائیں گے تو انجام کار نجات پائیں گے۔“

آج افغانستان میں طالبان کے حملوں کی شکار امریکی فوج ایسی حالت میں ہے کہ اپنے ازلی غلام پاکستانی جرنیلوں سے بھی بیزار ہو چکی ہے لیکن آفرین ہے ان جرنیلوں کی ہمت و برداشت کی جو عالمی سطح پر ذلیل و رسوا ہونے کے باوجود اپنے امریکی معبودوں کی تابع داری چھوڑنے پر راضی نہیں۔

نے بارود بھرا مزدارک مین گیٹ سے ٹکرا کر تمام رکاوٹوں کو عبور کیا اور بعد میں دیگر ۸ فدائین سر فروش مرکز میں داخل ہو کر وہاں تعینات اہل کاروں کو نشانہ بنایا اور یہ سلسلہ دو گھنٹے تک جاری رہا۔ موٹریم فدائی حملے سے اکیڈمی مکمل طور پر منہدم ہوئی اور وہاں تعینات سیکڑوں اہل کار اور ٹرینٹر ہلاک وزخمی ہوئے۔ ۸ فدائین تسلی سے آپریشن کرنے کے بعد دوبارہ اپنے مراکز کو اللہ تعالیٰ کی نصرت سے بحفاظت پہنچنے میں کامیاب ہوئے مذکورہ اکیڈمی میں ۲۵۰ ٹرینٹر اور دو ہزار پولیس اہل کار تعینات تھے۔

۹ نومبر: صوبہ ہلمند کے دارالحکومت لشکرگاہ میں چار سو فوجیوں پر مشتمل فوجی مرکز پر امارت اسلامیہ کے استشہادی نے بارود بھرے ٹرک سے شدید ترین حملہ کیا جس سے مرکز مکمل طور پر منہدم ہوا اور ایک بھی سپاہی زندہ نہ بچ پایا۔

۱۱ نومبر: صوبہ ہلمند ضلع ناوہ میں امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد (ملا مصطفیٰ ہراتی تقبلہ اللہ تعالیٰ) فوجی یونٹ پر شہید حملہ انجام دیا، جس سے مرکز کلی طور پر منہدم ہوا۔ واضح رہے کہ مرکز میں ۵۰ فوجی تعینات تھے، ان میں سے ۳۶ اہل کار ہلاک وزخمی ہونے کے علاوہ ۴ ٹینک اور مختلف النوع فوجی سازوسامان بھی تباہ ہوا۔

۱۲ نومبر: قندھار ضلع معروف کے اعلیٰ سطحی فوجی مرکز پر مجاہدین کا خفیہ طریقہ سے پہنچائی گئی بارود بھری بکتر بند گاڑی سے دھماکہ جس میں درجنوں اہل کار اور افسران قتل ہوئے۔ قندھار میں استشہادی مجاہد کا امریکی قافلے پر بارود بھری گاڑی کے ساتھ حملہ جس میں دو بکتر بند تباہ اور ۱۴ غیر ملکی فوجی ہلاک۔

۲۲ نومبر: ہلمند کے ضلع مارجہ میں ایک رابطہ مجاہد محمد اعظم خادم نے تباہ ۲ سرکاری فوجی قتل کر دیے۔

۱۸ دسمبر: لشکرگاہ شہر میں فوجی قافلے کو فدائی مجاہد نے بارود بھری گاڑی کے ذریعے شہیدی حملے کا نشانہ بنایا۔ اس مبارک حملے میں ۶ فوجی ٹینک اور متعدد رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ ۳۶ اہل کار ہلاک جب کہ درجنوں شدید زخمی ہوئے۔

۲۲ دسمبر: قندھار میوند ضلعی مرکز پر کیے جانے والے شہیدی حملے میں درجنوں اہل کار ہلاک ہوئے۔ اس مرکز کے اہل کار ہی عامتہ المسلمین پر چھاپوں اور گرفتاریوں اور اموال لوٹنے کے لیے معروف تھے۔

۲۷ دسمبر: ہلمند لشکرگاہ یونٹ ۵۰۵ پر فوجی مرکز پر شہیدی حملے میں ۶۰ سے زائد ہلاک اور سیکڑوں زخمی ہوئے۔

ترین کوٹ میں امریکی افواج اور طالبان کے مابین ڈیڑھ ماہ تک شدید جنگ جاری رہی۔ بالآخر امریکی افواج کو ناکام ہو کر ایک معاہدے کے ذریعے نکلنا پڑا۔ افغانستان میں

معاہدے کے ذریعے کسی مقام پر امریکی پسپائی کا یہ پہلا واقعہ ہے جس کی تصدیق افغان ذرائع ابلاغ بھی کر رہے ہیں۔ افغان طالبان کے جنوب مشرقی افغانستان کے لیے ترجمان قاری یوسف احمدی کے مطابق ترین کوٹ کے فوجی اڈے پر طالبان اور امریکی فوجوں میں ۱۱۴ جھڑپیں ہوئیں۔

امریکی وحشت و بربریت:

۵ نومبر: موصولہ اطلاعات کے مطابق ہفتے کو صوبہ قندوز ضلع چاردہہ میں امریکی بی 52 طیاروں نے قسما اور ازبک بازار نامی دیہات میں آبادی پر بم باری کی جس سے درجنوں مکانات تباہ ہوئے حملے میں خواتین بچوں سمیت ۱۳ شہری شہید ہوئے۔ مقامی افراد کے مطابق اس واقعے میں بڑے پیمانے پر تباہی ہوئی اور متعدد افراد بلے تلے دب گئے۔ حکومتی بیان کے مطابق تمام افراد کو جنگ جو قرار دیا گیا جب کہ حقیقتاً تمام افراد عام شہری تھے۔

۲۳ نومبر: موصولہ اطلاعات کے مطابق افغانستان کے وسطی صوبے میدان وردگ کے ضلع نرغ عمر خیل کلتے میں واقع مدرسے پر امریکی اور افغان فوج نے منگل اور بدھ کی درمیانی شب چھاپہ مارا اور فوجیوں نے مدرسے کی تلاشی لی۔ طالب علموں اور ایک استاد جو رات کے وقت وارڈن کی ڈیوٹی دے رہے تھے کو ایک جگہ اکٹھا کر کے ان کے ہاتھ پیچھے باندھے گئے اور دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے گولی مار دی گئی۔ شہید کیے جانے والے حفاظ قرآن کی عمریں ۱۰ سے ۱۵ سال تھیں۔ کارروائی کے فوابع فوجی فرار ہو گئے۔ بعد میں وزارت داخلہ نے واقعے سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ موسیٰ قلعہ کے علاقے میں بھی امریکی فوج نے ایک گھر کے ۱۰ افراد کو شہید کیا۔ اس واقعے کی بابت کرزئی کے دفتر سے بھی بیان جاری ہوا اور اسے وحشیانہ عمل قرار دیا گیا۔

۳۰ نومبر: افغانستان کے صوبہ ہلمند میں شہری آبادی پر امریکیوں نے بی 52 طیارے سے بم باری کی جس میں چھ مکانات تباہ ہوئے بچوں خواتین سمیت چھ افراد شہید ہوئے۔ وام کے علاقے میں فوجیوں نے ایک سویلین گاڑی کے ڈرائیور کو راستہ بدل کر دوسرے راستے سے جانے پر مجبور کیا جہاں بارودی سرنگ نصب تھی۔ ڈرائیور نے جیسے ہی دوسرے راستے پر گاڑی چلائی تو زوردار دھماکہ ہوا جس میں گاڑی تباہ ہو گئی اور گاڑی میں موجود ڈاکٹر اس کی بیوی دو بچے اور دو خواتین شہید ہوئیں۔

۲۳ دسمبر: پکتیکا صوبہ کے ضلع گیان میں پہلے بازار پر حملہ کیا اور پھر بعد میں ڈنگر ویشہ نامی گاؤں پر امریکی جنگی طیاروں نے بم باری کی جس کے نتیجے میں ۱۴ عام شہری شہید ہوئے۔

۲۹ دسمبر: افغانستان کے صوبہ ہلمند کے ضلع گریمسر میں دوشنبہ بازار میں امریکی و افغان فوجیوں نے ہیلی کاپٹروں کے ذریعے حملہ کر کے دس دکانیں جلا کر خاکستر کر دیں اور تین

چوکیداروں سمیت چار شہری گرفتار کر کے نامعلوم مقام پر منتقل دیے۔ واقعے میں پانچ شہری بھی شہید ہوئے۔

خوست کے ضلع مندوزئی کے علاقے ورزی میں ایک دینی مدرسے پر چھاپہ مار کر ۲۶ طلبہ کو گرفتار کیا گیا جب کہ چار طلبہ کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا۔ چھاپے میں نہ صرف دینی کتب کی بے حرمتی کی گئی بلکہ سیکورٹی اہل کار طلبہ کا سامان بھی لوٹ کر لے گئے۔ خوست میں مدارس پر چھاپوں کی یہ چوتھی بڑی کارروائی تھی۔ بظاہر چھاپوں کا محرک مدارس کو حقانی نیٹ ورک کا حصہ قرار دیا جانا ہے۔ چھاپوں گرفتاریوں اور طلبہ کی شہادتوں کے خلاف عوام نے مظاہرے بھی کیے۔

امریکی فوجیوں کی جانب سے افغانستان میں ڈھائے جانے والے مظالم سے متعلق ایک اہم پیش رفت آئی سی سی کی چیف پراسیکیوٹر گیمبیا کی معروف مسلم وکیل فتون سودا کی جانب سے سامنے آئی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ میرے پاس نہ صرف افغانستان میں امریکی و افغان فورسز بلکہ دنیا کے دیگر ممالک میں سی آئی اے کی جانب سے افغانوں کو عقوبت خانوں میں شدید قسم کے مظالم کا نشانہ بنائے جانے کے شواہد ہیں۔

عالمی قوانین کے ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر عالمی فوجداری عدالت نے امریکہ کو اجازت دے دی اس کے لیے امریکہ کو جنگی جرائم کا مرتکب ٹھہرانا قانونی امتحان بن جائے گا کیونکہ واشنگٹن اب تک عدالت کا دائرہ اختیار تسلیم کرتا ہے نہ کسی قسم کا تعاون کرتا ہے۔ فتون سودا نے گزشتہ برس بھی اپنی رپورٹ میں ۲۰۰۳ء اور ۲۰۰۴ء کے درمیان افغانستان میں ۶۱ افراد جب کہ پولینڈ، رومانیہ اور لتھوانیا کے عقوبت خانوں میں افغان قیدیوں پر ہونے والے تشدد کو بے نقاب کیا تھا اور امریکی شخصیات کے علاوہ امریکی تفتیشی نظام کو بھی اس کا ذمہ دار قرار دیا تھا۔ آئی سی سی کی جاری کردہ رپورٹ میں بھی امریکی سی آئی اے کے ۶۰ اور افغان حکومت اور خفیہ ایجنسی این ڈی ایس کے جنگی جرائم کے ۱۲۰ کیسز کے حوالے درج ہیں۔

اس وقت ایک اندازے کے مطابق افغانستان میں بے گھر افراد کی تعداد سات لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے جب کہ پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ہونے والے آپریشن کے سبب پاکستان سے ہجرت کر کے افغانستان آنے والے افراد اس کے علاوہ ہیں۔ خیموں میں مقیم افراد سخت سردی کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہیں۔ شمالی افغانستان میں درجہ حرارت منفی پانچ ڈگری سینٹی گریڈ تک گر گیا ہے۔ بچے اور معمر افراد تپ دق، کھانسی، خناق اور سینے کی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ قندوز میں امریکی بمباریوں کے سبب ڈاکٹر زود آؤٹ بارڈز نامی

بین الاقوامی تنظیم نے اپنے کلینک بند دیے ہیں جس کی وجہ سے علاج معالجے کے حوالے سے صورت حال مزید خراب ہو گئی ہے۔

افغانستان کے متعلق امریکی پالیسی میں بلیک وائر کا عمل دخل :

اطلاعات کے مطابق بلیک وائر کا سربراہ ایرک پرنس ہی ٹرمپ کو افغان جنگ منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے پالیسی میں تبدیلیوں پر اکسارہا ہے۔ وہ ہاری جنگ جس میں امریکہ تقریباً ایک ٹریلین ڈالر پھونک چکا ہے اس کو جاری رکھنے بلکہ اس میں مزید شدت پیدا کرنے کے لیے افغان معدنیات لوٹنے کا منصوبہ اسی کا پیش کردہ ہے۔ ایک اندازے کے مطابق صوبہ ہلمند میں پانی جانے والی معدنیات جن میں لیتھیم، فاسفورس اور یورینیم سر فہرست ہیں، کی مالیت بھی تقریباً ایک ٹریلین ڈالر ہے۔ بلیک وائر سمیت پرائیویٹ سیکورٹی کنٹریکٹرز جن کی روٹی انہی جنگوں سے بندھی ہے وہ کب یہ چاہیں گے کہ یہ جنگ منطقی انجام کو پہنچے۔ اسی طرح پاکستانی جرنیلوں کی ذہنیت بھی ان سیکورٹی کنٹریکٹرز سے ملتی جلتی ہے جن کا پیٹ، جنگوں کے پھیلاؤ سے ہی بھرتا ہے۔

امارت اسلامیہ کے فلاحی سرگرمیاں :

۲۸ نومبر افغان صوبے ہرات کے ناظم تعلیمات احمد رزاق احمدی نے انکشاف کیا ہے کہ ان کے صوبے کے ۱۲۰۰ سکول، امارت اسلامیہ کی زیر نگرانی چل رہے ہیں اور صوبائی وزارت تعلیم ان کی کارکردگی سے مطمئن بھی ہیں۔ اس وقت ہرات کے بڑے حصے پر مجاہدین کی گرفت مضبوط ہے۔ سولہ میں سے نو اضلاع میں امارت اسلامیہ نے بلدیہ پولیس، سکول اور مدارس بورڈ تشکیل دے رکھے ہیں۔ امارت اسلامیہ کے حوالے کیے جانے والے سکولوں میں لڑکیوں کے سکول بھی شامل ہیں۔ طالبان سکولوں کی حفاظت کی خدمات مفت فراہم کرتے ہیں جب کہ وہ سکول جو حکومت کے زیر انتظام ہیں وہاں سکولوں کی سیکورٹی پر کثیر رقم خرچ کی جاتی ہے۔ امارت اسلامیہ کے زیر انتظام سکولوں میں خواتین گارڈز ہیں۔ کابل حکومت کے زیر انتظام سکولوں میں بچیوں کے ساتھ بدتہذیبی کی شکایات عام ہے جس کے باعث لوگ اپنی بچیاں سکول بھیجنے سے کتراتے ہیں جب کہ اس کے برعکس امارت اسلامیہ کے زیر انتظام سکولوں میں کسی قسم کی بدتہذیبی کی شکایت نہیں۔ معاملات بھی حفاظت کے عمدہ اور باوقار انتظام کے سبب مطمئن نظر آتی ہیں۔ ناظم تعلیمات کے بیان کے مطابق تعاون کا یہ سلسلہ کئی برس سے جاری ہے لیکن جب سے میڈیا میں یہ خبریں نشر ہوئی ہیں نام نہاد روشن خیال سول سوسائٹی، طالبان کے خلاف متحرک نظر آرہی ہیں۔ ایسی ہی ایک نام نہاد سماجی شخصیت جاوید امید نے افغان

صدر اور ہرات کے گورنر سے اس بابت رابطہ کیا ہے اور امارت اسلامیہ سے سکولوں کے کنٹرول واپس لینے کا مطالبہ کیا ہے۔

دعوت و ارشاد، تعلیم، زراعت اور عدالتی کمیشن کے بعد امارت اسلامیہ کی جانب سے صحت کمیشن کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے ابتدائی طور پر یہ کمیشن ڈاکٹروں کے ساتھ مل کر بات چیت کے ذریعے عوام کے مسائل اور معاملات کو حل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ عوام سے بھی درخواست کی گئی ہے کہ ڈاکٹروں کی فیس، جعلی اور زائد المیعا ادویات اور مریضوں کے ساتھ نا انصافی جیسے مسائل کے حل کے لیے صحت کے کمیشن سے رجوع کیا جائے۔ میڈیکل سٹورز کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ پرنٹ شدہ ایکسپائری ڈیٹ والی ملٹی نیشنل اور اچھی ساکھ رکھنے والی کمپنیوں کی معیاری دوائیں ہی رکھیں۔

امارت اسلامیہ نے ہرات کی مقامی آبادی میں افیون کی جگہ زعفران کی کاشت کی بھی حوصلہ افزائی کی ہے۔ افغانستان کا نوے فی صد زعفران ہرات ہی سے حاصل ہو رہا ہے۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ ٹرمپ کی حالیہ جارحانہ پالیسی سامنے آنے سے قبل امارت اسلامیہ نے متبادل سیاسی نظام کے لیے لائحہ عمل کی تیاری بھی شروع کر رکھی تھی۔ اس مقصد کے لیے سیاسی کمیشن کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ یہ کمیشن ان افراد پر مشتمل ہے جو امارت اسلامیہ کا حصہ ہیں یا ان کے نظریات کے حامی ہیں لیکن یہ افراد باقاعدہ جنگ جو نہیں ہیں بلکہ معاشرے کے دیگر طبقات سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ ان میں انجینئرز، اساتذہ، علمائے کرام اور دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد شامل ہیں۔ لیکن چونکہ ٹرمپ نے جنگ میں شدت کو اپنے عروج پر پہنچایا ہے لہذا طالبان نے بھی سیاسی کمیشن کے حوالے سے کام کو فی الوقت پس انداز کرتے ہوئے ٹرمپ پالیسی کا جواب اسی زبان میں دینے کا فیصلہ کیا ہے جس کی مستحق امریکی قابض افواج ہیں۔ عموماً سمبر تادمی طالبان کے حملوں میں کمی آجاتی ہے لیکن اس سال سردیوں میں بھی جنگ جاری رکھنے اور امریکیوں کو منہ توڑ جواب دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

دنیا بھر میں برسر پیکار دوسری جہادی تحریکوں کے لیے بھی یہ بات نہایت اہم ہے کہ ان تحریکوں کا مقصد مسلم ممالک پر قابض عالمی استعماری طاقتوں کی غلام حکومتوں کا صرف تختہ الٹنا اور قبضہ کرنا اصل اہداف نہیں بلکہ اس ابتدائی ہدف کے حصول کے بعد متبادل اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے مربوط لائحہ عمل اور اس کام کے لیے موضوع افرا دی قوت کا استعمال اور اس بابت عوامی تعاون کا حصول اور ذہن سازی ایک مسلسل عمل ہے جس کے لیے پہلے سے ہی تیاری کرنی ہوگی۔ جیسا کہ افغانستان میں برسر پیکار مجاہدین اس طویل جنگ کے ساتھ ساتھ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے تعلیم، صحت، انصاف اور روزمرہ

زندگی کے بنیادی مسائل کے حل کے لیے بھی کوشاں نظر آتے ہیں۔ اس عمل نے جہاں امارت اسلامیہ کو مضبوط متبادل اسلامی فلاحی نظام نافذ کرنے کے قابل بنایا ہے وہیں عوام اور مجاہدین کے مابین تعلق کو بھی مضبوط کیا ہے۔ اس کی بہترین مثال بادغیس کا علاقہ ہے جہاں عامۃ المسلمین پر تابڑ توڑ امریکی فضائی حملوں کے باوجود قادس میں ۴۰ گاؤں ۴ ہزار گھرانوں نے امارت سے بیعت کا اعلان کیا۔ مرکزی غور میں بھی ۸ ہزار گھروں پر مشتمل ۵۰ گاؤں کے مسلمان ۱۱۵۰ ہلکے و بھاری ہتھیاروں سمیت امارت اسلامیہ کی بیعت میں آگئے۔

نااہل افغان حکومت کے کرپشن سکینڈل:

اطلاعات کے مطابق افغانستان کے محکمہ پاور و انرجی میں تین ارب ڈالر کے سکینڈل سامنے آئے ہیں۔ افغانستان کو ۲۰۰۲ء سے ۲۰۱۷ء تک بجلی کے منصوبوں کے لیے امریکہ، یورپی یونین اور عرب ممالک سمیت دیگر ممالک نے چار ارب ڈالر کی رقم فراہم کی ہے جب کہ افغان محکمہ برقیات کے پاس اس وقت صرف ۱۸۳ ملین ڈالر کا حساب ہے باقی تین ارب ڈالر سے زائد رقم کہاں خرچ ہوئی کچھ معلوم نہیں۔ کہا جا رہا ہے کہ اس خرد برد میں محکمہ برقیات کے افسران کے علاوہ افغان سیکورٹی کے اعلیٰ کمانڈر بھی شامل ہیں۔ سکینڈل سامنے آنے کے بعد کرنزی دور کے وزراء کے خلاف بھی تحقیقات شروع کی گئی ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق افغانستان کی ستر فیصد آبادی بجلی سے محروم ہے۔ جب کہ بجلی کی پیداوار بڑھانے کے منصوبوں کے لیے اربوں ڈالر غیر ملکی امداد وصول کر چکی ہے۔ اس سے قبل ڈیموں کی تعمیر میں بھی کرپشن کے کیسز سامنے آچکے ہیں۔ بہت سے حکومت نواز گروپوں نے ڈیم بنانے کے ٹھیکے لیے اور ڈیموں کی تعمیر کے ابتدائی مراحل ہی میں ڈیموں کو بموں سے اڑا دیا گیا اور الزام طالبان پر لگایا گیا۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ امارت اسلامیہ نے تو عوام کی سہولت کے پیش نظر بہت سے ڈیموں کی تعمیر میں مدد دی ہے اور اس کے لیے سیکورٹی بھی فراہم کی ہے۔

کرپشن سکینڈل میں جہاں حکومت کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے وہیں افغان صدر کی حکومت پر گرفت بھی کمزور پڑتی دکھائی دے رہی ہے۔ قندھار کے آئی جی پولیس جنرل رازق نے بھی احکامات ماننے سے انکار کر دیا ہے جب کہ حکومت جنرل رازق کو ہٹانے کی تیاری کر رہی ہے الیکشن سے قبل گورنر بلخ عطا محمد نور، جنرل دوستم، استاد محقق اور پنج شیریں کمانڈروں نے بھی حکومتی اقدامات ماننے سے انکار کیا ہے۔

مذاکرات کے جال:

دوسری جانب حزب اسلامی کے امیر گلبدین حکمت یار نے بھی اپنے ایک بیان میں دعویٰ کیا ہے کہ انہیں امریکی سفیر نے یقین دہانی کروائی تھی کہ امریکہ افغانستان اب زیادہ دیر نہیں رکھنا چاہتا اسی بنیاد پر انہوں نے مذاکرات کا راستہ اختیار کیا۔ انہوں نے افغان طالبان سے بھی درخواست کی ہے کہ وہ کابل حکومت سے براہ راست مذاکرات کریں۔ جیو کے پروگرام جرگہ میں صحافی سلیم صافی سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ افغان جنگ میں سب سے زیادہ منفی کردار ایران کا رہا ہے۔

امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے خلاف داعش کا استعمال :

بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ نئی ٹرمپ پالیسی میں جہاں جنگ کو وحشیانہ انداز میں بڑھاتے ہوئے مدارس اور طالبان سے محبت کرنے والے عام عوام کو چھاپوں اور گرفتاریوں سے ڈرانے کی کوشش کی جا رہی ہے وہیں بہت سے علاقوں میں امارت اسلامیہ کے خلاف داعش کو رسائی دی جا رہی ہے۔ انٹرنیٹ پر وائرل ہونے والی تصویروں میں واضح دیکھا جاسکتا ہے کہ بڑے افغان فوجی قافلوں میں داعش کے جنگجو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو رہے ہیں۔

حال ہی میں داعشی کمانڈر میر باز خان دعوت وارشاد کمیشن اور مقامی علمائے کرام کی محنت کے نتیجے میں ۳۰ جنگجوؤں کے ہمراہ امارت اسلامیہ سے آئے، انہوں نے امارت اسلامیہ کے زعمیم عالی قدر امیر المؤمنین شیخ ھبہ اللہ نصرہ اللہ سے علی الاعلان بیعت کا اعلان کیا اور ملک سے امریکی غاصبوں کے خلاف جاری جہاد میں ہر قسم کی قربانی کا وعدہ کیا۔ ان بھائیوں نے داعش گروہ سے اس کے بعد لاتعلقی کا اعلان کیا، جب انہیں معلوم ہوا کہ افغان عوام اور مجاہدین کے خلاف کفار و مرتدین کے خفیہ عناصر انہیں منصوبے دیتے ہیں اور علاقے میں نفاق اور وحشت کو پھیلاتے ہیں۔ ضلع چپرہ درہ میں بھی کمانڈر نجم الدین اپنے کئی مسلح جنگجوؤں کے ساتھ داعش سے علیحدہ ہوئے، جس سے علاقے میں یہ شریک گروہ محاصرے کی حالت میں ہے۔

بھارتی اثر و نفوذ:

ہندوستانی اخبار ”دی ہندو“ کی خبر کے مطابق ہندوستان، افغان فضائی فورس کے لیے MI-35 لڑاکا ہیلی کاپٹر خریدے گا۔ ہندوستان نے اس سے پہلے افغانستان کو چار MI-25 جنگی ہیلی کاپٹر دیے تھے، جس سے افغان فضائی فورس طالبان کو نشانہ بن رہی ہیں۔ پاکستان کے خلاف مزید فوجی کردار حاصل کرنے کی غرض سے بھارتی خفیہ ایجنسی راکی جانب سے افغان انٹیلی جنس ایجنسی این ڈی ایس کی خواتین افسروں کے لیے تربیتی پروگرام بھی

شروع کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے افغان وزارت دفاع نے بھی تصدیق کی ہے کہ بھارت انٹیلی جنس کے شعبے سے وابستہ ۳۵ خواتین کی تربیت کر رہا ہے۔

تجارتی معاملات میں بھی بھارت افغانستان کے ساتھ ہر قیمت پر تعلقات کو فروغ دینے کی ہر ممکن کوشش کرتا دکھائی دے رہا ہے۔ افغانستان کے دارالحکومت کابل سے بھارتی شہر ممبئی کے لیے مال برداری کی فضائی سروس بھی شروع کی گئی ہے۔ ایران کی بندرگاہ چاہ بہار سے بھی سامان کی ترسیل کا کام شروع کیا ہے۔

پاکستان نے امارت اسلامیہ افغانستان کے خلاف امریکی صفوں میں شمولیت اختیار کی تو اس کو سب سے بڑی امید یہ دلائی گئی تھی کہ امارت اسلامیہ کے خاتمہ کے بعد افغانستان میں بھارت نواز حکومت کبھی بھی نہیں بنے گی۔ لیکن یہود و نصاریٰ پر اعتبار کرنے اور اہل ایمان سے خیانت کرنے والوں کا انجام یہی ہوتا ہے کہ پہلے کر زنی اور اب اشرف غنی کی صورت میں افغانستان میں بھارتی پروردہ طبقات کو افغانستان میں حکومت دی گئی، جن کے باعث اب افغانستان سرکاری سطح پر بھارتی کی تجارتی منڈی کا روپ دھار رہا ہے اور افغان سیکورٹی فورسز کی تشکیل، تنظیم اور تربیت وغیرہ میں بھی بھارت ہی بنیادی کردار ادا کر رہا ہے۔ رہے پاکستان کے جرنیل اور خفیہ ایجنسیاں، تو وہ کفار کی چاکری کا بدلہ یہاں بھی پارہی ہیں اور آخرت میں تو ان کے لیے ہی سراسر خسارہ!

☆☆☆☆☆

”اے امت کے مظلوم مسلمانو! ظالموں کے خلاف بغاوت کے لیے اٹھو، امریکہ کے حواریوں کے خلاف اٹھو، طواغیت کا تختہ الٹنے اور اللہ رب العزت کی شریعت کے نفاذ کے لیے مسلح جدوجہد کے لیے نکل آؤ کہ یہ طواغیت، امن کی زبان نہیں سمجھتے اور نہ یہ ان کے خلاف کسی قسم کا اثر رکھتی ہے۔ ان کے خلاف کوئی بھی چیز اسلحے سے زیادہ اثر نہیں رکھتی اور کوئی بھی چیز انہیں دہشت زدہ نہیں کرتی سوائے جہاد فی سبیل اللہ کے۔ اور لوہے کو تو لوہے ہی کے ذریعے سے کاٹا جاتا ہے!

جس بیداری کی طرف ہم امت کو دعوت دے رہے ہیں اس میں کامیابی کے اسباب کا وجود ہونا لازمی ہے۔ اس سب سے پہلے قلوب و اذہان میں انقلاب کا برپا ہونا نہایت ضروری ہے تاکہ مسلم عوام بعد کے مرحلے کے لیے تیار ہو سکیں اور ان کو پتہ لگ سکے کہ کب انہیں انقلاب برپا کرنا ہے۔ اور جب وہ انقلاب برپا کر دیں تو پھر ان کو اس کے حتمی مقصد کا بھی علم ہونا نہایت ضروری ہے۔“

شیخ حمزہ بن اسامہ بن لادن حفظہ اللہ

لیکن مذکورہ آیت کے مصداق مد مقابل دشمن کو بھی ذلت آمیز شکست کا سامنا ہے۔ امریکہ یہ جنگ دو مہینے میں جیتنے کے کارادہ کیے ہوئے تھا۔ اب ۷ سال ہو رہے ہیں، کچھ بھی ہاتھ نہیں آیا۔ صورت حال یہ ہے کہ دنیا کی واحد سپر پاور کے پاس پروپیگنڈے کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔ امریکہ کے کچھ حامی تو اب باؤلے کتے کی طرح اپنے اپنے پر ائے سب کو کاٹ رہے ہیں۔

دنیا کی سطح پر امریکہ کی ذلت اور رسوا کن حالت سب کے سامنے ہے۔ وہ وقت قریب ہے کہ روس و برطانیہ کی طرح اس کی شکست اور زوال کی داستان ہماری نسل پڑھا کریں گی۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مدد کی واضح نشانی ہے کہ ہر طرح کی عسکری قوت کے بغیر امریکہ کے خلاف مزاحمت جاری رہی۔ افغان مسلمانوں کے عقیدے، عزم اور موقف میں کوئی تغیر اور تزلزل نہیں آیا۔ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت پر اعتماد مزید بڑھتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ

إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ (محمد: ۷)

”اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تمہاری مدد فرمائیں گے۔“

أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ

”دیکھو خدا کی مدد (عن) قریب (آیا چاہتی) ہے۔“

وَلِيُبَيِّنَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَمَيَّزَ الْكَافِرِينَ (آل عمران: ۱۶۱)

”اور یہ بھی مقصود تھا اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو خالص (مومن) بنادے اور

کافروں کو نابود کر دے“

اللہ تعالیٰ کا وعدہ کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ ضرور ان لوگوں کی مدد کرے گا، جو اس کے دین اور اپنے جائز حق کے دفاع کے لیے طاغوت کے خلاف برسر پیکار ہیں۔ اور ان لوگوں کو ضرور رسوا کرے گا، جو ظلم، تجاوز اور جبر کرتے اور افغانستان جیسے آزاد مسلمان مظلوم ملک پر ناجائز قبضہ جمائے رکھنا چاہتے ہیں یا اس میں ظالموں کے مددگار بنتے ہیں۔

☆☆☆☆

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (الروم: ۴۷)

”اور ہم پر مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے۔“

مجاہدین کو یقین ہے کہ ۲۰۱۸ء افغان عوام کی عظیم فتح اور حملہ آور دشمن کی ذلت اور شکست کا سال ہے۔

بہت سی امیدیں ہیں کہ نصرت الہی کے بہت سے اسباب مہیا ہیں۔

أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ

”دیکھو خدا کی مدد (عن) قریب (آیا چاہتی) ہے۔“

اگر جائزہ لیا جائے کہ عالمی سطح پر سب سے زیادہ مظلوم ترین قوم افغان ہے، جو اکیسویں صدی کے آغاز سے جارحیت پسند دشمن اور عالمی استعمار کے ظلم و سربریت کا شکار ہوئی، تو بے جا نہ ہوگا۔ دوسری جانب امریکہ کی قیادت میں نیٹو سمیت دنیا کے چالیس سے زائد طاقت ور ممالک نے مظلوم اور جنگ زدہ ملک پر حملہ کیا تھا۔ ۷ سال مسلسل زمین اور فضا سے آگ برسائی جاتی رہی ہے۔ کسی قسم کی دہشت گردی سے دریغ نہیں کیا گیا۔ پوری دنیا نے امریکہ کی حمایت کی ہے۔ تمام فوجی، سیاسی، مالیاتی اور میڈیا کی طاقت کے ساتھ افغانستان پر چڑھائی کی گئی۔ ہر کوئی سمجھتا تھا کہ افغانستان اب دنیا کے نقشے پر دوسرا اندلس اور غرناطہ ہوگا، جس کے اسلامی تشخص اور شناخت کی داستانیں آئندہ نسلیں صرف تاریخ کے اوراق میں پڑھیں گی۔

معروضی طور پر ایسا ہی ممکن تھا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کچھ اور ہوتے ہیں۔ افغان مجاہد عوام دنیا کے ہر قسم کے وسائل سے محروم اور صرف اللہ تعالیٰ کی مدد اور ایمانی قوت سے مالا مال اپنا سر، دولت، عزت، دین اور وطن کی حفاظت کی خاطر نہتے ہاتھ دنیا کی واحد سپر پاور کے مقابلے میں میدان عمل میں کود پڑے۔ اگرچہ بہت سی مشکلات سامنے آئیں۔ قربانیاں دی گئیں۔

إِنْ يَنْسَخْكُمْ قَوْمٌ فَكُنْ مَسَّ الْقَوْمِ قَوْمٌ مِثْلُهُ وَتِلْكَ الْآيَاتُ نَدَائُهَا بَيْنَ

النَّاسِ (آل عمران: ۱۴۰)

”اگر تمہیں زخم (شکست) لگا ہے تو ان لوگوں کو بھی ایسا زخم لگ چکا ہے اور

یہ دن ہیں کہ ہم ان کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں۔“

دولت وزیری نے داعش کو بری الذمہ کیوں قرار دیا؟

مصدر: امارت اسلامیہ افغانستان کی اردو ویب سائٹ 'الامارہ اردو'

کابل میں دوبار سلامتی کونسل کے اداروں، میڈیا دفاتر اور کچھ دیگر اہم مقامات پر ڈرامائی انداز میں مصنوعی حملے ہوئے اور میڈیا نے ان واقعات کی آڑ میں موقع سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے داعش کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کی خصوصی مہم چلا دی۔ بڑے پیمانے پر پروپیگنڈہ کیا گیا، تاکہ دنیا پر یہ واضح کیا جاسکے کہ داعش افغانستان میں ایک طاقت ور اور توانا تنظیم بن چکی ہے۔

حملہ آور کو شش کر رہے ہیں کہ کٹھ پتلی حکام کو داعش کے جعلی منصوبے کی ترویج اور اس کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اسی وجہ سے حکومتی ترجمان دولت وزیری نے بڑی بے شرمی سے ان تمام حملوں کی ذمہ داری مجاہدین پر عائد کر دی، جن کی ذمہ داری داعش نے قبول کرتے ہوئے ان حملوں کی تصاویر بھی شائع کی تھیں۔

جھوٹے دولت وزیری نے بھرپور طریقے سے داعش کا دفاع کیا، جس کا مطلب یہ ہوا کہ قابض قوتوں کی سرپرستی میں سلامتی کونسل کے خفیہ داعشی ملیشیا کا ان دھماکوں سے کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ داعش کے قاتل اور سلامتی کونسل کے کمیونسٹ اچھے لوگ ہیں۔ کٹھ پتلی حکام امریکی جارحیت پسندوں کے لیے ہر قسم کی توہین برداشت کر جاتے ہیں۔ کیوں کہ ان کے ڈالروں کا ریموٹ امریکا کے ہاتھ میں ہے۔ اسی لیے کابل حکمران قابض قوتوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے کمر بستہ ہیں، دوسری طرف چاہے افغانستان کا ستیاناس ہو کر رہ جائے۔ اشرف غنی میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ امریکا کی ناراضی مول لے سکے۔

حقیقت یہ ہے کہ حملہ آوروں کی تمام چالیں ناکام ثابت ہوئی ہیں۔ اس لیے وہ اب اس کوشش میں ہیں کہ داعش کا منصوبہ زیر استعمال لا کر مجاہدین کو کمزور کیا جاسکے۔ جب کہ اللہ کے فضل سے حملہ آوروں اور کٹھ پتلی حکمرانوں کا یہ منصوبہ بھی ناکامی سے دوچار ہے۔ اگر کی ملیشیا، حکومتی حامی ملیشیا، سنگوری ملیشیا اور دیگر منصوبوں کے علاوہ ڈیڑھ لاکھ غیر ملکی افواج مجاہدین کی کامیاب مزاحمت کے سامنے بے بس اور ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوئی ہیں۔ اس لیے امریکا کی سرپرستی میں دولت وزیری کے پروپیگنڈے کے بل بوتے پر داعش کا منصوبہ بھی اللہ کے فضل اور عوام کی حمایت سے بہت جلد رسوا کُن شکست سے دوچار ہو کر منطقی انجام کو پہنچ جائے گا۔ ان شاء اللہ

☆☆☆☆☆

کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ امریکی جارحیت پسندوں کے ریموٹ پر چلتی ہے۔ وہ اب ایک اور کام مجبور کی گئی ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کر پائی تو اس کی تنخواہیں بند اور اسے امریکی غلامی کے اعزاز سے نکال دیا جائے گا۔ تب نہ تنخواہ ملے گی اور نہ ہی کابل کی مضبوط ٹھکانوں میں وہ محفوظ رہ سکے گی۔

قابض امریکی حکام بھرپور کوشش کر رہے ہیں کہ وہ افغانستان میں داعش کا منصوبہ کامیاب بنائیں اور حکومتی حامی ملیشیا کے ساتھ داعش کے مسلح جنگجوؤں کو بھی افغان عوام کے خلاف استعمال کیا جائے۔ اس کے لیے دن رات ایک کر کے اس منصوبے پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس منصوبے پر عمل درآمد کے لیے نامعلوم طیاروں میں چہروں پر نقاب پہنے مسلح افراد کو لایا جاتا ہے۔ اور ان کے لیے ہتھیاروں اور دیگر ضروری چیزوں کی فراہمی یقینی بنائی جاتی ہے۔ افغان عوام مختلف علاقوں میں مشکوک طیاروں کی پروازیں دیکھ رہے ہیں۔

داعش کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کے لیے میڈیا کا سہارا لیا جا رہا ہے۔ امریکا تمام منصوبوں میں ناکام نظر آ رہا ہے۔ امریکی حکام کے منفی ہتھکنڈوں، مخصوص عزائم اور سازشوں سے مجاہدین کی مزاحمت پر کوئی منفی اثرات نہیں پڑنے والا۔ وحشیانہ اور سفاکانہ فضائی حملوں سے مجاہدین کے حوصلے پست نہیں کیے جاسکتے۔ اسی طرح دشمن کا یہ منصوبہ بھی بُری طرح ناکامی سے دوچار ہوا ہے۔ عملی طور کوئی پیش رفت نہیں ہو سکی ہے۔ اس لیے میڈیا کا سہارا لے کر جھوٹے پروپیگنڈے کے ذریعے داعش کی مصنوعی موجودگی ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

چوں کہ میڈیا نے اپنا اعتماد دکھو دیا ہے۔ اس کی ساکھ بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ عوام میڈیا کو حملہ آوروں کا لاوڈ اسپیکر سمجھتے ہیں۔ داعش کی موجودگی کو ثابت کرنے پر میڈیا پروپیگنڈے پر عوام یقین کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ زر خرید میڈیا داعش کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کی مہم چلانے پر اتنا ہی مجبور ہے، جتنا کابل حکام کو افغانستان میں داعش کی موجودگی ثابت کرنے کے لیے مجبور کیا گیا ہے۔

حال ہی میں قومی سلامتی کی خفیہ ملیشیا 'داعش' کے مسلح اہل کاروں نے قابض امریکی فوجیوں کی ہدایت پر کابل میں مساجد اور منگہار میں جنازوں پر حملے کیے تھے۔ اس کے بعد

اور کبھی ایمر جنسی حالات میں پلاننگ کا فقدان، لیڈر شپ کے آپسی اختلافات اور کبھی اطاعت کو پس پشت ڈالنے کی وجہ سے کسی محاذ جنگ پر وقتی شکست...

یہ سب چیزیں جنگ کا حصہ ہوتی ہیں... اس لیے مرعوبانہ ذہنیت سے نکلنے کی ضرورت ہے... ویسے بھی یہ امت، ریاستوں، ملکوں، فرقوں، عقیدوں میں بٹی ہوئی ہے... غلطیوں، کوتاہیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف اس بات پہ فوکس کیا جائے کہ کیا ”سپر پاور امریکہ“ اپنے ”ایک سالہ مشن“ میں کامیاب رہا یا نائن الیون کے ماسٹر مائنڈز کامیاب رہے جن کا مقصد یہ تھا کہ امریکہ کو امریکہ سے دور اپنی مرضی کے میدانوں میں لمبے عرصے کے لیے گھسیٹ لایا جائے

اور

پھر بقول امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ:

”یہاں امریکہ آئے گا تو اپنی مرضی سے، لیکن جائے گا ہماری مرضی سے“

☆☆☆☆☆

”میری رائے میں؛ واللہ اعلم آج تارک قتال فی سبیل اللہ اور تارک نماز و روزہ میں کوئی فرق نہیں۔

میری رائے میں دعوت دین؛ تصنیف و تالیف یا دینی تربیت میں مشغولیت کو نہ تو ترک جہاد کا بہانہ بنایا جاسکتا ہے؛ نہ ہی اللہ کی پکڑ سے بچانے کا ذریعہ۔

میری رائے میں آج زمین پر بسنے والے ہر مسلمان کی گردن میں ترک قتال فی سبیل اللہ کا طوق ہے؛

ہر مسلمان کے کندھے پر بندوق چھوڑنے کے طوق کے گناہ کا بوجھ ہے۔

بلاشبہ جو مسلمان بھی اس حال میں جان دے رہا ہے کہ اس کے ہاتھ بندوق سے؛

بغیر کسی شرعی عذر کے خالی ہیں تو وہ ایسے حالات میں قتال کو ترک کر بیٹھا ہے جب

معذروں کے سوا دنیا کے ہر مسلمان پر قتال فرض عین ہو چکا ہے اور فرض اسی حکم کو کہا

جاتا ہے جسے پورا کرنے پر ثواب اور ترک کرنے پر گناہ یا حساب کا سامنا کرنا پڑے“

(امام الجہاد ڈاکٹر عبد اللہ عزام شہید رحمہ اللہ کی وصیت سے اقتباس)

نائن الیون کے بعد امریکی صدر بش جو نیوز نے دنیا سے خطاب کرتے ہوئے اپنی پہلی تقریر میں افغانستان پہ حملے کا اعلان کرتے ہوئے ’ایک سال‘ میں مشن کو مکمل کرنے کا ٹارگٹ سیٹ کیا تھا۔

جو اب امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ

”یہاں امریکہ آئے گا تو اپنی مرضی سے، لیکن جائے گا ہماری مرضی سے“

(یاد رہے تب ملا محمد عمر کے اسی بیان پہ امریکی سٹاک مارکیٹ کریش کر گئی تھی)

القاعدہ امور کے عسکری ماہرین اس بات پہ متفق ہیں کہ نائن الیون حملوں کے ماسٹر مائنڈز نے اپنا سب سے اہم ٹارگٹ یہ حاصل کیا کہ وہ امریکہ کو امریکہ سے بہت دور افغانستان کے سنگلاخ پہاڑوں میں اپنی مرضی کے میدان جنگ میں گھسیٹ لائے، اور ان کی اپنی مرضی کی مدت میں ہی ان کے دشمن کی واپسی ممکن ہو گئی... یہ القاعدہ کی بہت بڑی کامیابی ہے...

ہمارے عسکریت سے بے بہرہ لوگ یہ سوچ پھیلا نا شروع کر دیتے ہیں کہ نائن الیون حملوں کا نقصان مسلمانوں کو ہوا، مغرب میں موجود مسلمان پہ عرصہ دراز تک ہو گیا، دنیا بھر کے مسلم ممالک کی حکومتیں مشکل میں آگئیں، افغانستان میں موجود طالبان حکومت ختم ہو گئی، مسلمانوں کا قتل عام ہوا..... وغیرہ وغیرہ

یہ سوچ مرعوب ذہنیت کی ہو سکتی ہے جو بد قسمتی سے امت میں کثیر تعداد کی ہے (اسی سوچ کی وجہ سے ہم مسلمان نائن الیون سے بھی پہلے سے ذلت و پستی کا شکار ہیں) لیکن عقیدہ توحید اور عقیدہ جہاد و قتال کی سمجھ رکھنے والوں کی سوچ اس سے مختلف ہے...

وہ جانتے ہیں کہ ’جنگ‘ میں قتل و قتال لازم ہے... قرآن کی وہ آیت پیش نظر رہنی چاہیے جس میں اسی جانب اشارہ ہے

يَقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْا وَيُقْتَلُوْا

اور ایک اور اعتراض کا جواب ذہن میں رہے کہ جنگوں کے دوران میں غلطیوں کے امکانات عام حالات کی نسبت زیادہ ہوا کرتے ہیں۔ کبھی آپسی خانہ جنگی شروع ہو جاتی ہے

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ ماہ اکتوبر ۲۰۱۷ء میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے۔ یہ تمام اعداد و شمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں۔ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ <http://www.urdu-alemarah.com> پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔ مجاہدین نے 8 موٹر سائیکل، ایک ہیوی مشن گن اور 2 ایم 16 ہندو قوں سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

14 اکتوبر:

☆ صوبہ تخار کے ضلع چاہ آب کے نو آباد کے علاقے میں چوکی پر مجاہدین نے حملہ کر کے اس پر قبضہ جمایا اور وہاں تعینات ایک جنگ جو ہلاک جب کہ دوسرا زخمی اور مجاہدین نے 3 موٹر سائیکل اور کافی مقدار میں مختلف النوع اسلحہ اور فوجی ساز و سامان غنیمت کر لی۔

☆ صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر میں غرک کے علاقے میں کمانڈوز نے مجاہدین کے خلاف کارروائی کا آغاز کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 4 کمانڈوز ہلاک جب کہ 6 زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

15 اکتوبر:

☆ صوبہ بادغیس کے جوند اور قادس اضلاع میں 27 علاقوں کے باشندوں نے دعوت و ارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے امارت اسلامیہ کے ساتھ بیعت کا اعلان کیا۔ ان علاقوں میں ملا جمعہ گل اور ملا میر گل کے سربراہی میں 200 مسلح افراد نے امارت اسلامیہ کے نائب گورنر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الکریم صاحب کے ہاتھ سے بیعت کا اعلان کیا۔ بیعت کرنے والوں نے ایک اینٹی ایئر گرافٹ گن، 10 بم آفگن، 2 مارٹر ٹوپ، 27 ہیوی مشن گن، 6 راکٹ لانچر اور 170 کلاشنکوف بھی مجاہدین کے حوالے کر دیے۔

☆ صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر کے قریب ارزو کے مقام پر واقع چوکی پر مجاہدین نے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات کمانڈر حبیب اللہ سمیت 4 اہل کار ہلاک ہوئے اور مجاہدین نے ایک ہیوی ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، تین کلاشنکوف، سولرو وغیرہ فوجی ساز و سامان غنیمت کر لی۔

☆ صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں جنگ جوؤں پر گھات لگا کر کیے گئے حملے میں کمانڈر عباس سمیت 3 شہرپند ہلاک جب کہ ایک زخمی اور ان کی ریخبر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

☆ صوبہ ہلند کے ضلع گرٹشک کے پارچاؤں کے علاقے میں امریکیوں کے طیاروں ہمراہ کھ پتل فوجیوں نے مجاہدین پر 3 دفعہ حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، اور لڑائی چھڑ گئی، جس سے کمانڈر (شمشاد) سمیت 12 اہل کار ہلاک، 2 ٹینک تباہ جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔

کیم اکتوبر:

☆ صوبہ قندوز کے ضلع امام صاحب میں جوئے نیگم اور قرغز کے علاقوں میں مجاہدین نے آپریشن کے لیے آنے والے سیکورٹی اہل کاروں پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 3 اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ تخار کے ضلع خواجه غار میں جنگ جوؤں کی چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے 3 چوکیاں فتح ہوئیں اور وہاں تعینات شہرپندوں میں سے 6 ہلاک جب کہ 3 زخمی اور مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، دو کلاشنکوفیں اور مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لی۔

☆ صوبہ بدخشان کے ضلع یفتل پان میں مرغزار میر کے علاقے میں مجاہدین اور کھ پتلی فوجوں کے درمیان چھڑنے والی لڑائی میں کمانڈر رحب سمیت متعدد ہلاک و زخمی اور دیگر فرار ہوئے اور ساتھ ہی صدر مقام فیض آباد شہر کے حلقہ نمبر 8 اور ضلع کوہستان میں مجاہدین نے دشمن کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں 3 جنگ جو قتل جب کہ 2 کمانڈروں صابر اور حبیب کے ہمراہ 5 اہل کار زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

☆ صوبہ پروان کے ضلع سیاہ گرد میں کھ پتلی دشمن پر وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے فغانستان درہ اور 30 بڑے گاؤں فتح ہونے کے علاوہ دشمن کے متعدد حملے بھی پسپا کر دیے گئے، جس کے نتیجے میں مزید دو بڑے مراکز، 15 چوکیاں فتح ہوئیں اور 20 اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے اور ساتھ ہی مجاہدین نے 5 موٹر سائیکل، چار گاڑیاں ہلکے و بھاری ہتھیار اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کر لی۔

☆ صوبہ پروان کے ضلع شینوار میں راز گرد کے علاقے میں مجاہدین کے حملے میں 2 ریخبر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ ڈسٹرکٹ پولیس چیف چار محافظوں سمیت شدید زخمی ہوا۔

☆ صوبہ ہلند کے ضلع ناوہ میں ٹرڈ صاحب کے علاقے میں پولیس اہل کاروں پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 8 اہل کار ہلاک، جب کہ 3 مزید زخمی ہوئے۔

13 اکتوبر:

☆ صوبہ غور کے ضلع پنجخیران میں غلمین کے علاقے پر کنٹرول جمانے کی خاطر فوجیوں مجاہدین کے مورچوں پر وسیع حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، اور لڑائی چھڑ گئی، جس سے دشمن کے 2 ٹینک ایک ریخبر گاڑی تباہ، 3 اہل کار ہلاک، 11 زخمی، 3 گرفتار،

16 اکتوبر:

☆ صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں سیکورٹی چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، ٹینک تباہ اور 2 اہل کار ہلاک جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔ مجاہدین نے ہیوی مشن گن سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆ صوبہ لغمان کے ضلع علیشنگ میں آپریشن کے لیے آنے والے کٹھ پتلی فوجوں پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، 6 اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

☆ صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں مجاہدین نے صوبائی گورنر حلیم فداوی کے کارروان پر اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک اور ایک ریجنر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ 8 اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

☆ صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر میں انٹیلی جنس سروس ڈائریکٹوریٹ کے مین گیٹ کے سامنے پہلے گاڑی پر دھماکہ ہوا اور جب اعلیٰ عہدے دار آس پاس جمع ہوئے، تو حکمت عملی کے تحت دوسرا دھماکہ ہوا، جس کے نتیجے میں معروف سیکورٹی افسر کمانڈر عارف 3 محافظوں سمیت ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ قندوز کے ضلع امام صاحب کے قرغز اور کجک کے علاقوں میں کمانڈوز، کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس اہل کاروں نے مجاہدین کے مراکز پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، اور ساتھ ہی صلیبی طیارے بھی کمانڈوز کیساتھ مسلسل تعاون کر رہا تھا۔ دن بھر جاری رہنے والی لڑائی میں 6 کمانڈوز ہلاک جب کہ 27 زخمی اور 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

17 اکتوبر:

☆ صوبہ ہرات کے ضلع رباط سنگئی میں گل باغ کے علاقے میں گشتی پارٹی پر حملہ ہوا، جس سے 3 اہل کار ہلاک، جب کہ 4 مزید زخمی ہوئے۔

18 اکتوبر:

☆ صوبہ فاریاب کے ضلع بندر میں دعوت و ارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے 12 جنگ جوؤں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالے۔

☆ صوبہ کابل کے ضلع چار آسیاب میں مجاہدین نے ریش خور کے علاقے میں کمانڈوز کرنل حبیب اللہ کو مسلمانہ کارروائی کے نتیجے میں قتل کر دیا۔

☆ صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ریجنر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 2 اہل کار بھی زخمی ہوئے۔

19 اکتوبر:

☆ صوبہ زابل کے میزان میں ضلعی مرکز اور چوکیوں پر 13 اطراف سے مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس سے 11 اہل کار ہلاک، جب کہ 7 زخمی ہوئے

☆ صوبہ قندوز کے ضلع امام صاحب کے قرغان تپہ کے علاقے میں سیکورٹی فورس نے مجاہدین پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 3 اہل کار ہلاک جب کہ کمانڈر محمد نبی سمیت 5 زخمی ہوئے۔

10 اکتوبر:

☆ صوبہ قندوز کے ضلع امام صاحب میں کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین کے مراکز پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 3 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 5 اہل کار ہلاک جب کہ 7 زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

11 اکتوبر:

☆ صوبہ بلند کے ضلع گریشک کے ڈاکٹر پٹرول پمپ کے علاقے میں فوجیوں پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 3 اہل کار ہلاک، جب کہ ایک زخمی ہوا۔

☆ صوبہ غور کے صدر مقام چنچران میں غلمین کے علاقے شاہ تغ پائن کے مقام پر فوجیوں نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ، پانچ اہل کار ہلاک، جب کہ 9 مزید زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں مجاہدین نے امریکی رہائش گاہ پر عمری میزائل کا حملہ کیا، جو اہداف پر گر کر دشمن کے لیے نقصانات کا سبب بنے۔

12 اکتوبر:

☆ صوبہ نیمروز کے ضلع دلارام میں وزیر پٹرول پمپ کے علاقے میں فوجی کارروان پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے ایک ٹینک، 2 کاماز گاڑیاں تباہ اور 3 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆ صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں دو شنبہ کے علاقے میں امریکی دیکھ پتلی فوجوں نے مجاہدین کے مراکز پر حملہ کیا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں ایک وحشی ہلاک جب کہ دوسرا زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

13 اکتوبر:

☆ صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک میں رباط کے علاقے میں واقع جنگ جوؤں کی چوکی اور قلعہ جوز اور تاسن کے علاقوں میں تازہ دم اہل کاروں پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ قندھار کے ضلع خاکریز میں تمبیل کے علاقے میں امریکی فوجیوں اور ان کے آقاؤں نے چھاپہ مارا، جن پر حکمت عملی کے تحت ہونے والے بم دھماکہ سے متعدد اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔

☆ صوبہ بلند کے اضلاع مارچہ و ناد علی کے درمیانی علاقہ دوراہی کے مقام پر آپریشن کرنے والے سیکڑوں فوجیوں اور سنگور جنگ جوؤں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک ایک ریجنر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ 16 اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے۔

14 اکتوبر:

☆ صوبہ غزنی کے ضلع شگر میں کوئٹہ سکی کے علاقے پولیس چوکی اور خانی قلعہ کے علاقے کے علاقے میں تازہ دم اہل کاروں پر شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 15 اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ ننگرہار کے ضلع بٹی کوٹ کے شیوار قلعہ کے علاقے جلال آباد، طورخم قومی شاہراہ پر امریکی بکتر بند ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں غاصبوں میں سے 2 موقع پر ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر میں مجاہدین نے امریکی جاسوس ڈرون طیارے کو نشانہ بنا کر مار گرایا اور طیارہ کا لمبہ مجاہدین کے قبضے میں ہے۔

☆ صوبہ ہلمند کے اضلاع مارچہ و ناد علی کی درمیانی علاقہ کے دورانی کے مقام پر فوجیوں، پولیس اہل کاروں اور سنگور جنگ جوؤں نے امریکی طیاروں ہمراہ مجاہدین پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، اور لڑائی چھڑ گئی، جس سے ایک ٹینک ایک گاڑی تباہ اور متعدد اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے۔

15 اکتوبر:

☆ صوبہ ہرات کے ضلع شینڈ میں دہ امان کے علاقے میں سنگور جنگ جوؤں کی چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 3 چوکیاں فتح، 7 جنگ جو ہلاک، ایک گرفتار، جب کہ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن اور 3 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆ صوبہ قندہار کے ضلع میوند میں چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 2 چوکیاں فتح، 3 ٹینک، 2 گاڑیاں تباہ اور 12 اہل کار ہلاک ہوئے۔ ایک اینٹی ایئر گرافٹ گن، سات کلاشنکوف، 2 ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر، ای، بم آفگن اور 2 نائٹ ویژن دور بین غنیمت کر لیا۔

☆ صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں امریکیوں اور فوجیوں نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، اور لڑائی چھڑ گئی، جس سے 2 ٹینک تباہ اور متعدد اہل کار ہلاک و زخمی، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔

☆ صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی اور مارچہ اضلاع کی درمیانی علاقے میں آپریشن کرنے والے قافلے پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے متعدد اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے، جن میں اسسٹنٹ کمانڈر پولیس چیف (عبدالرحیم) اور کمانڈر (سورگل خان) بھی شامل ہے۔

☆ صوبہ قندہار کے ضلع معروف میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 2 چوکیاں فتح، رینجر گاڑی تباہ، 12 اہل کار ہلاک، جب کہ کمانڈر سمیت 16 گرفتار ہوئے۔

16 اکتوبر:

☆ صوبہ قندہار کے ضلع غورک میں دشمن پر یکے بعد دیگرے 5 بم دھماکے ہوئے، جس سے 5 ٹینک تباہ اور ان میں سوار اہل کاروں کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا۔ ایک اینٹی ایئر گرافٹ

گن، 6 ہیوی مشن گن، 3 راکٹ لانچر، 13 کارمولی بندوق، ایک بم آفگن، ایک رات والے دور بین اور 2 موٹر سائیکلوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا گیا۔

☆ صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغہ میں صبح کے وقت سیکورٹی کمانڈوز نے مجاہدین کے خلاف زرخون شہر کے علاقے میں کارروائی کا آغاز کیا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک اور ایک رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ 21 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے اور دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

☆ صوبہ میدان کے ضلع سید آباد میں پتنگ کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی سپلائی کانوائے پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک اور 3 سپلائی گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ دشمن کو ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا۔

17 اکتوبر:

☆ صوبہ قندوز کے ضلع امام صاحب میں واقع جنگ جوؤں کمانڈروں خلیل اور اسلامک کی دو چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے دو چوکیاں اور علاقہ فتح ہونے کے علاوہ کمانڈر خلیل سمیت 8 جنگ جو ہلاک جب کہ کمانڈر اسلامک 6 محافظوں کے ہمراہ شدید زخمی ہوا۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، دو کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لی۔

☆ صوبہ پروان کے صدر مقام چاریکار شہر میں امریکی بکتر بند ٹینک بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ ہوا اور اس میں سوار چار وحشی فوجی واصل جہنم ہوئے۔

☆ صوبہ غزنی کے ضلع شگر میں امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہدین بارود بھری ٹرک گاڑی کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر سے لکرا دی اور بعد میں مسلح مجاہدین نے 6 چوکیوں پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں مرکز منہدم ہونے کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے دو چوکیاں فتح ہوئیں اور وہاں تعینات 31 پولیس، اینٹی ایئر جنس اہل کار، مقامی جنگ جو اور فوجی ہلاک جب کہ ڈسٹرکٹ پولیس چیف کمانڈر نذیر غورزگ سمیت 12 اہل کار ہوئے اور مجاہدین نے کافی مقدار میں مختلف النوع اسلحہ و فوجی سازوسامان غنیمت کر لی۔

☆ صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں تازہ دم اہل کاروں کو مجاہدین کی کمین گاہ کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 5 ٹینک تباہ اور 7 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی اور دیگر پسا ہوئے۔

☆ صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر میں پولیس ہیڈ کوارٹر اور نظم عامہ کے مرکز پر امارت اسلامیہ کے فدائین نے حملہ کیا۔ پہلے فدائی مجاہدین بارود بھری ٹرک کو نظم عامہ مرکز سے لکرا کر تمام رکاوٹوں کو عبور کیا اور بعد میں ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے لیس فدائی مجاہدین مرکز میں داخل ہوئے اور وہاں تعینات اہل کاروں کو نشانہ بنایا۔ ایک اور سرفروش مجاہدین بارود بھرے ہاموی ٹینک کے ذریعے پولیس ہیڈ کوارٹر پر شہیدی حملہ

انجام دی اور دیگر فدائین مرکز میں داخل ہو کر وہاں تعینات اہل کاروں کو نشانہ بنایا۔ سیکڑوں سیکورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

18 اکتوبر:

☆ صوبہ فراہ کے ضلع شیکوہ میں مجاہدین نے ضلعی مرکز، پولیس ہیڈ کوارٹر اور آس پاس فوجی مراکز پر لیزر گنوں سے حملہ کیا، جو رات تین بجے تک جاری رہا، جس سے ضلعی مرکز، پولیس ہیڈ کوارٹر، فوجی یونٹ اور فوجی تاسیسات فتح، 12 رینجر گاڑیاں تباہ، 12 اہل کار ہلاک، 8 زخمی، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔ مجاہدین نے ایک ٹینک، ایک رینجر گاڑی، 28 کلاشنکوف، پانچ ہیوی مشن گن، 4 راکٹ لانچر ایک بم آفگن اور ایک پستول سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆ صوبہ ہلند میں امان اللہ کاریز، سیدان، کے علاقے اور نہر سراج کے پینچال کے مقام پر لیزر گن حملوں اور بم دھماکہ سے 11 اہل کار ہلاک، جب کہ ایک زخمی ہوا۔

☆ صوبہ ہلند کے ضلع ناوہ میں جرناموں کے علاقے میں فوجیوں پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 8 اہل کار ہلاک، جب کہ 3 مزید زخمی ہوئے۔

19 اکتوبر:

☆ صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں چشمہ کے علاقے میں واقع اہم فوجی یونٹ (زرغون یونٹ) پر فدائی مجاہد نے بارود بھری ٹینک کے ذریعے شہیدی حملہ انجام دیا، اس کے بعد فوراً مجاہدین نے ہلکے دھماکے سے دشمن پر سربراہی حملہ کیا، جس سے یونٹ فتح، 5 ٹینک تباہ، جب کہ 60 اہل کار موقع پر ہلاک ہوئے۔ ایک ٹینک، ایک اس پی جی 9 توپ اور ایک اینٹی ایئر گرنٹ گن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا گیا۔

☆ صوبہ غور کے ضلع پینچیران میں فوجیوں پر حملہ ہوا، جس سے 2 ٹینک ایک رینجر گاڑی تباہ، 6 اہل کار ہلاک، 8 زخمی، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔

21 اکتوبر:

☆ صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود میں ضلعی بازار کے قریب فوجی کارروان پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 2 کاماز گاریاں تباہ اور 8 اہل کار ہلاک، جب کہ 5 مزید زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ ہلند کے اضلاع ناد علی اور ماراجہ کے درمیانی علاقے میں دوراہی کے مقام پر کھپتی فوجیوں، پولیس اہل کاروں اور جنگ جوؤں نے امریکیوں ہمراہ آپریشن کا آغاز کیا، جن پر مجاہدین نے لیزر گنوں سے جوابی حملہ کیا، جس سے 4 اہل کار موقع پر ہلاک، جب کہ ایک زخمی ہوا۔

22 اکتوبر:

☆ صوبہ روزگان کے صدر مقام تریکوت شہر میں شفاخاک اور سھول کے علاقوں میں افغان سیکورٹی فورسز اور امریکیوں نے آپریشن کا آغاز کیا، جن پر مجاہدین نے ہلکے دھماکے

ہتھیاروں اور بارودی سرنگوں سے جوابی حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 10 ٹینک تباہ اور متعدد اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ قندھار کے ضلع شاولیکوٹ میں سرخوہیب کے علاقے میں گشتی پارٹی پر ہونے والے بم دھماکہ سے رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 2 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆ صوبہ ہلند کے ضلع گرٹشک میں سیدان کے علاقے میں واقع چوکی پر لیزر گنوں سے حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، ٹینک تباہ، 8 اہل کار ہلاک ہو گئے۔ مجاہدین نے 3 ہیوی مشن گن اور ایک کار مولی بندوق سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆ صوبہ ہلند کے اضلاع ناد علی اور ماراجہ اضلاع کی درمیانی علاقے میں دوراہی کے مقام پر کھپتی فوجیوں، پولیس اہل کاروں اور جنگ جوؤں نے امریکیوں ہمراہ آپریشن کا آغاز کیا، جن پر مجاہدین نے لیزر گنوں سے جوابی حملہ کیا، جس سے 4 اہل کار موقع پر ہلاک، جب کہ ایک زخمی ہوا۔

☆ صوبہ ہلند کے ضلع گرٹشک میں نہر سراج کے علاقے کے پولیوزوں کے مقام پر فوجیوں پر حملہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور 2 اہل کار ہلاک، جب کہ تیسرا زخمی ہوا۔

☆ صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں دہ امان کے علاقے میں واقع سنگور جنگ جوؤں کی چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 6 ٹینک تباہ، 21 اہل کار، جب کہ 10 مزید زخمی ہوئے۔

23 اکتوبر:

☆ قندھار کے ضلع ارغستان میں زرغل کے علاقے میں فوجیوں پر حملہ ہوا، جس سے 2 ٹینک تباہ، 2 کمانڈروں (لزم اور خان) سمیت 5 اہل کار زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں خاک چوپان کے علاقے میں مجاہدین نے جنگ جوؤں پر حملہ کیا، جس سے گاڑی تباہ، 2 اہل کار ہلاک، اور مجاہدین نے 2 کار مولی بندوق، ایک رات والے دور بین اور ایک پستول غنیمت کر لیا۔

☆ صوبہ ہلند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں مجاہدین نے دشمن پر لیزر گن حملہ کیا، جس سے 5 اہل کار موقع پر ہلاک، جب کہ 3 مزید زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ ہلند کے ضلع ناد علی میں شنہ گاؤں کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے پولیس ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کاروں کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا۔

☆ صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں مجاہدین نے گورنر ہاؤس پر ایسے وقت میں میزائل داغے، جب گورنر کریم متین کی قیادت میں ہنگامی اجلاس جاری تھا، جس کے نتیجے میں 2 کونسل اراکین سمیت متعدد پولیس اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆ صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر کے علاقے روضہ میں امان اور نگار نامی پولیس چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے دھماکے سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے دونوں چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 10 ہلاک جب

کہ 4 زخمی ہوئے اور مجاہدین نے 6 عدد کلاشنکوفیں، ایک ہیوی مشین گن، ایک سائپر گن، ایک راکٹ لانچر اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆ صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں اور زو کے علاقے میں فوجی کارروائیوں پر مجاہدین کے حملے کے دوران دو ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 5 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ غزنی کے ضلع شگلر میں جلگہ، چار دیو ال اور گدام کے علاقوں میں مجاہدین نے پولیس چوکیوں اور پکٹیکا سے آنے والے تازہ دم اہل کاروں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 16 اہل کار ہلاک جب کہ 20 زخمی اور 3 ٹینک بھی مکمل طور پر تباہ ہوئے۔

☆ صوبہ لغمان کے ضلع قرغی میں ڈاگ گسیری کے علاقے میں واقع سیلاب قول اردو نامی فوجی مرکز میں تعینات امارت اسلامیہ کے رابطہ اور فوجی وردی ملبوس مجاہد نے جارج امریکی فوجوں پر گولیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی، جس کے نتیجے میں 13 امریکی فوجی موقع پر ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ کابل میں کابل شہر کے مغرب کیمپی کے علاقے میں مجاہدین نے انٹیلی جنس سروس افسر عارف کو ہدنی کارروائی کے نتیجے میں ہلاک کر دیا۔

☆ صوبہ پکتیا کے ضلع سید کرم کے عثمان خیل کے علاقے میں واقع جنگ جوؤں کی چوکی پر ہونے والے حملے میں 4 شہر پسند ہلاک جب کہ کمانڈر سمیت 3 زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ خوست کے ضلع شیخ امیر کے شاوہ ڈاگ کے علاقے میں دھاکہ سے فوجی ریجنر گاڑی تباہ اور اس میں سوار چار اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆ صوبہ پروان کے ضلع گگرام میں جارج امریکی فوجوں کے ملکی سطح پر سب سے بڑے فوجی اڈے گگرام ایئر بیس پر میزائل دانغے گئے۔ تمام میزائل اہداف پر گرے، جس کے نتیجے میں دشمن کو جانی و مالی نقصانات کا سامنا ہوا۔

☆ صوبہ میدان کے صدر مقام میدان شہر کے غوندہ خیل کے علاقے میں جارج امریکی فوجوں کا بکتر بند ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار 6 امریکی فوجی ہلاک و زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ خوست کے ضلع صبری میں یعقوبی کے علاقے تاتوری کے مقام پر بم دھماکہ سے سر بلع فورس اہل کاروں کی ریجنر گاڑی تباہ اور اس میں سوار کمانڈر محمد اصو خان تنزئی سمیت 5 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆ صوبہ لغمان کے ضلع علیگار کے مندگل کے علاقے میں اسی نوعیت دھماکوں سے یکے بعد دیگرے 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 9 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ روزگان ضلع چھارچینہ میں ضلعی مرکز، پولیس ہیڈ کوارٹر اور دفاعی چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 7 چوکیاں فتح اور 22 اہل کار ہلاک ہوئے۔

24 اکتوبر:

☆ صوبہ ہلمند کے ضلع نادر علی میں زرغون گاؤں اور چاہ انجیر کے علاقے میں کھ پتلی فوجیوں، پولیس اہل کاروں اور سنگور جنگ جوؤں نے امریکیوں ہمراہ آپریشن کا آغاز کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، اور لڑائی چھڑ گئی، جس سے ٹینک تباہ، 7 اہل کار ہلاک، 4 زخمی، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔

☆ صوبہ ہلمند کے ضلع واشیر میں مجاہدین نے ایئر بیس میں امریکی رہائش گاہ پر میزائل دانغے، جو اہداف پر گر کر دشمن کے لیے نقصانات کا سبب بنے۔

☆ صوبہ قندھار میں ضلع پنجوائی کے مشان کے علاقے میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 2 ریجنر گاڑیاں تباہ اور 5 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن، 3 کلاشنکوف اور ایک پستول سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆ صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے 3 چوکیاں فتح، اور متعدد اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن اور ایک مسلسل سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆ صوبہ روزگان کے ضلع چورہ میں اختر گاؤں میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 2 چوکیاں فتح، 11 اہل کار ہلاک، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔ مجاہدین نے 2 اینٹی ایئر گرافٹ گن، پانچ کارمولی بندوق، ایک ہیوی مشن گن اور ایک راکٹ لانچر سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆ صوبہ فراہ ضلع پشترود میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح اور 14 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ٹینک، 11 جلیسی بندوق، 3 ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر اور ایک مارٹر توپ سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

26 اکتوبر:

☆ صوبہ روزگان کے ضلع چھارچینہ کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے 18 اہل کار ہلاک اور مجاہدین نے ایم ایم 82 توپ سمیت 6 بندوق غنیمت کر لیے۔

☆ صوبہ خوست کے ضلع نادر شاہ کوٹ میں نام نہاد کمانڈوز نے شہاوت کے علاقے میں مجاہدین کے مراکز پر چھاپہ مارا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 8 کمانڈوز ہلاک جب کہ 4 زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

☆ صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں سرخند کے علاقے میں فوجیوں، پولیس اہل کاروں اور سنگور جنگ جوؤں نے امریکیوں ہمراہ آپریشن کا آغاز کیا، جن پر مجاہدین نے جوابی کارروائی کر کے دشمن کے 5 اہل کار ہلاک، جب کہ 4 مزید زخمی اور دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔

☆صوبہ پروان کے ضلع باگرام میں جارج امریکی فوجوں کے کاروان پر مجاہدین نے نصرہ قلعہ کے علاقے میں حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک راکٹ لگنے سے تباہ ہونے کے علاوہ اس میں سوار امریکی غاصب ہلاک ہو گئے۔

127 اکتوبر:

☆صوبہ قندھار کے ضلع نیش میں پولیس ہیڈ کوارٹر اور دفاعی چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے 2 چوکیاں فتح، ٹینک تباہ اور 29 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ٹینک، ایک اینٹی ایئر گرافٹ، ایک مارٹر توپ، 3 راکٹ لانچر، 4 ہیوی مشن گن اور 4 کارمولی ہندو قوس سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

128 اکتوبر:

☆صوبہ ہرات ضلع شینڈنڈ میں حکمت علی کے تحت بم دھماکہ ہوا۔ جس کے نتیجے میں ایئر بیس میں حکمت عملی سے بارودی سرنگ سے B52 طیارے کا پائلٹ (افسر زلمی پکتیا وال) ہلاک ہوا۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر کے شہباز اور قلعہ قاضی کے علاقوں میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے دو چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ کمانڈر خلیل اور کمانڈر اختر قندھاری سمیت 14 اہل کار ہلاک اور ساتھ ہی مجاہدین نے کافی مقدار میں مختلف النوع اسلحہ غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام لشکر گاہ شہر کے علاقے بشر اں میں فوجیوں، پولیس، سنگور جنگ جو اور امریکیوں نے مجاہدین پر حملہ کیا، جن پر مجاہدین نے جوابی کارروائی کی، جس سے 2 ٹینک تباہ، 7 اہل کار ہلاک، جب کہ 4 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع خروار میں امریکی اور کھپتلی کمانڈوز امریکی چینیوک ہیلی کاپٹر میں سوار بیگم کے علاقے پر چھاپہ مارنے کی کوشش کر رہا تھا، جسے مجاہدین نے حکمت عملی کے تحت مار گرایا اور اس میں سوار 43 امریکی و کھپتلی کمانڈوز موقع پر ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر کے قریب جارج امریکی و کھپتلی کمانڈوز کے اہم مرکز ننگرہار ایئر پورٹ میں مجاہدین کی نصب کردہ بموں سے حکمت عملی کے تحت دھماکے ہوئے، جس کے نتیجے میں متعدد امریکی و کھپتلی کمانڈوز ہلاک و زخمی ہونے کے علاوہ دشمن کو بھاری مالی نقصانات کا سامنا بھی ہوا۔

☆صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب میں شین ٹاٹ اور غنی نامی چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، ریجنر گاڑی تباہ، 8 اہل کار ہلاک، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن اور 4 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

129 اکتوبر:

☆صوبہ قندوز کے ضلع خان آباد میں دکان آدم خان کے علاقے میں واقع پولیس چوکی پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات کمانڈر گل بدین سمیت 17 پولیس اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔ ایک ٹینک، ایک اینٹی ایئر گرافٹ گن، ایک مارٹر توپ، دو ہیوی مشین گن، ایک راکٹ، 8 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان مجاہدین نے غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر کے قریب ننگرہار ایئر پورٹ میں مجاہدین کی حکمت عملی کے تحت نصب کردہ بموں سے شدید دھماکے ہوئے، جس کے نتیجے میں 2 امریکی اور 7 کھپتلی کمانڈوز ہلاک جب کہ 3 امریکیوں سمیت 8 کمانڈوز شدید زخمی ہونے کے علاوہ دشمن کو بھاری مالی نقصانات کا سامنا بھی ہوا۔

130 اکتوبر:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرٹک کے مالگیر اور سچین مسجد کے علاقوں میں متعدد فوجیوں، سنگور جنگ جو اور امریکیوں نے آپریشن کا آغاز کیا، جن پر مجاہدین جوابی حملہ کیا، جس سے 2 ٹینک تباہ، 13 اہل کار ہلاک، 6 زخمی، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں حلقہ نمبر چار کے علاقے کے بشران کے مقام پر آپریشن کرنے والے فوجیوں، پولیس اہل کاروں، سنگور جنگ جوؤں اور امریکیوں پر حملے دھماکے ہوئے، جس سے ٹینک تباہ، 8 اہل کار ہلاک، پانچ مزید زخمی، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر کے قلعہ قاضی کے علاقے میں واقع پولیس مرکز اور چوکی پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مرکز فتح اور وہاں تعینات 19 پولیس اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہونے کے علاوہ مجاہدین نے دس کلاشنکوفیں، تین ہیوی مشین گنیں، تین راکٹ لانچر، ایک سائپر گن، ایک اینٹی ایئر گرافٹ گن، دو پستول اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع وڑمائی کے ماندہ کے علاقے میں بم دھماکہ سے پولیس ٹینک تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار موقع پر ہلاک جب کہ تین زخمی ہوئے۔

131 اکتوبر:

☆صوبہ قندھار کے ضلع پنجوائی میں دو آب کے علاقے میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے لیزر گنوں سے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح، 3 ٹینک، 3 گاڑیاں اور 3 موٹر سائیکل تباہ اور کمانڈر (عسلی محمد) سمیت 9 جنگ جو ہلاک ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے 2 ہیوی مشن گن، 2 راکٹ لانچر، 5 کلاشن کوف اور ایک پستول غنیمت کر لیا۔

☆☆☆☆☆

قبائل اور مالکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن ان تمام کی تفصیلات ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتی ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گزارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کر اُمت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

۲۰ دسمبر: مہمند ایجنسی کے علاقے سوران میں فوجی چیک پوسٹوں کو ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے نشانہ بنا کر دشمن کو شدید نقصان پہنچایا۔

۲۰ دسمبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائزئی کے علاقے سلالہ میں پوسٹوں پر کامیاب حملہ سرانجام دیا، جس میں آر پی جی سیون سمیت ہلکے ہتھیاروں کا استعمال کیا گیا، جس کے نتیجے میں پاکستانی فوج کو کافی نقصان پہنچا۔

۲۱ دسمبر: باجوڑ ایجنسی کے علاقے غافی کنڈو پر واقع چیک پوسٹوں کو مجاہدین نے حملوں سے نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں فوج کو شدید جانی و مالی نقصان پہنچا۔

۲۲ دسمبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائزئی کے علاقے میٹھی میں مجاہدین نے فوج پر کامیاب حملہ کیا جس کے نتیجے میں حولد امیر خان، سپاہی حق نواز اور لانس نانک ارشاد ہلاک ہو گئے۔

۲۴ دسمبر: جنوبی وزیرستان کی تحصیل سرویکی کے علاقے برونڈ میں امن کمیٹی کے رکن امیر اللہ کو مجاہدین نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

۲۴ دسمبر: شمالی وزیرستان کی تحصیل غلام خان میں بارودی سرنگ دھماکے کے نتیجے میں ایف سی کے ۱۳ اہل کار ہلاک اور ۵ زخمی ہو گئے۔

۲۴ دسمبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائزئی میں گورسل میں ناپاک آرمی کی پوسٹوں پر گوریلا حملہ سرانجام دیا۔ جس کے نتیجے میں فوج کو شدید جانی نقصان اٹھانا پڑا۔

۲۴ دسمبر: مہمند ایجنسی کی دواہ سوران میں مجاہدین نے فوجی چیک پوسٹوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں فوج کو کافی جانی و مالی نقصان پہنچا۔

۲۵ دسمبر: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ناؤگئی کے علاقے چمرکنڈ میں پاکستانی فوج کی دو پوسٹوں پر بیک وقت حملہ کیا گیا، جس کی وجہ سے دشمن کو شدید جانی و مالی نقصان پہنچا۔

۲۷ دسمبر: شمالی وزیرستان کے علاقے ہمزوئی میں پاکستانی فوج کے جاسوس خلیل ولد شوہڑی کو مجاہدین نے اُس کی دکان میں داخل ہو کر قتل کر دیا۔

۲۷ دسمبر: چمن کے علاقے دوبندی میں ایف سی اہل کاروں پر حملے میں ایف سی صوبیدار ہلاک ہو گیا۔

۲۷ دسمبر: بنوں کے علاقے پیر خیل کلی میں ایم آئی کے ایجنٹ قسمت اللہ کو نام نہاد امن کمیٹی سربراہ امبار شاہ سمیت فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔

☆☆☆☆☆

یکم دسمبر: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ناؤگئی میں چمرکنڈ میں فوجی چیک پوسٹ کو آر سی بم دھماکہ کے ذریعے نشانہ بنایا گیا۔ جس کے نتیجے میں ایک اہل کار ہلاک اور ایک زخمی ہو گیا۔

۲ دسمبر: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ناؤگئی کے علاقے چمرکنڈ میں پوسٹ کے لیے پانی لے جانے والا فوجی اہل کار مائن بم دھماکے کے نتیجے میں موقع پر ہلاک ہو گیا۔

۳ دسمبر: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل لوئے ماموند میں سرحدی چیک پوسٹ لکڑو سر پر مجاہدین کے سنائپر حملے میں ایک فوجی اہل کار ہلاک ہو گیا۔

۳ دسمبر: مہمند ایجنسی کے درہ سوان میں مجاہدین نے فوجی اہل کاروں کو سنائپر اور دیگر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے نشانہ بنایا گیا۔ جس کے نتیجے میں فوج کو شدید جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔

۵ دسمبر: شمالی وزیرستان کے صدر مقام میران شاہ میں بم دھماکہ کے نتیجے میں ۶ سیکورٹی اہل کار ہلاک اور ۸ زخمی ہوئے۔

۶ دسمبر: جنوبی وزیرستان کے علاقہ چمکلئی میں مجاہدین نے اسلام مخالف لشکر کے سربراہ احمد علی کو مجاہدین نے حملہ کر کے ہلاک کر دیا۔

۶ دسمبر: بنوں کے علاقے پیر خیل کلی میں مجاہدین نے پولیس اہل کار کو ریکی کے بعد اس وقت قتل کیا جب ڈیوٹی کے بعد اپنے گھر جا رہا تھا۔

۸ دسمبر: وزیرستان کی تحصیل شوال میں کنڈو غر پر واقع تین فوجی چیک پوسٹوں پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں فوج کو شدید جانی و مالی نقصان پہنچا۔ حملے کے دوران میں ایک چیک پوسٹ میں آگ بھی لگی جس سے چیک پوسٹ میں موجود اسلحہ اور سامان جل کر راکھ ہو گیا۔

۱۰ دسمبر: کرم ایجنسی کی تحصیل علی زئی میں پاتالی چیک پوسٹ کے قریب مائن حملے کے نتیجے میں ۱۲ ایف سی اہل کار ہلاک ہو گئے۔

۱۰ دسمبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائزئی کے علاقے اتم کلی میں آرمی کی پوسٹوں پر آر پی جی اور دیگر چھوٹے ہتھیاروں سے گوریلا حملہ کیا۔ جس میں فوج کے متعدد اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۱۲ دسمبر: شمالی وزیرستان کے علاقے علی خیل میں پاکستانی فوج کے قافلے کو گھات لگا کر کامیابی سے نشانہ بنایا گیا۔ جس کے نتیجے میں سیکنڈ لیفٹیننٹ عبدالعید اور سپاہی بشارت ہلاک جب کہ ۶ اہل کار زخمی ہوئے۔

۱۷ دسمبر: ڈی آئی خان میں پہاڑ پور مردان پل کے ناکے پر تعینات پولیس اہل کاروں پر فائرنگ کے نتیجے میں ایک پولیس اہل کار ہلاک ہو گیا۔

شہریوں تک جلد از جلد اس کی رسائی ہو اور اپنے شہریوں کو اس منہدار سے نکالا جائے۔ لیکن پاکستانی حکومتوں کا وطیرہ اہلیانِ پاکستان کے حق میں اس کے برعکس ہے۔ جہاں سے بھی کبھی کسی پاکستانی شہری کے مصائب میں پھنسے ہونے کی خبر ملتی ہے یہ طوطا چشم بن جاتے ہیں۔ کوئی دیواروں سے لکریں مارتا مارتا مرے یازہر کا انجکشن لگا کر ماریا جائے ان کی بلا سے جائے۔ یہ وہ بد بخت ہیں جو دیارِ غیر کے قید خانوں سے رہائی تو دور کی بات یہ تو خود اپنے ہی شہریوں کو بیچ کھانے کے رسیا ہیں۔

دہلی میں سونے سے بنے ریٹورنٹ کے افتتاح کی تیاری

”مطمع الذہب“ مہنگے ترین ہوٹل برج العرب میں 200 میٹر کی بلندی پر تعمیر کیا گیا ہے۔ دیواروں پر سونے کی ریت کا پلاسٹر، چھت، فرش اور لاؤنج سمیت برتن بھی خالص گولڈ کے ہیں۔

اسے بد نصیبی کہیے یا ایک آزمائش کہ وہ خطے جو کبھی اسلامی تہذیب و تمدن اور ملت اسلامیہ کے دفاعی حصار کا کام دیتے تھے آج عالمی ساہوکاروں، صلیبیوں، یہود و ہنود اور صفوی سلطنت کی معاشی نمو اور ان کی عیاشیوں کے لیے دنیا کا سب سے پرکشش مقام ہیں۔ دنیائے عرب میں ”صیہونی عرب“ کے نام سے پہچانے جانے والے متحدہ عرب امارات کے شقی القلب حکمرانوں نے ایسے ایسے اچھوتے کام کیے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر انسان انگشت بدندان رہ جائے۔ سونے سے بنے عشرت کدے کی بات ہو یا اہل صلیب کو خوش کرنے کے لیے دنیا کے سب سے بڑے کرسمس درخت کی رونمائی یا ہندوؤں کی خوش نودی کے لیے مندر کی تعمیر ہو یا مصر و یمن کے اہل ایمان کا قتل عام، انہوں نے پیسہ پانی کی طرح بہایا۔

اسلامی فوجی اتحاد پر سینیٹرز کو تحفظات، رولنگ دی تو لاپتہ ہو جاؤں گا۔ چیئر مین سینٹ۔ طاقتور ممالک دہشتگردی پھیلا رہے ہیں، حکومت اتحاد پر پارلیمنٹ کو اعتماد میں لے۔ ارکان کا مطالبہ

دسیوں سال بیت گئے اسلامی خطوں کو صلیبی فتنہ پروردماغوں کا جو رستم سہتہ سہتہ مگر یہ ستم ہیں کہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے۔ حالیہ صلیبی جنگ میں اہل صلیب کے حواریوں کو نظر آتے واضح شکست کے آثار اس بات پر اکساتے ہیں کہ مجاہدین اسلام کے خلاف مسلمان ملکوں کی فوجوں کا ایک اتحاد نیٹو فوج کی طرز پر کھڑا کیا جائے تاکہ اس

موسیقی و مصوری کو نصاب کا حصہ بنانے کا فیصلہ۔ کلچر پالیسی کا ڈرافٹ تیار کر لیا گیا، جلد قومی اسمبلی میں پیش ہو گا۔

دنیا جہان کے عجوبوں میں سے ایک عجوبہ پاکستانی محکمہ تعلیم کے ماہرین ہیں۔ یقین نہ آئے تو گزشتہ بیس سالوں کا نصاب تعلیم اٹھا کر دیکھ لیں جو چیخ چیخ کر گواہی دے گا کہ عصری تعلیمی اداروں کے طلبہ و طالبات کے دماغوں پر نہ جانے کیا کچھ مسلط کیا جاتا رہا ہے۔ زندگی و الحاد کی فصلوں کے کاشت کار یہ ماہرین تعلیم سائنس و ٹیکنالوجی کے میدان میں اوج مغرب تک پہنچنے کے چکر میں اہلیانِ پاکستان کو ایک ایسے گرداب میں پھنسانے کے چکر میں ہیں کہ جہاں معاشی طور پر بد حال اس بد نصیب قوم کو اسلامی تہذیب و تمدن سے کوسوں دور فاشی و بے حیائی اور شرک کے اس غلیظ گڑھے میں گرا دیا جائے جہاں خود ان کورے دماغوں کا امام مغرب گر چکا ہے۔ کوئی ذی فہم ان تجارِ تعلیم سے پوچھ ہی لے کہ بھلا مغرب کی سائنس و ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی کا مقابلہ پتھر کی مورتیاں، نقش و نگار اور ناچنے گانے والے پیدا کرنے سے بھی ممکن ہے؟

پیپلز پارٹی خلافت مسلط کرنے والے بربریت پسندوں کے خلاف لڑتی رہے گی۔

زرداری

یہ بیان ”جمہوریت بہترین انتقام ہے“ کا مشہور زمانہ نعرہ ایجاد کرنے والے اس بد طینت کردار کا نہیں بلکہ ایک ذہنیت کا زباں پر آ جانا ہے جو پاکستانی اہل اسلام کو روٹی کپڑے اور مکان کے پرفریب نعروں میں الجھا کر ہمیشہ ایسے بد بخت کا کردار ادا کرتی رہی ہے کہ جس کی بغل میں چھری اور منہ میں رام رام ہوتا ہے۔ یقیناً پاکستان میں بسنے والے ہر ایک کلمہ گو کے لیے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ پاکستان کے گلی کوچوں میں محض دنیاوی آسائشوں کے پرفریب نعروں میں ایسی کسی بھی اسلام دشمن پارٹی، تنظیم، گروہ یا فرد کہ جس کا سربراہ بگائٹ دہل یہ اعلان کر رہا ہو، کی حمایت کا دم بھرا جائے۔

افغانستان کی بگرام جیل میں پاکستانی قیدیوں سے انسانیت سوز سلوک۔ سخت سردی میں برہنہ کر دیا گیا، ایک قیدی دیوار سے لکریں مار کر مر گیا۔

دنیا بھر کی حکومتوں کی اولین ترجیح ان کے شہریوں کی حفاظت اور خیر خواہی ہوتی ہے سوائے خطہ پاکستان کہ جہاں کے عوام کو نہ اپنے ملک میں سکون میسر ہے اور نہ دیارِ غیر میں۔ ہر ایک ملک کی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ کسی بھی ملک میں پھنسے اس کے

متوقع شکست سے بچا جاسکے۔ امریکی سربراہی میں اس مبینہ اتحاد کا سربراہ پاکستانی مسلمان کا قاتل اور سابقہ آرمی چیف جنرل راجیل ہے۔ یہ مبینہ اتحاد شروع سے ہی عامۃ المسلمین میں پذیرائی حاصل نہ کر سکا۔ یہی وجہ ہے کہ دیگر ممالک کی طرح پاکستان میں بھی اس پر شکوک و شبہات کا اظہار کیا گیا، شاید ہی کوئی دن ہو کہ پاکستانی پارلیمنٹ میں اس پر لے دے نہ ہوتی ہو۔

طرفہ تماشایہ کہ دہشت گردی کے خلاف جاری مبینہ جنگ کے کاروباریوں کے خلاف کسی بھی سطح پر کسی بھی شعبے سے بات کرنے پر وہ اتلاؤں در آتی ہیں کہ چیئرمین سینٹ تک کو اپنی جان کے لالے پڑتے نظر آتے ہیں کہ اس اتحاد کے خلاف کسی قسم کی بھی پیش قدمی کرنے کی سعی کی۔

فرانس میں مہنگے ترین محل کے خریدار سعودی ولی عہد نکلے۔

سترہویں صدی کے طرز تعمیر پر بنے چٹاؤ لوئس 15 میں شکار گاہ، عالی شان ایکوریم، انڈر گراؤنڈ ٹائٹ کلب بھی موجود ہے۔ نیویارک ٹائمز

حالیہ دنوں میں سعودی شہزادوں کی دولت بارے ایسے ایسے انکشافات سامنے آئے کہ انگشت بدنداں رہ جائے۔ ایک رپورٹ کے مطابق فقط پانچ سعودی شہزادوں کے پاس اتنی دولت ہے کہ پانچ اسلامی ملکوں کا دو سال کا بجٹ بھی کم ہے اس کے مقابل۔ افسوس صد افسوس کہ یہ مال و دولت مسلمانوں کے کسی کام نہ آئی۔ یا تو یہ لکڑی بحری کشتیوں، گاڑیوں، پینٹنگز اور محلوں کی خریداری کے کام آتی ہے یا پھر اہل ایمان کی جاسوسی اور ان پر بارود آہن کی بارش کرنے کے کام۔ اس محل کی خریداری کوئی نئی بات نہیں کہ کچھ ہی عرصہ قبل اس کی طرف سے انتہائی مہنگے داموں محض ایک پینٹنگز اور ایک لکڑی کشتی کی خریداری کی جا چکی ہے۔ بلاشبہ یہ دولت ان کے پاس عامۃ المسلمین کی امانت ہے جسے یہ خائنیں بے دریغ اپنی عیاشیوں پر صرف کر رہے۔

نیو فور سز کی افغانستان میں سامان کی ترسیل کے لیے گوادریس دلچپی۔ ذرائع

دودھایاں گزرنے کو ہیں مگر صلیبی جس نشے میں فتح کے خواب دیکھتے افغانستان در آئے الحمد للہ ان ٹڈی دل لشکروں کا خواب پورا نہ ہو سکا۔ امارت اسلامیہ افغانستان کے سقوط میں یوں تو امارت کے تمام ہمسایہ ممالک نے حصہ بقدر جشہ ڈالا مگر ان سب میں سب سے بڑا اور نمایاں کردار پاکستان نے ادا کیا بلکہ آج تک کرتا آ رہا ہے۔ صلیبی جیش کی ۸۰ فی صد سے زائد سپلائی لائن پاکستانی سرزمین سے گزرتی ہے۔ گوادریس دلچپی جو اپنے آغاز سے ہی اختلافات کا شکار ہے اور بلوچ قوم پرست عناصر مسلسل اس پر اعتراضات

کرتے آئے ہیں اب صلیبی غندوں کی سپلائی لائن بننے جا رہی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ پاکستانی مند اقتدار پر براجمان صلیبی طفیلیہ اگر گوادریس بھی اپنے آقاؤں کے خونخوار جتھوں کے لیے کھولتے ہیں تو پاکستانی اسٹیبلشمنٹ کا ریاست پاکستان کی سلامتی پر آخری وار ہوگا اور یہ ریاست امن کے خواب دیکھنا تو درکنار سننے کے لیے بھی ترس جائے گی۔

پاکستان نے برآمدات، درآمدات، سرمایہ کاری اور دوطرفہ تجارت کے لیے چینی کرنسی یوآن کے استعمال کی اجازت دے دی۔

اسے کہتے ہیں اپنے پاؤں پر آپ کلبازی مارنا۔ چین کا اصول ہے کہ دھیرے دھیرے آتا ہے اور سب کچھ ملیا میٹ کر کے رکھ دیتا ہے۔ بہت سے ماہرین معیشت ان خدشات کا اظہار کر چکے ہیں کہ پاکستان میں چینی قدم جتے ہی پاکستانی معیشت تباہ ہو جائے گی اور رہی سہی کسر چینی کرنسی میں لین دین نکال دے گا۔ اس کی مثال بدو کے اس اونٹ کی سی ہے جس نے آخر میں اپنے مالک کو ہی خیمے سے نکال باہر کیا تھا۔

جنرل باجوہ کو کٹر ان ملک میں پائیدار امن لائے گی۔ ڈی جی آئی ایس پی آر

پاکستانی تاریخ شاہد ہے کہ اس ملک اور اس کی عوام کے ساتھ جو کھلوڑ بد بخت پاکستانی فوج نے کیا اور کر رکھا ہے شاید ہی کوئی ان کے ہم پلہ ہو۔ اس ملک کی تباہی اور زبوں حالی کے پیچھے سب سے زیادہ مکروہ کردار سابقہ تین آرمی چیفس کا ہی ہے۔ مشرف سے لے کر کیانی و راجیل نے چند ٹکوں کے عوض اس ملک کی سرحدوں، نظریاتی بنیادوں اور سب سے بڑھ کر اس ملک کے باسیوں کے خون کا جو سودہ کیا اور محض ڈالرز کے لیے ایک خونخوار جنگ کو اپنے ملک گھسیٹ لائے۔ کیانی و راجیل موٹے کے بعد موجودہ آرمی چیف بھی اسی خطوط پر عمل پیرا ہے جس پر اس کے پیش رو تھے کہ فقط چند ٹکڑوں اور شاباشی کے لیے صلیبی جنگ میں واضح طور پر صلیبیوں کا ساتھ دینا۔

☆☆☆☆☆

القائد برصغیر

برصغیر کے مظلوم مسلمانوں اور مجاہدین کے حقوق کی پاسبان
اللہ تعالیٰ اہل جماعت کو ”حق“ پر رہنے، ڈٹنے اور مرنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین

قوم سے مخفی نہیں، جمہوریت تو ہے سراب
منہج غزوات اب ظاہر ہے مثل آفتاب
خون کے دریا سے ہی اٹھتی ہے موج انقلاب
ہاں! فقط تلوار سے ہوتی ہے نافذ آکیتاب

یاد ہے ہر دم ہمیں اپنے شہیدوں کا ابو
جن کی آہیں گونجتی ہیں قریہ قریہ، کوبہ کو
قاتلوں کے ظلم کو ظاہر کریں گے چار سو
اب نہیں بچ پائے گا ان سب شہیدوں کا عدو

آگیا ہے، آگیا ہے، کارروان الجہاد
حامل قرآن و سنت، پاسبان الجہاد
ظلم کی تاریخیں ہم داعیان الجہاد
خونِ باطل سے ہو رنگیں گلستان الجہاد

لشکرِ ابلیس ہو گا پیش آدم سرنگوں
آدمیت کے مقابل شیطنت کا ہے جنوں
توڑنا ہے کفر کی ”تہذیب“ کا جھوٹا فسوں
حضرت مہدیؑ کی آمد تک نہیں ضبط و سکون

دشمن اصلی ہمارا کفر کی افواج ہیں
ہر عمل میں حکم امریکہ کی یہ محتاج ہیں
ان کی طاقت کا نشانہ سب مسلمان آج ہیں
خونِ مسلم سے مزین ان کے تخت و تاج ہیں

اہل سنت کی حفاظت اولیں منشور ہے
عسکریت بھی ہماری علم سے معمور ہے
شدت و تخریب سے اپنی جماعت دور ہے
ہر مجاہد کے لیے اخلاق کا دستور ہے

یا الہی! پوری امت کو ہدایت ہو عطا
نصرت دین محمد ﷺ کی سعادت ہو عطا
فتنہ و جال سے ہر دم حفاظت ہو عطا
اے خدا! ہم کو ”شریعت یا شہادت“ ہو عطا

قوم کے لادین ہر حاکم کو یہ لاکار ہے
تم سے زندہ ملک میں چنگیر کا کردار ہے!
آج ہر مسلم بغاوت کے لیے بیدار ہے
اب ہمارے ہاتھ میں قرآن ہے تلوار ہے

کر نہیں سکتے غلامی مصلحت کے نام پر
بیچ دیں ایمان کیوں کفار کے انعام پر
فخر ہے ہم کو بغاوت کے حسین الزام پر
کٹ مرے گا ہر مجاہد حرمتِ اسلام پر

حافظ ابن الامام

چھوڑ دو اے حکمران کفر سے یہ دوستی!
کفر سے یہ دوستی، اسلام سے یہ دشمنی
اور احکام شریعت کی کھلی غارت گری
ورنہ پھر منوائیں گے اسلام کی ہم برتری

اقصی و حرمین ہو یا شام و شیشان و یمن
ان کی نصرت کے لیے قربان ہے مال و بدن
انقام لال مسجد کی ہے سینے میں چھین
چل پڑے ہیں راہِ استشہاد میں لے کر کفن

آج گھر گھر میں روا تم نے کیا ظلم و ستم!
ماؤں، بہنوں کو رالایا، دے کے ذلت کا الم
اٹھ چکے ہیں ان کی نصرت کو مجاہد کے قدم
تم کو بھی تڑپائیں گے اب، ہے ہمیں رب کی قسم!

برما و بنگال میں چینیں ہیں اور آہ و فغان
دہلی و کشمیر میں بھی ظلم کا آتش فشان
ارضِ پاکستان ہے دنیا میں عبرت کا نشان
امتِ اسلام کا برباد ہے امن و امان

حق کے مورچوں کی حفاظت کرنے والے مجاہدین کے نام

”حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے یہ بات لازم ہے کہ آپ اپنی جہادی ذمہ داریوں کی طرف بھرپور انداز میں متوجہ ہوں، آپ لوگوں کی کوششوں کی وجہ سے ملک کے بہت سارے علاقے دشمن کے ناپاک وجود سے پاک ہو چکے ہیں، اس بات کی کوشش میں لگ جائیں کہ ملک کے دیگر علاقے بھی دشمن کے وجود سے پاک ہو جائیں، اپنے جہادی امور میں کسی بھی قسم کی غفلت نہ کریں، اپنی عسکری کارروائیوں میں عزم مصمم، اعلیٰ تدابیر اور منظم منصوبوں کو بروئے کار لائیں، ہر کام میں اپنا نصب العین اللہ تعالیٰ کی رضا کو بنائیں۔ جہاد کے ایک اہم رکن کے طور پر اپنے امیر کی اطاعت اور ملنے والے لائحہ عمل کی اطاعت کو مکمل طور پر ملحوظ خاطر رکھیں۔ ملک کے اطراف و اکناف میں ہماری جانب سے مقرر کیے گئے جہادی مسؤلیں آپ کے شرعی امیر ہیں، آپ لوگوں کو چاہیے کہ ان کی مکمل اطاعت کریں۔

جو احتیاطی تدابیر و قفاً فوقاً آپ کے امر کی جانب سے آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں ان پر سختی سے عمل پیرا ہوں، اور اگر آپ اس میں غفلت برتیں گے یا اپنی طاقت کے باوجود احتیاط سے کام نہیں لیں گے، تو ہو سکتا ہے دنیا میں دشمن کی جانب سے نقصان پائیں، اور اللہ کے ہاں بھی آپ کا مواخذہ ہو۔ عام شہریوں کے ساتھ معاملات میں انتہائی محتاط رہیں، اچھے اخلاق اور اچھے رویے کے ساتھ لوگوں کے دلوں کو جیت لیں، ہمارے عوام مسلمان اور مجاہد ہیں اور اسلام کی خاطر انہوں نے سب سے زیادہ قربانیاں دی ہیں اور سب سے زیادہ مصائب برداشت کیے ہیں، معاشرے کے ہر فرد بوڑھے، جوان، بچوں اور خواتین کا احترام ملحوظ خاطر رکھیں۔ جب کبھی کسی کے بارے میں کوئی معاملہ پیش آئے تو سب سے پہلے اس کی مکمل چھان بین کر لیا کریں۔ غلط اور جانب دارانہ اطلاعات کی بنیاد پر کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ عوام کے نیک مشوروں کا پورا احترام کریں، آپ جب عام لوگوں کے ساتھ معاملات کریں تو خود سے سوال کریں کہ اگر میرے پاس اسلحہ نہ ہوتا تو اور میں ایک عام فرد ہوتا تو میرا لوگوں کے ساتھ کس طرح کا رویہ ہوتا؟ یا جس شخص کا میں سامنا کر رہا ہوں اگر اس کی جگہ میرا باپ، بھائی یا کوئی دوسرا قریبی رشتہ دار ہوتا تو اس کے ساتھ میں کس طرح کا معاملہ کرتا؟ مجاہدین کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں عوام کے ساتھ نرمی اور رحم دلی سے بھرپور رویہ رکھیں، اور کسی بھی صورت میں اپنے آپ کو لوگوں سے بالاتر اور طاقت ور نہ سمجھیں۔ جب تک امارت اسلامیہ کی قیادت کی جانب سے کسی کام کا حکم نہ دیا گیا ہو، یا صوبائی ذمہ داروں کی جانب سے اجازت نہ دی گئی ہو، اپنے طور پر لوگوں کو احکامات جاری نہ کریں یا ان پر پابندی مت لگائیں، یہ کام جہاد اور مجاہدین کی بدنامی کا سبب بنتے ہیں اور دشمن کو منفی پروپیگنڈے کا موقع ملتا ہے، اور اس طرح عوام اور مجاہدین کے مابین بُعید پیدا ہوتا ہے۔ اس حوالے سے پوری کوشش کریں کہ ملنے والے احکامات اور اہم علاقے کے لوگوں اور علمائے کرام کے باہمی مشوروں کے ساتھ نافذ العمل کریں۔

امارت سے وابستہ کسی بھی فرد کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ لوگوں سے زبردستی پیسے طلب کرے، جو بھی مجاہد یا کسی اور نام سے قومی تاجروں، زمینداروں اور مال دار لوگوں سے ہندوق کے زور پر پیسے طلب کرتے ہیں اور پیسوں کے لیے مسلمانوں کو اغوا کرتے ہیں اُن کا راستہ سختی سے روکیں۔ اور اگر ایسے لوگ ہاتھ لگ جائیں تو ان کو شرعی سزا دیں، مسلمانوں کے جان و مال کی حفاظت جہاد کے اہم اہداف میں سے ہے۔

آخر میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جہادی کارروائیوں کے ساتھ ساتھ علمی مطالعہ اور تعلیم، دینی دعوت، ادعیہ ماثورہ، وظائف، ورزش اور جہادی مشقوں پر بھی خاص توجہ دیں۔ صورت اور سیرت کو شریعت مقدس کے موافق رکھیں، اور عوام کے مابین پاک باز، راست گو، خدا سے ڈرنے والے، نیک اور خیر خواہ انسانوں کی طرح زندگی بسر کریں۔

مجاہدین کا لائحہ عمل ہر محاذ اور صوبے تک پہنچ چکا ہے۔ ہر صوبے کا جہادی مسؤل اس بات کو یقینی بنائے کہ اس کے مجاہدین لائحہ عمل کو سمجھ چکے ہیں اور اس پر عمل پیرا ہیں۔“

عید الفطر ۱۴۳۲ھ کے موقع پر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ کے جاری کردہ پیغام سے اقتباس